

شمس الاسلام

✓ ۱۶/۰۶/۰۸

پہلا محاضرہ علمیہ

بر موضوع

(۱)



(۱۸۴۰ - ۱۹۰۸)

پیش کردہ

حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب منصوب پوری

استاذ حدیث و ادب دارالعلوم دیوبند

طاعت :- شیر والی آرٹ پرنٹرز، ۱۰۰۰۶۔ فون: 2043202



موضوع کا تعارف

انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے خداوند قدوس نے انسانوں میں سے ہی کچھ نفوس قدسیہ کو منتخب فرمایا اور حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک بے شمار انسانوں کو خلعت نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا۔ یہ محض اصطفا خداوندی کا نتیجہ تھا۔ لیکن حریص انسانوں نے بزعم خود زبردستی اپنے کو اس منصب پر فائز کرنے کی کوشش ہر زمانہ میں کی ہے حتیٰ کہ جب باری تعالیٰ نے اس سلسلہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر مکمل فرمادیا تب بھی ان حریص انسانوں نے حسد و عنین کی وجہ سے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے میں دریغ نہیں کیا۔ بلکہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی:

انہ سیکون فی امتی کذابون مثلثون
کلہم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم
النبین لا نبی بعدی۔

(ابو داؤد و ترمذی و مشکوٰۃ ص ۴۶۵)
عقرب میری امت میں (بڑے بڑے) تیس
جھوٹے ہوں گے، ان میں سے ہر ایک اپنے
بارے میں دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں۔ ملائکہ
ہیں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی بھی نبی
نہیں۔

صادق و مصدوق نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیشین گوئی کے مطابق آپ ہی کی جتہ مبارکہ میں جھوٹے مدعیان نبوت ظاہر ہونے شروع ہو گئے تھے۔ چنانچہ اسود غسانی، طلحہ اندلسیہ، کذاب کے نام اس حیثیت سے اسلامی تاریخ میں، معروف و مشہور ہیں۔ پھر مختلف زمانوں میں

مختلف مقامات پر جھوٹے مدعیان نبوت ظاہر ہوتے رہے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ ان جھوٹے مدعیان نبوت میں سے بعض کو ہزاروں کی تعداد میں ان کی نبوت پر ایمان لانے والے اور پیر و کار بھی مل گئے اور مسلمانوں کے ساتھ ان کی معرکہ آرائیاں بھی ہوئیں مگر ان میں سے اکثر کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور وہ اپنے کیف و کردار کو پہنچتے رہے۔ حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں تھری مرتے ہیں:

”اکثر ایسے مدعیوں کو کوئی قابل ذکر کامیابی حاصل نہیں ہوئی، اور حباب کی طرح اٹھے اور بیٹھ گئے لیکن برصغیر ہند میں انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں دعویٰ نبوت کرنے والے مرزا غلام احمد قادیانی (۱۸۶۸ء تا ۱۹۰۸ء) کا معاملہ بعض سیاسی وجوہ سے مختلف ہے۔“

مرزا غلام احمد قادیانی نے دیگر مدعیان کی طرح اولاً صاف صاف نبوت کا دعویٰ نہیں کیا کیوں کہ ایسے مدعیوں کا عبرتناک انجام اس کو معلوم تھا، لہذا اس نے بڑی چالاکी سے تدریجی انداز اپنایا۔ اولاً خادم و مبلغ اسلام کے روپ میں ظاہر ہوا۔ پھر اپنے کو طہم اور امور من اللہ بتلایا۔ پھر مجدد ہونے کا انہار کیا، آگے بڑھ کر مہدی و مثل مسیح و مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ مزید ترقی کر کے غلی و برودی نبوت کا پروپیگنڈہ کرنے لگا، آخر کار اصل منزل مقصود پر پہنچ کر مستقل اور صاحب شریعت نبی ہونے کا اعلان کر کے اپنے زمانے والوں کو جہنمی کہنے لگا۔

اسی پر بس نہیں کیا بلکہ باقاعدہ ایک جماعت (مسلمان فرقہ احمدیہ) کے نام سے قائم کر کے مذکورہ دعاوی باطلہ و کفریہ عقائد کی ترویج و اشاعت کا کام شروع کر دیا اور ہر جگہ سادہ لوح عوام مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لیے یہ باور کرایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس پر ایمان لانا ضروری ہے اور یہی حقیقی اسلام ہے بغیر اس کے اخروی نجات ممکن نہیں۔ گویا اپنے اوپر ایمان کو مدار نجات قرار دیا۔ جب کہ امت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ مدار نجات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

مرزا غلام احمد کا مختصر سوانحی خاکہ

قادیانیت کے خدوخال واضح کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات زندگی پر نظر ڈالی جائے تاکہ مذکورہ بلند بانگ دعاوی کرنے والے کا حسبِ نسب معلوم ہو جائے اور یہ کہ وہ علوم ظاہری و اخلاقیات وغیرہ میں کس سطح کا آدمی تھا۔

اس سلسلہ میں مرزا کا اپنا بیان یہ ہے۔

نام و نسب

میرزا نام غلام احمد، میرے والد کا نام غلام مرتضیٰ، اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا کا نام گل محمد تھا۔ اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ ہماری قوم مغل بدلا س ہے اور میرے پرانے بزرگوں کے کاغذات سے جواب تک محفوظ ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سرمتسکرائے تھے۔

مرزا نے لکھا ہے،

پیدائش

میرزا پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۸ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا۔

مرزا قادیانی نے اپنی عمر کے متعلق اربعین میں اہام درج کیا ہے،

تاریخ پیدائش کا مسئلہ

لاہیند حیوہ ہم تجھے ایک پاک اور آرام کی زندگی عنایت طیبۃ شعائین حولا اوھو ربان ذلالہ کریں گے اشہی برس یا اس کے قریب۔

(اربعین ص ۳۹)

مرزا کی بیان کردہ اپنی تاریخ پیدائش کے اعتبار سے اس کی عمر انہتر یا ستر سال ہوتی ہے کیوں کہ ۲۶ مئی ۱۸۶۵ء کو مرزا کا انتقال ہوا ہے۔ لہذا اس کی یہ پیش گوئی صراحتاً غلط ثابت ہوئی۔ اس کو زبردستی سچی پیش گوئی ثابت کرنے کے لیے مرزا بشیر الدین محمود نے مرزا قادیانی کا سن ولادت بجائے ۱۸۳۹ء کے ۱۸۴۴ء بتلایا ہے جیسا کہ ۱۹۴۶ء میں ولید سلطنت برطانیہ کو مرزا بشیر الدین نے سپاسنامہ پیش کرتے وقت اسی تاریخ کا تذکرہ کیا، اس کے اعتبار سے ۱۸۵۵ء میں مرزا کی

عمر ۲۱ سال ہوتی ہے۔ حالانکہ مرزا لکھ چکا ہے کہ اس وقت میں سولہ برس کا یا سترہویں برس میں تھا۔ بہر حال مذکورہ غیر واقعی ترمیم کے بعد مرزا کی عمر تہتر یا چھتر سال بن جاتی ہے جسکو تکلف اسی کے قریب کہا جاسکتا ہے لیکن اس معاملہ میں مرزا کے بیان کو ہی ترجیح دی جائے گی۔ اور اس کے نتیجہ میں مرزا اس پیش گوئی میں جھوٹا ثابت ہوگا۔

قادیان | مرزا غلام احمد نے قادیان کے متعلق لکھا ہے :

۱۔ ”مرزا کے آباد و اجداد۔ ناقل، اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے اور وہ ایک معزز رئیس کی حیثیت سے اس ملک میں داخل ہوئے اور اس قصبہ کی جگہ میں جمع اس وقت ایک جنگل پر ۱۲۰ ہوا تھا، لاہور سے تخمیناً بغاقل سپاس کو سبکدوشہ شمال مشرق واقع ہے۔ فردکش ہو گئے جس کو انھوں نے آباد کر کے اس کا نام اسلام پورہ بھی رکھا جو پیچھے سے اسلام پورہ قاضی، انجمنی کے نام سے مشہور ہوا اور رفتہ رفتہ اسلام پورہ لفظ لوگوں کو بھول گیا اور قاضی، انجمنی کی جگہ پر قاضی رہا اور پھر آخر قادی بناؤ اور اس سے بگڑ کر قادیان بن گیا۔“

اور جناب مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری نے لکھا ہے :

”قادیان نصر ایک گاؤں کا نام نہیں جو مرزا غلام احمد کا مولد و منشا تھا بلکہ پنجاب میں قادیان نام کے اور بھی متعدد گاؤں آباد ہیں خود ضلع گرداسپور میں مرزا صاحب کے قادیان کے علاوہ ایک اور قادیان موجود ہے“ لکھ

خاندان کا زوال | مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ :

”پھر جب سکھوں کا قبضہ ہوا تو صرف اسی گاؤں ان کے ہاتھ میں رہ گئے اور پھر بہت جلد اسٹی کے عدد کا صفر بھی اڑ گیا اور پھر شاید آٹھ یا سات گاؤں باقی رہے۔ رفتہ رفتہ سرکار انگریزی کے وقت میں تو بالکل خالی ہاتھ ہو گئے۔ چنانچہ اوائل عملداری اس سلطنت میں صرف پانچ گاؤں کے مالک کہلاتے تھے اور میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب دربار گورنر میں

کر سی نشیں بھی تھے۔

انگریزی سرکار کا خیر خواہ خاندان | اور سرکار انگریزی کے ایسے خیر خواہ اور دل کے بہادر تھے کہ ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور

پچاس جوان جنگجو بہمنپا کر اپنی حیثیت سے زیادہ اس گورنمنٹ عالیہ کو مدد دی تھی۔ غرض ہماری ریاست کے ایام دن بدن زوال پذیر ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ آخری نوبت ہماری یہ تھی کہ ایک کم درجہ کے زمین دار کی طرح ہمارے خاندان کی حیثیت ہو گئی تھی۔

مرزا نے اپنی تعلیم کا حال یوں بیان کیا ہے،

ناقص تعلیم

بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لیے نوکر رکھا گیا جنھوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کی کتابیں پڑھائیں۔ اور اس بزرگ کا نام فضل الہی تھا اور جب میری عمر تقریباً دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لیے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے وہ بہت محنت اور توجہ سے پڑھاتے رہے اور میں صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے۔ اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لیے مقرر کیا تھا۔ اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو، منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا۔

مرزا بشیر احمد اے کے بیان کے مطابق،

”آپ کے استاذ فضل الہی قادیان کے باشندے حنفی تھے۔ دوسرے استاذ فضل احمد فیروز والا ضلع گجر نوالہ کے باشندے اہل حدیث تھے۔ تیسرے استاذ

سید گل علی شاہ بنالہ کے باشندے اور شیعہ تھے“ لہ

مرزا کی غلط بیانی | رکھا تھا تحقیقی کوئی پرپر کھا گیا تو غلط ثابت ہوا۔ چنانچہ مولانا ابوالقاسم رفیق نے تحریر فرمایا ہے کہ:

”اصل یہ ہے کہ جب قادیان میں مرزا غلام مرتضیٰ کا مطب نہ چلا، یا وہاں کی قلیں آمدنی پر قانع نہ ہوئے تو انہوں نے بنالہ آکر جو ایک بڑا قصبہ ہے مطب کھول لیا اور یہیں ایک مکان بھی بنوایا تھا اسی مکان میں باپ اور بیٹا (مرزا غلام احمد) رہتے تھے۔ باپ مطب کرتا تھا اور بیٹا قریب ہی مسجد ہمدانیوں میں سید گل علی شاہ شیشی سے تعلیم پاتا تھا۔“ _____ مرزا احمد علی امرتسری شیعہ رستم طراز ہیں کہ:

”مولوی گل علی شاہ شیعہ مذہب کے فاضل اجل تھے، بڑے بڑے رئیس ان کے آستانہ پر حاضر ہوا کرتے تھے بلکہ مرزا غلام احمد کے والد مرزا غلام مرتضیٰ بھی بنالہ میں ان کے دسترخوان کے ریزہ چیں تھے۔ گل علی شاہ کسی رئیس کے در دولت پر کبھی نہیں گئے، چہ جائیکہ حکیم غلام مرتضیٰ جیسے فلاش کی نوکری کرتے۔ مرزا غلام احمد نے اپنی تعلی کے لیے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔“

مرزا کے علوم اکتسابی تھے | بہر حال مرزا کے اپنے بیان سے ثابت ہو گیا کہ اس نے مختلف کتابوں کے اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا ہے

اگرچہ کسی مدرسہ سے فراغت کی توفیق نہیں ملی۔ مگر جب مہدی و مسیح بننے کا شوق ہوا تو مرزا قادیانی نے دوسری کتاب ایام الصلح (جو کتاب البریہ کے بعد کی تصنیف ہے) میں لکھ دیا کہ:

”سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا تو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا ہی سے حاصل کرے گا“ اور قرآن و حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں

میں چند سال تک میری عمر کراہیت طبع کے ساتھ انگریزی ملازمت میں بسر ہوئی، آخر چونکہ میرا جہا رہنا میرے والد پر بہت گراں تھا اس لیے ان کے حکم سے جو عین میری منشا کے موافق تھا میں نے استعفا دے کر اپنے تئیں اس نوکری سے جو میری طبیعت کے مخالف تھی، سبکدوش کر لیا۔ اور پھر والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

تادیان واپس آکر مرزا کی مشغولیات کیا ہیں؟ خود مرزا کا بیان ہے،
بیہودہ جھگڑے | میرے والد صاحب اپنے بعض آباء و اجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لیے انگریزی عدالتوں میں مقدمہ کر رہے تھے۔ انہوں نے انہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقت عزیز میرا بیہودہ جھگڑوں میں ضائع ہو گیا۔

مرزا کی بیماریاں

ڈاکٹر محمد اسماعیل قادیانی کا بیان ہے،
مرزا کو ہسٹریا و مراق کی بیماری تھی | میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔
مراق کیا ہے | علامہ حکیم برہان الدین نفیسی فرماتے ہیں،
 مایخویا کی ایک قسم ہے جس کو مراق کہتے ہیں، اور مایخویا کی تعریف انہوں نے یہ کی ہے،

موقعیر الظنون و الفکر من الجری
 الطبیعی الی الفساد و الخوف و قد یبلغ
 الفساد فی بعضهم للاحدیظن انہ
 مایخویا۔ خیالات و افکار کے طریق طبعی سے متغیر
 بخوف و فساد ہو جانے کو کہتے ہیں۔ بعض مرضیوں
 میں گاہے گاہے یہ فساد اس حد تک پہنچ جاتا

یعلم الغیب، وکثیرا یخبر سیکون قبل کونہ، وقد یبلغ الفساد فی بعضهم الی حد یظن انه صار ملکا، وقد یبلغ الفساد فی بعضهم الی اعلی من ذلك فیظن انه الحق وهو تعالی عن ذلك.

ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیب دل سمجھتا ہے اور اکثر ہونے والے امور کی پہلے ہی خبر دے دیتا ہے اور بعض میں فساد یہاں تک ترقی کر جاتا ہے کہ اس کو اپنے متعلق یہ خیال ہوتا ہے کہ فرشتہ ہوں اور کبھی اس سے بڑھ جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو خدا سمجھنے لگتا ہے۔

(شرح الاسباب والعلمات ص ۶۷-۶۹)

(ترجمہ شرح اسباب اردو ص ۱۵)

ڈاکٹر شاہ نواز قادیانی لکھتا ہے،

قادیانی ڈاکٹر کی شہادت

اگر کسی مدعی الہام کے متعلق یہ ثابت ہو جائے کہ اسے ہسٹریا یا مایوگیا یا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعوے کی تردید کے لیے کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ یہ بات ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکتی ہے۔

اوپر کے حوالوں سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مرزا کو مایوگیا، مرق، ہسٹریا جیسے امراض تھے۔ لہذا قادیانی ڈاکٹر کے مطابق مرزا کی تکذیب کیلئے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں رہتی۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے،

زیابیطس کی شکایت

دوسری بیماری بدن کے نیچے کے حصہ میں ہے جو مجھے بکثرت پیشاب کا مرض ہے جس کو زیابیطس بھی کہتے ہیں اور معمولی طور پر مجھ کو ہر دو پیشاب بکثرت آتا ہے اور پندرہ بیس دفعہ تک کی نوبت پہنچ جاتی ہے اور بعض اوقات قریب سو دفعہ کے دن رات میں آتا ہے۔

تشیح اعصاب، جسمانی قوی کا اضمحلال، دوران سر شدید

مرزا کے امراض کی مجمل فہرست

در دسر حالت مردی کا معدوم، دق، سل، دماغی بیہوشی، غشی، کثرت اسہال، مسلوب القوی ہونا، حافظہ کی خرابی، دل و دماغ کی سخت کمزوری۔ ان بیماریوں

کی تفصیلات مرزا کی کتب تریاق القلوب، نزول مسیح، حقیقۃ الوحی وغیرہ میں مذکور ہیں۔

مرزا کی بیویاں

مرزا غلام احمد قادیانی کو ساری عمر میں صرف دو عورتوں سے شادی کرنے کا اتفاق ہوا۔ پہلی شادی بارہ چودہ سال کی عمر میں ماموں کی بیٹی حرمت بی بی سے ہوئی۔ مرزا کو شروع ہی سے اس بیوی سے بے تعلقی سی تھی اور اس کو عام طور پر ”بچھ دی ماں“ کہا جاتا تھا۔ دوسری شادی کے بعد مرزا نے اس کو کہلا دیا تھا کہ یا تو مجھ سے طلاق لے لو یا مجھے اپنے حقوق چھوڑ دو۔ اس نے کہلوا یا کہ اب میں بڑھاپے میں کیا طلاق لوں گی۔ بس مجھے خرچ ملتا رہے، میں اپنے باقی حقوق چھوڑتی ہوں۔ پھر جب محمدی بیگم کا سوال اٹھا اور مرزا کے رشتہ داروں نے مخالفت کر کے محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ کر دیا اور حرمت بی بی نے ان سے تعلقات منقطع نہیں کیے تو مرزا غلام احمد نے اس کو طلاق دے دی بلکہ

دوسری شادی ۱۲۸۳ھ میں نصرت جہاں بیگم سے ہوئی جو دہلی کے مشہور سادات خاندان (میر درد کا خاندان) سے تعلق رکھتی تھی۔ اس کو مرزائی ”اماں جان“ کہتے ہیں بلکہ

تیسری شادی کی آرزو | اس کے بعد بھی مرزا کو مزید شادیاں کرنے کی بے حد تنہا رہی۔ چنانچہ حسب عادت ایک اشتہار میں اپنا یہ الہام شائع کیا،

”اس عاجز نے ۲۰ فروری ۱۲۸۳ھ کے اشتہار میں یہ پیش گوئی خدا تعالیٰ کی طرف

سے بیان کی تھی کہ اس نے مجھے بشارت دی ہے کہ بعض بابرکت عورتیں اس اشتہار

کے بعد میرے نکاح میں آئیں گی اور ان سے اولاد پیدا ہوگی“۔ ۳۵

اپنے الہام کو سچا ثابت کرنے کے لیے مرزا نے بہت کوشش کی کہ محمدی بیگم سے نکاح ہو جائے

بلکہ یہ اعلان بھی کر دیا کہ آسمان پر اس سے مرزا کا نکاح ہو گیا ہے اور زمین میں بھی ضرور ہوگا۔ لیکن

۱۔ سیرۃ المہدی ۳۳-۳۴، مختصاً، ۳۵ بنیادی نصاب ص ۱۶، ۳۶ اشتہار نمک اخیر و اشرا مورخہ ۱۲۸۳ھ

مندرجہ تبلیغ و رسالت ص ۹۹ مولفہ میر قاسم علی قادیانی۔

مرنے وقت تک نہ محمدی بیگم سے نکاح کی آرزو پوری ہوئی اور نہ ہی کسی اور عورت سے مرزا کا نکاح ہوا۔ حضرت
نصرت جہاں بیگم ہی اسکی بیوی رہی اور اسی سے اولاد ہوئی ترہی جو مذکورہ اعلان کے وقت پہلے سے موجود تھی

مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے :

پہلی بیوی سے مرزا کی اولاد بڑی بیوی سے حضرت سیح موعود کے دولڑکے پیدا ہوئے تھے

یعنی مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد، حضرت صاحب گویا بچے ہی تھے کہ مرزا سلطان پیدا
ہو گئے تھے۔ مرزا کے دو نوادے بیٹے اس پر ایمان نہیں لائے۔ آخر کار سلطان احمد کو تو مرزا نے
عاق کر دیا تھا، اور مرزا فضل احمد کا انتقال ہوا تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی

اس کی وجہ اخبار میں یہ بیان کی گئی ہے :

”حضرت مرزا صاحب نے اپنے بیٹے (فضل احمد مرحوم) کا جنازہ محض اس لئے نہیں

پڑھا کہ وہ غیر احمدی تھا“ (اخبار الفضل قادیان ۱۵ دسمبر ۱۹۳۱ء بحوالہ قادیانی مذہب ص ۶۶)

(۱) عصمت، پیدائش ۱۸۸۶ء وفات ۱۸۹۱ء

(۲) بشیر احمد اول ولادت ۱۸۸۶ء وفات ۱۸۸۸ء

دوسری بیوی سے مرزا کی اولاد

(۱۳) مرزا بشیر الدین محمود ولادت ۱۸۸۹ء

(۱۴) شوکت ۱۸۹۱ء وفات ۱۸۹۳ء

(۱۵) مرزا بشیر احمد ایم اے ۱۸۹۳ء

(۱۶) مرزا شریف احمد ۱۸۹۵ء

(۱۷) مبارکہ بیگم ۱۸۹۴ء

(۱۸) مبارک احمد ۱۸۹۹ء وفات ۱۹۰۴ء

(۱۹) امۃ النصیر ۱۹۰۳ء

(۲۰) امۃ العفیظ بیگم ۱۹۰۴ء

۱۹۲۵ء وفات

۱۹۲۳ء وفات بنیادی نصاب ص ۱۶۶

۱۹۴۴ء

۱ سیرۃ المہدی ص ۵۳ ج ۱

۲ ص ۲۹ ج ۱

۵ وفات ۱۹۲۱ء

مرزا قادیانی کا کیرکیٹر

ایک جانب تو مرزا قادیانی (جس کو کہاں متابعت نبوی کا دعویٰ ہے) لکھتا ہے ،
 ”ہمارے سید و مولیٰ ، افضل الانبیاء ، خیر الاصغیا ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تقویٰ دیکھئے کہ
 وہ ان عورتوں کے ہاتھ سے ہاتھ نہیں ملاتے تھے جو پاکدامن اور نیک بخت ہوتی تھیں اور
 بیعت کرنے کے لئے آتی تھیں بلکہ دور بیٹھا کر صرف زبانی تلقین توبہ کرتے تھے“ ۱
 مزید لکھتا ہے :

”یہ اسلام کی اعلیٰ تسلیم کا ایک نمونہ ہے کہ ہرگز قصداً کسی عورت کی طرف نظر اٹھا کر
 نہ دیکھو کہ یہ بد نظری کا پیش خیمہ ہے“ ۲
 دوسری طرف اس سنت مطہرہ اور اعلیٰ تعلیم کے برخلاف مرزا قادیانی کے کیرکیٹر کے
 دو شرمناک نمونے دیکھئے :

۱۔ نامحرم دوشیزہ سے پیر دبوانا | عائشہ کے شوہر غلام محمد کا بیان ہے ،
 میری بیوی پندرہ برس کی عمر میں
 دارالامان میں حضرت مسیح موعود کے پاس آئیں حضور کو مرحومہ کی خدمت حضور کے پاؤں بٹانے
 کی بہت پسند تھی ۳

محمد حسین قادیانی کا سوال | حضرت اقدس غیر عورتوں سے ہاتھ پاؤں دبواتے ہیں۔

جواب فضل دین قادیانی | وہ بنی معصوم ہیں ان سے مس کرنا اور اختلاط منع نہیں بلکہ موجب
 رحمت و برکات ہے ۴

۱۔ نور القرآن خزائن ص ۳۹ ، ۲۔ ص ۴۴ ، ۳۔ اخبار الفضل قادیان ۲۰ مارچ ۱۹۲۵ء ص ۷-۵
 بحوالہ مرزا قادیانی بقلم خود ص ۳۵ ، ۴۔ اخبار الحکم جلد ۱ ص ۱۲ ، ۱۳ ، ۱۴ اپریل ۱۹۲۵ء بحوالہ مرزا
 قادیانی بقلم خود ص ۳۳-۱۔

۱۲۔ نامحرم عورت سے پنکھا وغیرہ کی خدمت لینا | مرزا بشیر احمد ایم اے کا بیان ہے،
ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب نے

مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب محقر
افس کی خدمت میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات
ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی، مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم
کی تھکان و تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ دو دفعہ ایسا موقع پیش
آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقع ملا۔۔۔۔۔
... حضرت نے فرمایا زینب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔

مخالفت کو مغالطات | مرزا قادیانی نے دشنام دہی سے انہما برأت کرتے ہوئے لکھا ہے،
میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے میں نے ایک لفظ بھی

ایسا استعمال نہیں کیا جسکو دشنام دہی کہا جائے۔ نہ

بلکہ دوسری جگہ یہ ڈینگ ماری ہے کہ میں نے جو ابابھی کسی مخالف کو گالی نہیں دی۔

وقد سبونی بکل سب فخر و دت | مخالفین نے مجھے ہر طرح کی گالیاں دیں مگر میں
علیہم جواہرہم، (مواہب الرحمن خزائن ج ۲۶، ۱۹۶) نے ان کی گالیوں کا جواب نہیں دیا۔
بہر حال ایک طرف تو اپنی شرافت کے یہ بلند بانگ دعوے ہیں دوسری جانب اس کی
دشنام طرازی کے بدترین نمونے دیکھئے۔

(۱) پیر محمد علی شاہ گولڑوی رح کے متعلق لکھتا ہے۔ سے آراستہ کرنا اُبرآن۔ دُسنہ

اتانی کتاب من کذب یزور | کتاب خبیث کا العقارب یا بر

قلت للہ الویلات یا ارض جوئو | لعنت بملعون فاننت حد مر

(ترجمہ از مرزا) مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے وہ خبیث کتاب بچھوں

کی طرح نیش زن ہے۔ پس میں نے کہا، اے گولڑوی زمین تجھ پر لعنت ہو تو ملعون

کے سبب ملعون ہو گئی، لہ

(۲) سید الطائفہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتا ہے :
 والآخر هو الشيطان الاعشى والغول (ترجمہ از مرزا) ان میں سے آخری اندھا شیطان
 الاھوی یقال لہ رشید احمد الجنوحی وھو گمراہ دیو ہے جس کو رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں۔
 شقی کا نام مروھی (انجام اتھم خزائن ص ۲۵۲) وہ بھی محمد حسن امروہی کی طرح بد بخت ہے۔
 (۳) اور جناب مولانا سعد اللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتا ہے :

ومن اللثام اری رجیلا فاسقا غولا لعینا نطفۃ السفہار
 اور لٹیوں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے
 سفیہوں کا نطفہ۔

شکس خبیث مفسد و مزور نفس یمشی السعد فی الجہلاد
 بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملے کر کے دکھلانے والا ہے، منحوس ہے
 جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔

اذیتنی خبتا فلست بصادق ان لم تمت بالحقری یا ابن بغلو
 تو نے اپنی خباثت سے مجھے بہت دکھ دیا ہے۔ پس میں سچا نہیں ہوں گا اگر ذلت
 کے ساتھ تیری موت نہ ہو۔ (اے نسل بدکاراں) ۱

نوٹ : یہاں مرزا ابن بغلو کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے۔ لیکن انجام اتھم خزائن ص ۲۵۱ میں مرزا نے اسکا
 ترجمہ "اے نسل بدکاراں" کیا ہے۔

عبرت ناک موت | ہمیشہ کی موت کو قادیانی لوگ نہایت عبرت ناک موت کہتے ہیں اور خود مرزا غلام احمد
 قادیانی اپنے مخالفین کو اسی قسم کی موت کی دھمکی دیا کرتا تھا۔

چنانچہ مرزا نے ۵ اپریل ۱۸۷۷ء کے اشتہار میں حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب
 کرتے ہوئے تحریر کیا :

لہوہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے
 'ہیضہ' وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری ہی زندگی میں وارد نہ ہوئی، تو
 خدا کی طرف سے نہیں"۔

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم نے مرزا کی زندگی میں بخیر و عافیت وہ کر مرزا کی وفات کے
 پورے چالیس سال بعد ۱۵ مارچ ۱۹۴۹ء بمصر ۸۰ سال وفات پائی۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی اپنے
 اشتہار کے ایک سال بعد ۲۵ مئی ۱۹۴۹ء کو بمقام لاہور بعد عشاء قے و دست میں مبتلا ہو گیا اور
 خود مرزا نے اپنے خسر مرزا ناصر سے مخاطب ہو کر کہا،
 "میر صاحب مجھے وہابی ہیضہ ہو گیا ہے"

دوسرے دن (۲۶ مئی) دس بجے مرزا کا انتقال ہو گیا۔
 جنازہ قادیان لایا گیا، حکیم نور الدین نے نماز جنازہ پڑھائی اور اسی روز وہ مرزا کا پہلا
 جانشین منتخب ہوا۔

مرزا قادیانی کی علمی و مذہبی زندگی کے تین دور

مرزا قادیانیت پر کام کرنے والوں کو خصوصاً قادیانی لٹریچر کے مطالعہ کے وقت مرزا کی علمی و مذہبی
 زندگی کے مختلف ادوار پیش نظر رکھنے چاہئیں، کیونکہ مرزا نے ازراہ دجل و تبلیس ختم نبوت و حیات
 و وفات مسیح سے متعلق متفاد باتیں تحریر کر رکھی ہیں تاکہ بوقت ضرورت سادہ لوح مسلمانوں کے
 سامنے اس تضاد سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔ مرزا کی ذریت بھی اس راہ پر چل رہی ہے۔
 چنانچہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"ایسے اقوال جن میں ختم نبوت کا اعتراف اس تفسیر کے ساتھ ہے جو تمام
 امت مرحومہ کا عقیدہ ہے، پیش کر کے ناواقف مسلمانوں کو اپنے اندر جذب کرنا

یا بوقت ضرورت اپنی جماعت کا ملت اسلامیہ کے ساتھ اشتراک مقصود ہوتا ہے" ۱۰
اور قادیانی لٹریچر کے عظیم محقق پروفیسر محمد ایاس برنی مرحوم کا تجزیہ یہ ہے،

”اگر کوئی بطور خود کتابوں کا مطالعہ کرے تو قادیانی لٹریچر میں ایک بڑا اکال

ہے۔ اس درجہ تکرار، تضاد، ابہام و التباس ہے کہ اکثر سباحت بھول بھلیاں

نظر آتے ہیں، عقل حیران اور طبیعت پریشان ہو جاتی ہے جب تک صبر و استقلال

کے ساتھ غور و غوض نہ کیا جائے اصل بات ہاتھ نہیں آتی۔ ۱۱

بہر حال مرزا اور اس کی ذریت کے دحل تلبیس کا پردہ چاک کرنے کے لیے مرزا کی تحریرات

کے زمانوں کو جاننا ضروری ہے۔ اس کے بارے میں پروفیسر ایاس برنی لکھتے ہیں،

”مرزا غلام احمد قادیانی کی علمی و مذہبی زندگی کے تین نمایاں دور نظر آتے ہیں

پہلا دور، وہ امت محمدی کے مبلغ کی حیثیت سے ۱۸۸۰ء میں شروع کرتے ہیں۔

جب کہ براہین احمدیہ کے سلسلہ میں وہ اپنی دینی خدمت گزاری کا اعلان کرتے

ہیں، لیکن خیالات میں ترقی کرتے کرتے دس سال کے بعد ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے

کا باضابطہ اعلان کر دیتے ہیں اور یہاں سے دوسرا دور شروع ہوتا ہے، اسی طرح

مزید ترقی کرتے کرتے دس سال بعد ۱۸۹۸ء میں وہ باقاعدہ نبی کے مرتبہ کو پہنچ جاتے

ہیں۔ اور یہاں سے تیسرا دور شروع ہوتا ہے جو آٹھ سال میں ترقی کرتے کرتے

نبوت کے انتہائی مقام تک پہنچ جاتا ہے۔۔۔

اس کی تصریح مرزا کے صاحبزادے میاں محمد احمد صاحب خلیفہ قادیان یوں فرماتے ہیں،

”پس یہ ثابت ہے کہ ۱۸۹۸ء کے پہلے کے دو حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے

اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے“ ۱۲

تاہم مرزا کی تحریرات میں دور کی پوری پابندی نہیں رہتی بلکہ ایک دور میں دوسرے دور کی باتیں بھی

قلم سے نکل جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ کہیں کہیں دورِ سوم میں دورِ اول کی باتیں نظر آتی ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی بعض اہم تصانیف کا تعارف

① **براہین احمدیہ** : اوپر یہ معلوم ہو چکا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی علمی و مذہبی زندگی کے پہلے دور میں (جوشہ ۱۸۸۷ء سے شروع ہوتا ہے) ایک ہمدرد اسلام اور مبلغ اسلام، دیندار شخص کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ جب آریہ سماج، برہمہ کالج، سناتن دھرم عیسائیت اور نیچریت وغیرہ کی جانب سے اسلام اور اس کی تعلیمات پر مختلف النوع حملے ہو رہے تھے اور اہل حق اپنی اپنی جگہ پر اسلام کا دفاع کر رہے تھے۔ اسی دوران مرزا غلام احمد قادیانی نے اعلان کیا کہ :

”وہ براہین احمدیہ نامی کتاب پچاس حصوں میں شائع کرے گا اور وہ اپنی اس کتاب میں صداقت اسلام کی تین سو دلیلیں پیش کرے گا۔ اور اس کی طباعت کے سلسلہ میں لوگوں سے مالی تعاون کی اپیلیں کیں“۔

چنانچہ اس کی پہلی و دوسری جلد ۱۸۸۷ء میں اور تیسری ۱۸۸۸ء میں اور چوتھی ۱۸۸۹ء میں شائع ہوئی۔ پھر پانچویں جلد تیس سال بعد مرزا کی وفات کے چار ماہ بعد اکتوبر ۱۸۹۲ء میں شائع ہوئی۔ کتاب کا پورا نام ”البراہین الاحمدیہ علی اثبات حقیقت کتاب اللہ العتران والنبوة المحمدیہ“ ہے۔ یہ کتاب بظاہر تو ایک طرح کے مذہبی مباحثہ کے لئے تصنیف کی گئی، لیکن مرزا نے اس کے اندر جگہ جگہ اپنے مرحومہ الہامات، مکالمات خداوندی، پیش گوئیاں اور طرح طرح کے دعویٰ بھی درج کر لئے ہیں۔ اس وجہ سے اس وقت کے بعض صاحب فراست علماء نے سمجھ لیا تھا کہ یہ شخص مدعی نبوت ہے یا آگے چل کر نبوت کا دعویٰ کرے گا۔

چنانچہ مولانا محمد صاحب لدھیانوی ر، جناب مولانا عبد العزیز صاحب لدھیانوی ر اور

اتر کر کے اہل حدیث علماء اور بعض غرنوی حضرات نے اس کے الہامات کی سخت مخالفت کی لیکن اس وقت ہندوستان کے بہت سے علمی و دینی حلقوں میں اس کتاب کو سراہا گیا۔

شروع شروع میں علمی و دینی حلقوں کی طرف سے براہین احمدیہ کی پسندیدگی کی وجہ

اس کی وجہ یہ تھی کہ اس میں اسلام پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات کے ساتھ مذاہب باطلہ پر حملے بھی کئے گئے تھے۔ اس دھوکہ میں آکر لوگوں نے اس کی تائید کر دی۔ چنانچہ مولانا محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعت السنۃ کے چھ نمبروں میں اس کتاب پر شاندار تقریظ لکھی جس کے اقتباسات کا فادیانی لٹریچر میں خوب حوالہ دیا جاتا ہے۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد ان کو بھی مرزا کے الہامات اور دعاوی سے نفرت ہو گئی اور وہ مرزا کے سخت مخالف ہو گئے۔ اسی طرح اور بھی بہت سے مؤیدین مرزا نے اپنے خیال سے توبہ کر لی۔

براہین احمدیہ کی تصنیف کی اصل غرض۔

گول مول الہام اور دعاوی سے مرزا کا مقصد لوگوں کو اپنے پھندے میں پھنسانا تھا۔ چنانچہ مرزا لکھتا ہے :

”اور یہ الہامات اگر میری طرف سے اس موقع پر ظاہر ہوتے جب کہ علماء مخالف ہو گئے تھے تو وہ لوگ ہزار ہا اعتراض کرتے۔ لیکن وہ ایسے موقع پر شائع کئے گئے جب کہ یہ علماء میرے موافق تھے۔ یہی سبب ہے کہ باوجود اس قدر جوشوں کے ان الہامات پر انھوں نے اعتراض نہیں کیا۔ کیوں کہ وہ انکو ایک دفعہ قبول کر چکے تھے اور سوچنے کی بات ہے کہ میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی بنیاد اپنی الہامات سے پڑی ہے اور انہی میں میرا نام خدا نے عیسیٰ رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آیتیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کر دیں۔ اگر علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے تو اس شخص کا مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو وہ کبھی ان کو قبول نہ کرتے۔ یہ خدا کی قدرت ہے کہ انکو

قبول کر لیا اور اس بیچ میں پھنس گئے، لہ

الغرض براہین احمدیہ کی تصنیف سے مرزا کا اہل مقصد یہ نہیں تھا کہ اسلام کی صداقت ثابت کی جائے بلکہ مسلمانوں کو اپنا معتقد بنا کر اپنے حلقہ ارادت میں داخل کرنا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ پہلے چار حصوں میں بہم قسم کے ابہامات و پیش گوئیاں شائع کر دیئے گئے بعد پانچویں حصے کی طباعت ملتوی کر دی۔ پھر جب شہداء سے اس کی تصنیف شروع کی تو اس کے دیباچہ میں التوا کی وجہ یہ یوں تحریر کرتا ہے :

”براہین احمدیہ کے ہر چہار حصے جو شائع ہو چکے تھے وہ ایسے امور پر مشتمل تھے کہ جب تک وہ ابھرتے نہیں آتے، جب تک براہین احمدیہ کے ہر چہار حصے کے دلائل مغنی و مستور رہتے اور ضروری تھا کہ براہین احمدیہ کا لکھنا اس وقت تک ملتوی رہے جب تک کہ امتداد زمانہ سے وہ سربستہ امور کھل جائیں اور جو دلائل ان حصوں میں درج ہیں وہ ظاہر ہو جائیں۔ کیوں کہ براہین احمدیہ کے ہر چہار حصوں میں جو خدا کا کلام یعنی اس کا الہام جا بجا مذکور ہے جو اس عاجز پر ہوا۔ وہ اس بات کا محتاج تھا کہ اس کی تشریح کی جائے اور نیز اس بات کا محتاج تھا کہ جو پیش گوئیاں اس میں درج ہیں ان کی سچائی لوگوں پر ظاہر ہو جائے۔ پس اس لئے خدا نے علیم و حکیم نے اس وقت تک براہین احمدیہ کا چھپنا ملتوی رکھا کہ جب تک وہ تمام پیشگوئیاں ظہور میں آگئیں۔“

براہین احمدیہ کی پچاس جلدوں کا وعدہ اور اس کا انجام

جن لوگوں نے براہین احمدیہ کی پچاس جلدوں کی قیمت پیشگی ادا کر دی تھی انہیں جلد چہارم شائع ہونے کے بعد بقیہ جلدوں کا شدید انتظار رہا۔ لیکن مرزا قادیانی نے ان کے انتظار بلکہ

اعتراضات کی بھی کوئی پروا نہ کر کے دوسری تصنیفات کی اشاعت جاری رکھی جو اسے قریب پہنچ گئیں۔ پھر جب براہین احمدیہ کا حصہ پنجم لکھا تو ساتھ ہی یہ بھی اعلان کر دیا کہ پچاس کا وعدہ اپنی پانچ سو پورا ہو گیا۔ ————— مرزا لکھتا ہے :

”پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا، اور پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا“۔ لہ

۴۔ براہین احمدیہ میں صداقتِ اسلام کے تین سودائیں پیش کرنے کا

_____ وعدہ اور اس کا انجام

جس طرح پچاس حصوں کا وعدہ پانچ حصوں سے پورا کر کے مرزا قادیانی نے اپنی بلند اخلاقی کاثوت دیا ہے اور مضحکہ خیز بلکہ بھگانے تاویل کے ذریعہ (پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے) اسی طرح صداقت اسلام کے تین سودا مل پیش کرنے کا وعدہ بھی بھلا دیا گیا لکھتا ہے :

”میں نے پہلے ارادہ کیا تھا کہ اثبات حقیقت اسلام کیلئے تین سولیل براہین احیہ میں لکھوں لیکن جب میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ دو قسم کے دلائل ہزار ہا نشانوں کے قائم مقام ہیں۔ پس خدا نے میرے دل کو اس ارادے سے پھیر دیا۔ اور مذکورہ بالا دلائل لکھنے سے پہلے مجھے شرح صدر عنایت کیا۔۔۔۔۔ سو میں انشاء اللہ تعالیٰ یہی دونوں قسم کے دلائل اس کتاب میں لکھ کر اس کتاب کو پورا کر دوں گا“۔

۲) **سرمچشم آریہ** | ۱۸۸۱ء میں مرزا قادیانی کا تحریری مناظرہ ہوشیار پور میں مشہور آریہ مناظر لالہ مرلی دھراسے ہوا جس نے اسلام کی تعلیمات پر اعتراضات کئے تھے۔ مرزا نے وہ مناظرہ بمعینے جواب الجواب اور جواب الجواب کے اسی سال ”سرمچشم آریہ“ کے نام سے شائع کیا۔

براہین احمدیہ کے بعد علمی رنگ میں مرزا کی یہ کتاب قادیانی لٹریچر میں اہم مقام رکھتی ہے، جو اس کی بقیہ کتب پر فائق ہے۔

۳) **فتح اسلام** | ۱۸۹۰ء میں مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ مجھے بایں الفاظ الہام ”یسع بن مریم فوت ہو گیا و جعلناک مسیح بن مریم“ یعنی اصلی مسیح بن مریم تو اپنی بعثت کے زمانہ میں فوت ہو گیا اور آنے والا مسیح بن مریم ہم نے تجھ کو بنایا۔ 4:157-158 وما قتلوه وما صلبوه ولكن سدناه لهم ... وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ علیہ اپنے اس الہام کے مطابق دعویٰ کو اپنے خیال میں دلائل سے ثابت کرنے کے لئے مرزا نے ”فتح اسلام“ اسی سال لکھی۔

۴) **توضیح مرام** | اور چونکہ یہ خطرہ تھا کہ فتح اسلام کی اشاعت ہوتے ہی علماء اسلام کی طرف سے زبردست مخالفت ہوگی اس لئے اپنے دعویٰ مسیحیت کی توضیح کے لئے اسی سال توضیح مرام لکھی، ان دونوں کتابوں کی اشاعت ۱۸۹۱ء میں ہوئی۔

۵) **ازالہ اوہام** | ۱۸۹۱ء میں قیام لدھیانہ کے دوران مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام لکھ کر وفات مسیح کو بزم خود قرآن کریم کی تیس آیات سے ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی، اور اپنے دعویٰ مسیحیت پر تفصیلی کلام کیا ہے۔ یہ کتاب اسی سال دو جلدوں میں شائع ہوئی۔

۶) **آئینہ کمالات اسلام** | یہ کتاب بھی مرزا کی کتابوں میں ممتاز سمجھی جاتی ہے۔ اسکا دوسرا نام ”دافع الوساوس“ ہے۔ اور دو حصوں پر مشتمل ہے اردو، عربی۔ اردو حصہ ۱۸۹۲ء میں اور عربی حصہ ۱۸۹۳ء میں تصنیف کیا، اس کی اشاعت ۱۸۹۳ء میں ہوئی۔

اس کتاب میں مرزا نے اگرچہ اپنے خیال کے موافق اسلامی تعلیمات کی برتری ثابت کر کے

آریہ سماج و برہم سماج وغیرہ کے اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں مگر اپنے مخالف علماء اسلام کے خلاف بھی بہت کچھ زہر اگلا ہے۔

یکتا جسٹس ٹیمیں تزدید عیسائیت کے موضوع پر شائع ہوئی، جس میں مسرزا ④ حجتہ الاسلام قادیانی نے ڈاکٹر ایچ مارٹن کلاک و بعض دیگر عیسائیوں کو اسلام کی دعوت ہے۔

⑤ جنگ مقدس | مرزا قادیانی اور ڈپٹی عبداللہ آتھم کے درمیان ابطال عیسائیت کے موضوع پر ایک مباحثہ ۲۲ مئی ۱۹۹۳ء تا ۵ جون ۱۹۹۳ء جاری رہا۔ مرزا نے اس مباحثہ کی تفصیلات ”جنگ مقدس“ میں درج کی ہیں۔

⑥ شہادت القرآن | ۱۹۹۳ء کی تصنیف ہے جو ایک شخص عطا محمد نامی نیچری یا پکڑالوی خیالات کے حامل شخص کے خط کے جواب میں لکھی تھی۔ یہ شخص وفات مسیح کا قائل تھا مگر احادیث میں نزول مسیح کے بیان کو وہ پایہ اعتبار سے ساقط سمجھتا تھا، اس لئے اس نے مرزا سے سوال کیا تھا کہ اس بات پر کیا دلیل ہے کہ آپ مسیح موعود ہیں یا کسی مسیح کا انتظار ہم پر فرض ہے۔

⑦ مخبم الہدیٰ | یہ کتاب ۱۹۹۰ء میں شائع ہوئی، اس کتاب میں اولاً حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خوب تعریف کی ہے۔ اس کے بعد دعویٰ کیا ہے کہ آج کل اسلام پر ہو رہے دشمنوں کے حملوں سے بچانے کے لئے خدا تعالیٰ نے بحیثیت مجدد و امام وقت مجھے مبعوث کیا ہے۔

⑧ خطبہ الہامیہ | ۱۹۹۰ء مطابق ۱۳۱۱ھ کی عید الاضحیٰ میں نماز عید کے بعد حسب معمول مرزا نے اردو خطبہ پڑھا، خطبہ ختم ہونے کو تھا کہ مولوی عبدالکریم سیالکوٹی نے مرزا قادیانی سے کچھ اردو وعظ و نصائح کی فرمائش کی۔ چنانچہ مرزا نے وہ سلسلہ اردو میں جاری رکھا۔ اسی اثنا میں عربی خطبہ شروع کر دیا، جس میں صرف قربانی کے فلسفہ کا بیان تھا۔ مگر جب ۱۹۹۲ء میں اہل کو شائع کیا تو اس کے ساتھ اور بھی بہت کچھ عربی عبارتوں کا اضافہ کر دیا، جن میں اپنے دعویٰ پر روشنی ڈالی ہے۔ اور جسے باب ثانی و ثالث کا عنوان دیا ہے۔

اصل خطبہ ۳۸ صفحات کا ہے اور کل کتاب ۲۰۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

قادیانی عقیدہ کے مطابق مرزا کی تائید میں بطور شان الہی کے یہ عربی خطبہ مرزا کی زبان سے فی العبدیہ جاری ہوا، جو فصاحت و بلاغت کی وجہ سے معجزانہ رنگ لئے ہوئے ہے، اس لئے اس کو خطبہ الہامیہ کہا جاتا ہے، ورنہ واقعہ وہ کوئی وحی یا الہام نہ تھا۔

۱۲) تحفہ گولڑویہ | ۱۹۰۲ء میں حضرت پیر محمد علی شاہ گولڑوی نے مرزا کی تکذیب میں شمس لہدیہ تصنیف کی تھی جس میں حیات مسیح پر دلائل پیش کئے تھے۔ مرزا نے اس کے جواب میں ۱۹۰۲ء میں ”تحفہ گولڑویہ“ شائع کی۔

۱۳) اشتہار ایک غلطی کا ازالہ | اس سرورق اشتہار میں مرزا نے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے کہ میرے الہامات میں میرے حق میں بار بار رسول، مرسل اور نبی کے الفاظ یقیناً آئے ہیں مگر وہ اصطلاحی معنی کے اعتبار سے نہیں ہیں بلکہ استعارہ و مجاز کے رنگ میں ہیں۔

۱۴) دافع البلاء | ۱۹۰۲ء میں پنجاب میں زبردست طاعون پھیلا، اسی سال مرزا نے ایک رسالہ ”دافع البلاء“ و معیار اہل الاصطفاء، نام کا شائع کیا جس میں اس نے طاعون کے ازالہ کی یزیدیر بھی بتائی کہ اس نازک وقت میں مامورین اللہ یعنی مرزا کی طرف رجوع کریں اور اس کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اس کے انکار و استہزاء سے باز آجائیں۔

اس کتاب میں مرزا نے حضرت مولانا احمد حسن صاحب محدث امر وہی رحمہ تلمیذ خاص حضرت نانوتوی قدس سرہ کو اپنے مد مقابل کی حیثیت سے مخاطب کیا ہے، جنہوں نے امر وہی میں قادیانیت کا ناطقہ بند کر دیا تھا۔

۱۵) اربعین | ۱۹۰۲ء میں مرزا قادیانی نے اپنے مخالفین پر اتمام حجت کے لئے چالیس اشتہار پندرہ پندرہ دن کے وقفہ سے شائع کرنے کا پروگرام بنایا، اور ان کا نام ”اربعین“ رکھا، مگر دسمبر ۱۹۰۲ء تک کل چالیس اشتہار شائع کئے جو ایک ضخیم کتاب بن گئے۔ اور انہیں پریس سلسلہ موقوف ہو گیا۔

①۶ کشتی نوح اس کتاب کے دو نام اور ہیں ”دعوة الایمان اور تقویت الایمان“ طاعون کے زمانہ میں مرزا نے یہ کتاب ۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں شائع کی اور اس میں دعویٰ کیا، جو شخص میری مکمل پیروی کرے گا وہ طاعون سے بچ جائے گا۔ اس کتاب میں اس نے اپنے بارے میں کہا:

”خدا کی سب راہوں میں سے میں آخری راہ ہوں“ لہ

①۷ مواہب الرحمن ۱۹۰۲ء میں مرزا کی کتاب کشتی نوح کا انگریزی ترجمہ رسالہ ریویو آف ریلیجز میں شائع ہوا تو مصر کے اخبار اللواء کے ایڈیٹر نے اس پر تبصرہ بصورت تردید لکھا۔ اس کے جواب میں مرزا قادیانی نے عربی میں ”مواہب الرحمن“ تصنیف کی، اور بزعم خود اپنے دعویٰ مسیحیت پر روشنی ڈالی۔

①۸ تحفہ الندوة مرزا قادیانی نے اربعین ۱۳۰۲ء میں آیت کریمہ ولتقول علینا بعض الافتاویل (لخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین۔ گردن۔ شیخ الہند) (الحاقہ)

... کی تشریح میں اس بات پر زور دیا ہے کہ کوئی مدعی کاذب بعد دعویٰ ۲۳ سال سے زیادہ زندہ نہیں رہتا۔ اور چونکہ میرے دعویٰ الہام پر یہ مدت گزر چکی ہے لہذا میں سچا ہوں۔ اس بارے میں حافظ محمد یوسف صاحب امرتسری رح نے ایک اشتہار ندوۃ العلماء کے اجلاس امرتسر منفقہ ۹ تا ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء سے پہلے شائع کیا کہ میرے ایک دوست ابواسحق محمد دین نامی نے ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام قطع الوتین ہے جس میں انھوں نے ان مدعیان کاذب کے نام جو بعد دعویٰ الہام ۲۳ سال تک زندہ رہے مع مدت دعویٰ تاریخی کتابوں کے حوالوں سے درج کئے ہیں۔ لہذا مرزا قادیانی کو چاہئے کہ اجلاس کے موقع پر امرتسر آکر علماء ندوۃ علماء

کہ قطع التین کے مضامین صحیح ہیں یا نہیں ؟ اگر وہ ان کی صحت کا فیصلہ دے دیں تو مرزا کو وہیں توبہ کرنی پڑے گی، مگر مرزا قادیانی علماء ندوہ سے فیصلہ کرانے پر آمادہ نہیں ہوا۔ اور ۶ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو رسالہ ”تحفۃ الندوہ“ شائع کر دیا، جس میں اربعین ۱۳۲۱ھ کے مضامین کو دہرایا ہے

موضع بد ضلع اتر میں مرزا کے فرستادہ مولوی سید سرور شاہ
①۹ اعجاز احمدی مولوی عبدالکریم کشمیری، سے حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب اہلری

کا مباحثہ ۲۹۔ ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو ہوا۔ جس میں وہ دونوں لاجواب ہو گئے۔ پھر ۸ نومبر ۱۹۰۲ء کو مرزا نے حضرت مولانا مرحوم کے جواب میں ”اعجاز احمدی“ شائع کی، اس میں اپنی پیشین گوئیوں کی صداقت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس کتاب کی وجہ تصنیف یہ ہوئی کہ ڈاکٹر عبدالحکیم جو مرزا کا بڑا معتقد تھا
②۰ حقیقت الوحی بعض وجوہ سے مرزا کا شدید مخالف ہو گیا اور اس نے حکیم نور الدین

کے نام ایک خط میں یہ لکھ دیا تھا کہ مجھے ۱۲ جولائی ۱۹۰۲ء کو الہام ہوا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی آج کی تاریخ سے تین برس تک مرجائے گا، اس بناء پر مرزا نے ڈاکٹر عبدالحکیم کے الہام کو ناقابل اعتبار ثابت کرنے کے لئے ”حقیقت الوحی“ تصنیف کی۔

یہ کتاب ۳۹، صفحہ ضخیم ہے جو ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں مرزا نے انسانوں کے خواب والہام کی تین قسمیں الگ الگ ابواب میں بیان کرنے کے بعد چوتھے باب میں یہ جتلیا ہے کہ اس کے مزعومہ خواب والہام اعلیٰ و ارفع قسم میں شامل ہیں جو فلق الصبح کی طرہ بالکل سچے ہوتے ہیں۔

چند سال پیشتر قادیانیوں نے مرزا کی متفرق تصنیفات و دھوکے کو
②۱ روحانی خزائن ”روحانی خزائن“ کے نام سے یکجا شائع کیا ہے۔ اس کی

۸ جلدوں میں مرزا کی ۸۰ تصنیفات ہیں اور دس جلدوں میں مرزا کے ملفوظات ہیں۔ اور ۱۱ جلدوں میں ۱۱۳

دیگر قادیانی زعماء کی بعض اہم تصانیف

تصانیف مرزا حکیم نور الدین بھیروی :

حکیم نور الدین بھیروی مرزائی جماعت کا سب سے بڑا عالم اور مرزا علیہ اللعنة کا سب سے بڑا معتمد اور دست راست تھا۔ مرزا کی اکثر کتابوں کے حوالہ جات اور مباحث و دلائل کو حکیم نور الدین ہی جمع کرتا تھا۔ کئی کتابوں کا مصنف ہے۔ جن میں ”فضل الخطاب“ ”نور الدین“ اور تصدیق براہین احمدیہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اول الذکر کتاب پادری تھا س ہاول کے اعتراضات کے جواب میں لکھی اور دوسری کتاب آریوں کے رد میں ہے۔ جب کہ تصدیق براہین احمدیہ پنڈت لیکھرام کی کتاب ”تکذیب براہین“ کے جواب میں لکھی۔ اور مرزا کے مزعومہ عقائد اور دعاوی کو اپنے فرعونہ دلائل سے مزین کیا۔

قرآن کا ترجمہ بھی کیا ہے جس میں اپنے گمراہ کن عقائد کی وکالت کی ہے۔

تصانیف مرزا بشیر الدین محمود احمد :

مرزا بشیر الدین محمود احمد مرزائی جماعت کے کثیر التصانیف لوگوں میں سے ہے اس کے کتابوں میں تفسیر صغیر، تفسیر کبیر، حقیقۃ النبوة، آئینہ صداقت وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں دس جلدوں میں ہے جو زیادہ تر اس کے درسی افادات کا مجموعہ ہے جبکہ

تفسیر کبیر | چند پاروں کی تفسیر خود تحریر کی ہے۔ تفسیر دس جلدوں میں ہونے کے باوجود مکمل قرآن کی تفسیر نہیں ہے کیوں کہ اس میں سورہ آل عمران سے سورہ توبہ تک اور سورہ بقرہ سے سورہ النازعات تک کی تفسیر نہیں ہے۔ اس تفسیر میں مرزا کے ملفوظات و اقوال کی تفسیر کیلئے ماخذ بنایا ہے جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کس پایہ کی تفسیر ہوگی۔ جیسا کہ خود لکھتا ہے :

”اس زمانہ کے لئے علوم قرآنیہ کا ماخذ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود اور مہدی

مسعود کی ذات علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جس نے قرآن کے بلند و بالا درخت کے

گرد سے جھوٹی روایات کی اکاس بل کو کاٹ کر پھینکا اور خدا سے مدد پا کر اس جنتی درخت کو سینچا اور پھر سرسبز و شاداب ہونے کا موقعہ دیا۔ الحمد للہ ہم نے اس کی رونق کو دوبارہ دیکھا۔ ۱۰

یہ قرآن کا با محاورہ ترجمہ ہے۔ مختصر تشریحی نوٹ بھی ہیں۔ دو جلدوں میں ہے

تفسیر صغیر

اپنے گمراہ کن مرتدائے عقائد کی بھرپور دکالت کی ہے۔ اس کتاب میں مرزا کے دعویٰ نبوت و رسالت کی وضاحت کی ہے، اور لاہوری جماعت کے عقیدہ انکار نبوت کی تردید کی ہے۔

حقیقۃ النبوة

سرورق پر لکھا ہے :

”جس میں اصولی طور پر حضرت جبرئیل اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود و مہدی مہمود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و رسالت براہین قاطعہ کے ساتھ پیش کی گئی ہے، اس کتاب میں لاہوری جماعت کے سربراہ محمد علی لاہوری کے جماعت سے علیحدگی کے اسباب پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ اس کی کتاب ”سپلٹ“ کا جواب ہے۔ اس کتاب میں قادیانی جماعت کے عقائد ثلاثہ کی تشریح ہے۔

آئینہ صداقت

اول، یہ کہ مرزائی الواقع نبی ہے۔

دوم، یہ کہ آیت اسمہ احمد کی پیش گوئی کا مصداق ہے۔

تیسرے، یہ کہ جو لوگ مرزا کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں ان کے علاوہ مرزا بشیر الدین محمود کی تصنیفات میں ”حقیقۃ الامر“، ”القول الفصل“، ”دعوة الامیر“ اور منصب خلافت وغیرہ کتابیں بھی قابل ذکر ہیں۔

تصانیف مرزا بشیر احمد ایم اے :

مرزا بشیر احمد ایم اے کی دو کتابیں قادیانی لٹریچر میں مقبول ہیں۔

یہ کتاب تین ضخیم جلدوں میں ہے اس میں مرزا کے حالات زندگی کو
بسط و تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ مرزا سے متعلق خود اس کی تحریریں
اور اسکی جماعت کے لوگوں کی زبانی روایات کو جمع کیا گیا ہے۔ اس کتاب سے مرزا کا کچھ اچھا
بآسانی سمجھا جاسکتا ہے۔

سیرت المہدی

یہ کتاب رسالہ ریو یو آف ریلیجز قادیان کا ایک جز ہے اس میں پوری وصفا
سے لکھا ہے کہ مرزا پر ایمان لائے بغیر نجات ممکن نہیں۔

کلمۃ الفصل

تصانیف حکیم محمد حسن امروہوی :

حکیم محمد حسن امروہوی کا قادیانی جماعت میں بہت اونچا علمی مقام ہے۔ انہوں نے مرزا کے
دماوی کی تائید میں کئی کتابیں تحریر کی ہیں جن میں اعلام الناس، شمس بازغہ، اور القول المجید
خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

یہ مرزائی جماعت کی اولین کتابوں میں سے ہے مرزا کی کتاب
ازالہ ادہام سے پہلے شائع کی ہے۔ مرزا کے دعویٰ مجددیت
وسمیت کو اپنے مزعومہ دلائل سے آراستہ کیا ہے۔

اعلام الناس چار حصے

یہ کتاب بھی مرزا کے دعویٰ سمیت کے اثبات میں لکھی گئی ہے۔

شمس بازغہ

قرآنی پیشین گوئی ”مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد“
کی من مانی تفسیر کر کے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس
کا مصداق مرزا غلام احمد کی ذات ہے۔

القول المجید فی تفسیر اسمہ احمد

قادیانیوں کا قرآن

قادیانی لٹریچر کی اہم کتاب جو ان کے یہاں قرآن کے مثل ایک
کتاب ہے۔ مرزا بشیر احمد ایم اے کی نگرانی میں محمد اسماعیل پریس

تذکرہ یعنی وحی مقدس

مولوی محمد علی ایم اے کی تصانیف

النبوۃ فی الاسلام | محمد علی ایم اے مرزا غلام احمد قادیانی کے مریدین میں خاص مقام رکھتا ہے اور قادیانیت کی دوسری شاخ لاہوری پارٹی کا بانی ہے، یہ پارٹی مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتی بلکہ مجدد اور مسیح مانتی ہے اور اس کی مخالفت کو قابل مواخذہ قرار دیتی ہے، ”النبوۃ فی الاسلام“ میں محمد علی نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مرزا نے اصطلاحی نبوہ کا دعویٰ نہیں کیا۔ یہ کتاب ۲۶۰ صفحات کی ضخیم ہے۔

بیان القرآن | یہ دو جلدوں میں ۱۴۹۶ صفحات پر مشتمل قرآن پاک کی تفسیر ہے۔ اس میں نیچریت کی جھلک صاف طور پر پائی جاتی ہے۔ چنانچہ جگہ جگہ خوارق کا انکار کیا گیا ہے اور آیات کریمہ میں تاویلات بلکہ تخریفات کی گئی ہیں۔۔۔ حضرت مولانا علی میاں صاحب لکھتے ہیں :

”ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری کے ذہن نے سرسید کے لٹریچر

اور ان کی تفسیر قرآن کے اسلوب اور ان کے فکر کو پورے طور پر جذب کر لیا تھا“

نیز مرزا کو مسیح موعود ثابت کرنے کے لئے آیات میں جگہ جگہ تخریف کی گئی ہے۔

تحریک احمدیت | اس کتاب میں اولاً مرزا قادیانی کا سوانحی خاکہ ہے، پھر اس کے دعاوی مجددیت، مسیحیت، مہدویت کے اسباب و دلائل پر الگ الگ

الواب میں تفصیلی بحث کی ہے، اور مرزا کا دفاع کیا ہے۔

نیز احمدیت (قادیانیت) کی کارگزاری پر روشنی ڈالی ہے۔

یہ کتاب ۲۲۰ صفحات کی ضخیم ہے۔

اس کے علاوہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے انگریزی میں بھی قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے اور ”میت خیر البشر“ تاریخ خلافت راشدہ، مقام حدیث وغیرہ بھی اس کی تصنیفات میں شامل ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد اس کی جماعت کے سربراہ

① مولوی حکیم نور الدین ہمدانی ۱۲۸۳ھ تا ۱۳۱۳ھ

نام و نسب و پیدائش | اس کی ولادت ۱۲۸۳ھ میں پنجاب کے ایک قدیم شہر بھیرہ میں ہوئی۔ تیسویں پشت میں اس کا شجرہ نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ اس کے خاندان میں بہت سے اولیاء و مشائخ گذرے ہیں۔

تعلیم و حج | ابتدائی تعلیم ماں باپ سے حاصل کی، پھر لاہور اور راولپنڈی میں تعلیم پائی۔ نیز حصول علم کی خاطر رامپور، لکھنؤ، میرٹھ اور بھوپال کے سفر کئے۔ اس دوران عربی فارسی، منطق، فلسفہ، طب غرض ہر قسم کے علوم مروجہ سیکھے، چوبیس بیس سال کی عمر میں حرمین کی زیارت نصیب ہوئی، وہاں بعض اکابر علماء سے حدیث پڑھی واپس آکر بھیرہ میں درس و تدریس اور مطب کا آغاز کیا۔ ۱۲۸۶ھ تا ۱۲۹۲ھ ریاست جہوں کشمیر میں شاہی طبیب کی حیثیت سے قیام رہا۔

قابلِ عبرت پیش گوئی | شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا سہا پوری رحمہ تحریر فرماتے ہیں،

”حکیم نور الدین ایک مرتبہ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب

سہارنپوری (مرشد حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمہ) کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے حکیم نور الدین سے فرمایا کہ قادیان میں ایک شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا اور تمہارا نام لوح محفوظ میں اس کے مصاحب کے طور پر لکھا ہوا ہے“ لہ

بدستی اور مرزا قادیانی سے بیعت | چنانچہ مارچ ۱۲۵۵ھ میں قادیان پہنچ کر حکیم نور الدین نے مرزا غلام احمد سے پہلی مرتبہ ملاقات کی، اور

مرزا سے اس کو عقیدت ہو گئی۔ بالآخر ۲۲ مارچ ۱۲۵۵ھ کو جہوں نے لدھیانہ میں اپنی بیعت کا آغاز کیا تو سب سے پہلے مولوی نور الدین نے ہی اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

قادیان میں قیام اور مرزا کا علمی تعاون :

مرزا قادیانی کی منشا کے مطابق ۱۲۹۱ھ میں قادیان میں مکان بنا کر حکیم نور الدین نے مطلب شروع کر دیا۔ ساتھ ہی روزانہ مرزا کے دربار میں حاضری دیتا، نیز سیر و سفر وغیرہ میں مرزا کے ہم رکاب رہتا تھا۔ تصنیف و تالیف کے دوران حوالہ جات نکالنے میں مرزا کی مدد کرتا تھا، اور اس کی تصانیف کی پروف ریڈنگ کرتا تھا، قادیانی اخبار "الحکم" اور بدر کی قلمی معاونت بھی کرتا تھا۔ ۱۲۹۴ھ مئی ۱۹ کو بھر ۶۷ سال مولوی نور الدین کو مرزا کا گدی نشین منتخب کیا گیا۔

جانشینی

۱۲۹۱ھ میں مولوی نور الدین گھوڑے سے گر گیا، بہت چوٹیں آئیں اور علالت کا سلسلہ طویل ہو گیا، بالآخر ۱۳ مارچ ۱۲۹۱ھ کو اس کا انتقال ہو گیا۔

موت

مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی ولد مرزا غلام احمد قادیانی (۲) ۱۲۸۹ھ تا ۱۹۴۵ھ

مرزا محمود کی ابتدائی تعلیم مدرسہ تعلیم الاسلام میں ہوئی، صحت کی کسبوری ابتدائی تعلیم اور نظر کی خرابی کی وجہ سے اس کی تعلیمی حالت اچھی نہیں رہی، ہر جماعت میں رعایتی ترقی ملتی رہی، مڈل اور انٹرس (میٹرک) کے سرکاری امتحانوں میں فیل ہو گیا۔ پھر مرزا غلام احمد نے خود اس کو قرآن شریف ترجمہ بخاری شریف، کچھ طب کی کتابیں اور عربی رسالے پڑھائے۔

۱۳ مارچ ۱۲۹۱ھ کو مسجد نور میں جانشین دوم کے طور پر اس کا انتخاب عمل میں آیا، پچاس قادیانی افراد نے مرزا محمود کی گدی نشینی سے اختلاف کرتے ہوئے اس سے بیعت نہیں کی جن میں محمد علی ایم اے اور خواجہ کمال الدین پیش پیش تھے۔

قادیانیت کی تاریخ میں مرزا محمود کا گھناؤنا کیریکٹر معروف و مشہور ہے، خود قادیانیوں نے اس کے جرائم کا پردہ فاش کرنے کے لئے اس موضوع پر باقاعدہ کتابیں لکھی ہیں۔ مثلاً تاریخ محمودیت، ربوہ کا مذہبی آمر، شہرہ دوم وغیرہ

جانشینی

گھناؤنا کیریکٹر

۱۹۵۲ء میں مرزا محمود پر قاتلانہ حملہ ہوا مگر بچ گیا، اس کے بعد سے تکلیف مسلسل موت جاری رہی۔ آخر کار ۸، ۹ نومبر ۱۹۶۵ء کی درمیان شب میں (راہی ملک عدم ہوا۔)

مرزا ناصر احمد ولد مرزا محمود قادیانی

ولادت ۱۹۰۹ء وفات ۱۹۸۲ء

(۳)

ابتداء سرور شاہ قادیانی سے اردو و عربی پڑھ کر مدرسہ احمدیہ میں داخلہ لیا ۱۹۲۹ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کر کے میٹرک کا امتحان دینا پھر ۱۹۳۳ء میں گورنمنٹ کالج سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی اس کے بعد انگلستان گیا اور آکسفورڈ یونیورسٹی سے ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کر کے ۱۹۳۵ء میں واپس ہوا۔

وہاں سے واپس ہونے کے بعد مختلف عہدوں پر کام کرتا رہا اور ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو مجلس انتخاب نے مرزا ناصر کو مرزا قادیانی کا تیسرا جانشین نامزد کیا۔

۲۶ مئی ۱۹۸۲ء کو مرزا ناصر پر دل کا دورہ پڑا، علاج ہوتا رہا، آخر کار ۸، ۹ جون کی درمیان شب میں پھر شدید حملہ ہوا۔ اور ایک بجے کے قریب دنیا سے رخصت ہوا۔

موجودہ سربراہ

مرزا طاہر احمد ولد مرزا محمود احمد قادیانی

ولادت ۱۹۲۸ء

(۴)

۱۹۴۳ء میں مرزا طاہر قادیانی نے تعلیم الاسلام ہائی اسکول قادیان سے میٹرک پاس کر کے گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ اور ایف، ایس، سی تک کی تعلیم حاصل کی پھر جامعہ احمدیہ میں داخلہ لے کر ۱۹۵۳ء میں شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۵۵ء سے ۱۹۵۷ء تک یورپ میں تعلیم پاکر ربوہ (پاکستان) واپسی ہوئی۔

اپنی جماعت کے مختلف عہدوں پر کام کرنے کے بعد ۱۰ جون ۱۹۸۲ء مجلس انتخاب کے جانشین ذریعہ اس کو مرزاقادیانی کا چوتھا جانشین قرار دیا گیا۔

۱۹۸۲ء میں لندن فرار | ۲۳ اپریل ۱۹۸۳ء کو جنرل ضیا الحق مرحوم (صدر پاکستان) کے دور حکومت میں جب امتناع قادیانیت آرڈیننس نافذ

ہوا تو مرزا طاہر نے پاکستان سے فرار ہو کر لندن (اپنے اصل مستقر میں) پناہ لی۔ اور تادم تحریر وہیں مقیم رہے اور دینا بھر میں زین و ضلال و ارتداد بھیلانے میں مصروف ہے۔

مرزائی گروہ کی دو بڑی پارٹیاں

❖ قادیانی ❖ اور ❖ لاہوری ❖

مرزائی گروہ کی یہ دو پارٹیاں کیسے وجود میں آئیں، اس کی روداد محمد علی ایم اے سرزائی لاہوری نے یوں بیان کی ہے،

”بانی سلسلہ (مرزا غلام احمد) کی وفات کے بعد سلسلہ کا کل کاروبار حسب وصیت صدر انجمن احمدیہ کے سپرد رہا، اور سلسلہ کی قیادت حضرت مولانا نور الدین صاحب مرحوم کے ہاتھ میں رہی۔ اور یہ صورت حال ان کی وفات تک رہی جو مارچ ۱۹۱۴ء میں ہوئی۔ اس عرصہ میں جماعت خوب ترقی کرتی چلی گئی مگر اس تعداد کی ترقی سے بڑھ کر یہ بات تھی کہ عام مسلمانوں میں اس کی قبولیت بہت پھیلی گئی اور گونا گہر طور پر کوئی اختلاف بحث میں نہیں ہوا لیکن دو قسم کے اختلافی اموا ان ایام میں پیدا ہو گئے تھے جن کے زیادہ قوت پکڑنے میں صرف مولوی نور الدین صاحب کی زبردست شخصیت مانع رہی۔ ان میں سے ایک امر خلیفہ اور انجمن کے تعلقات تھے، اور دوسرا مسلمانوں کی تکفیر کا مسئلہ تھا۔ امر اول چونکہ اندرونی نظام سلسلہ سے تعلق رکھتا تھا اس لئے اس سوال نے نہ اس وقت اور نہ بعد میں کوئی اہمیت اختیار کی۔ گو جماعت کے دو ٹکڑے ہونے میں یہ امر متنازع فیہ تھا، مگر امر دوم

نہیں بولتے، واقعہ میں انھیں الہام ہوئے اور کوئی تعجب کی بات نہیں اب بھی ہوتے ہوں۔ مگر نقص یہ ہوا کہ انہوں نے اپنے الہاموں کو سمجھنے میں غلطی کھائی ہے (دہلی غلطی مرزا غلام احمد نے تو نہیں کھائی، ناقل) لہ

۴) مرزا قادیانی کو تشریعی نبی ماننے والا اروپائی فرقہ

منشی ظہیر الدین اروپائی موضع اروپ ضلع گوجرانوالہ کا رہنے والا تھا، اس کے نزدیک مرزا ایک صاحب شریعت نبی تھا۔ اس کا خیال ہے کہ قادیان ہی بیت اللہ شریف ہے اور وہی خدا کے نبی کی جائے ولادت ہے، اس لئے اس کی طرف منکر کے نماز پڑھنی چاہئے۔
اس فرقہ کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

(الف) مرزا غلام احمد کی وحی کے الفاظ ٹھیک وہی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صاحب شریعت رسولوں کی وحی کے ہیں۔ لہذا اگر موسیٰ، عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم صاحب شریعت رسول ہیں تو مرزا غلام احمد بھی یہی شان رکھتے ہیں۔
(ب) مرزا غلام احمد قادیانی نے اربعین ۱۳۰۷ھ پر اپنے صاحب شریعت ہونے کا کھل کر اعلان کیا ہے۔

(ج) مرزا غلام احمد قادیانی حکم ہو کر آئے تھے کہ جس کو چاہیں باقی رکھیں اور جس کو چاہیں رد کر دیں، اور یہ صاحب شریعت ہی کا منصب ہے۔

(د) مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاد اور جز یہ منسوخ کیا اور قادیان کو قبلہ مقرر کیا۔

(ه) قادیانی کا کلمہ لا الہ الا اللہ احمد جری اللہ تھا۔

ان عقائد کا اظہار ظہیر الدین اروپائی نے اپنے رسائل میں کیا ہے۔

لے اخبار الفضل، ۳ مارچ ۱۹۳۹ء بحوالہ مرزا قادیانی مراق سے نبوت تک در تحفہ قادیانیت ص ۴۹۶ از مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانوی، لے محقر ائمہ تبلیس ص ۵۱۳، لے مرزا قادیانی مراق سے نبوت تک مندرجہ تحفہ قادیانیت ص ۴۹۶-۴۹۷۔

⑤ مرزا قادیانی کو معبود و مسجود ماننے والا کھردی فرقہ :

کھردی فرقہ کا عقیدہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی معبود و مسجود ہیں اور قادیان بیت اللہ شریف ہے۔ مرزا بشیر احمد ایم اے سیرۃ المہدی میں لکھتے ہیں :

”ڈاکٹر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعودؑ نے کیشن گوئی شائع فرمائی (جو بدقسمتی سے پوری نہ ہو سکی۔ ناقل) تو آپ کی زندگی ہی میں ایک شخص نور محمد نامی جو پٹیلہ کی ریاست میں (کھرد) گاؤں کا رہنے والا تھا پسر موعودؑ ہو نیکام دعویٰ بن بیٹھا اور بعض جاہل طبقہ کے لوگ اس کے مرید کر لئے یہ لوگ قادیان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے اور ایک دفعہ ان کا ایک وفد قادیان بھی آیا تھا انہوں نے حضرت صاحب کو سجدہ کیا مگر حضرت صاحب نے سختی سے منع فرمادیا وہ لوگ چند روز رہ کر چلے گئے اور پھر نہیں دیکھے گئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایسے مجاہدین اور غالی لوگوں کا وجود ہر قوم میں ملتا ہے۔“

لا جواب تبصرہ حضرت مولانا مفتی محمد یوسف صاحب لدھیانوی فرماتے ہیں کہ سیرۃ المہدی کے مولف نے مرزا غلام احمد قادیانی کے ان پرستاروں پر مجنون اور غالی ہونے کا فتویٰ لگایا ہے، حالانکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامات کی روشنی میں ان کا عقیدہ بالکل صحیح تھا۔ دیکھئے ! مرزا غلام احمد قادیانی نے بروز عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا اور قادیانی دانشوروں نے ان کو سچ مچ عیسیٰ مان لیا۔ پھر مرزا غلام احمد قادیانی نے بروز محمد ہونے کا دعویٰ کیا اور قادیانی دانشوروں نے ان کو سچ مچ ”عین محمد“ مان لیا۔ ٹھیک اسی اصول پر مرزا قادیانی نے بروز خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔ اب اگر کچھ لوگ ان کو سچ مچ خدا مان لیں تو ان کو مجنون اور غالی کیوں کہا جائے ؟ جب یہ اصول تمام قادیانی امت کو مسلم ہے کہ بروز اپنے اصل ہی کا حکم رکھتا ہے، اسی قادیانی اجماع کی بناء پر مرزا غلام احمد قادیانی کو ”سیح موعود“ اور ”محمد ثانی“

تسلیم کیا گیوں کہ وہ بروز محمد ہونے کے مدعی تھے، تو مرزا غلام احمد قادیانی کو بروز خدا کے مدعی ہونے کی وجہ سے خدا کیوں نہ مانا جائے؟

شاید کسی کو وسوسہ ہو کہ حضرت قادیانی نے ان کو سختی سے منع فرمادیا تھا، اس لئے ان کا موقف غلط ہے۔ قادیانی اصول کے مطابق اس کا جواب بہت آسان ہے۔ وہ یہ کہ اس وقت تک حضرت قادیانی کو یہ سمجھ نہیں آئی تھی کہ الہامات میں ان کو ”خدا کی منصب“ عطا کیا گیا ہے ٹھیک جس طرح کہ مرزا محمود قادیانی کے دعویٰ کے مطابق حضرت قادیانی ۱۹۱۷ء تک یہ نہیں سمجھ سکے تھے کہ ان کو منصب نبوت عطا کیا گیا ہے۔ اور یہ تاویل بھی ممکن ہے کہ حضرت صاحب نے فتنہ کے خوف سے انہیں منع فرمادیا ہو، ٹھیک جس طرح حضرت صاحب نے ”ایک بنی آیا“ کا اہل فتنہ کے خوف سے مدت تک چھپائے رکھا، لہ

read 29/08/08

✓ 16/06/08

دوسرا محاضرہ علمیہ
بر موضوع

(2)



پیش کردہ

حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب منصوبوری

استاذ حدیث و ادب و اہل العلوم دیوبند



قادیانیت کی ابتدا | مسلمان پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی (دبانی قادیانیت) نے ۱۸۸۸ء میں اپنی علمی و مذہبی زندگی کا آغاز کیا، اور اپنی مشہور کتاب براہین احمدیہ کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا جس کے دوران اس نے اپنے بارے میں مامور اور ملہم من اللہ، اور مجدد ہونے کے دعوے کیے اور اپنے کو ہمدرد و خادم اسلام کی حیثیت سے پیش کیا تو اچھی خاصی شہرت اس کو حاصل ہو گئی، حتیٰ کہ کچھ لوگ اس سے بیعت لینے کو کہنے لگے حالانکہ مرزا نہ کسی شیخ طریقت کا مرید تھا اور نہ کسی شیخ سے اس کو اجازت بیعت ملی تھی۔

بیعت لینے سے انکار | جب بھی اس کے سامنے بیعت کا تذکرہ آتا تو وہ انکار کر دیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ:

السان کو خود سعی و محنت کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَهُمْ
 (سُورَةُ الْمُهَمِّدِ ص ۲۹، ۶۹) ^{۲۹، ۶۹}
 اور جنہوں نے محنت کی ہمارے واسطے ہم سُبُلِہَا دیں گے ان کو اپنی راہیں۔

بیعت لینے کا اعلان | لیکن پھر یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو اس نے اعلان کر دیا کہ :
 ”اللہ تعالیٰ نے مجھے بیعت لینے اور ایک جماعت تیار کرنے کا حکم دیا ہے،“

بیعت لینے کا آغاز لدھیانہ میں | اس اعلان کے بعد ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء مطابق ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ کو مرزا قادیانی نے لدھیانہ میں عا بیعت کا سلسلہ شروع کر دیا

تاخیر کی وجہ | اس اعلان کے فوراً بعد بیعت لینے کا سلسلہ اس لیے شروع نہیں کیا کہ مولوی نور الدین سے مرزا قادیانی نے وعدہ کر رکھا تھا کہ سب سے پہلے اس سے بیعت لے گا۔ اور وہ اس وقت بحیثیت سرکاری طبیب کشمیر میں مقیم تھا (مجدد اعظم جلد اول ص ۱۷۱)

بہر حال ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو کل چالیس اشخاص نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور بقول مرزا یوں کے ”سلسلہ عالیہ احمدیہ“ کی بنیاد پڑی، جس کے ذریعہ مرزا کے مریدوں کی ایک جماعت بنتی چلی گئی۔

لہذا اسی تاریخ کو قادیانیت کا باقاعدہ نقطہ آغاز سمجھا جانا چاہیے۔

قادیان میں سالانہ جلسہ کا آغاز | پھر ۱۸۹۰ء میں جب مرزا قادیانی نے اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو اہل حق نے اس کے زلیخ و ضلال کی قلعی کھول دی اور مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے حلقوں سے اس پر کفر و ازندار کے فتوے لگائے گئے مگر مرزا قادیانی اپنی روش سے باز نہیں آیا۔ کیوں کہ وہ تو ایک خفیہ مرتب اسکیم کے تحت مذہبیات کے لبادہ میں اپنے پروگرام پر عمل کر رہا تھا جس کی قدرے تفصیل آرہی ہے، اس لیے بجائے اس کے کہ وہ علما و حقانی کی نصیحتوں پر کان دھرتا، پوری ضد اور ہٹ دھرمی کے ساتھ اپنے باطل خیالات کو اپنے پیروکاروں کے دل و دماغ میں مضبوطی سے پیوست کرنے اور دوسرے نادان مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں گرفتار کرنے کے لیے ۱۸۹۱ء میں اس نے سالانہ جلسہ کی بنیاد ڈال دی۔

قادیان کے جلسہ کی غیر معمولی اہمیت | اور اس کی اہمیت یوں سمجھائی کہ:

نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلا کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔
(مجموعہ اشتہارات مرزا طلحہ حصہ اول)

مرزا قادیانی کے جانشینوں (آج کل اس کا پوتا مرزا طاہر احمد اس کا جانشین ہے اور لندن میں مقیم ہے) کے ذریعہ بیعت کا یہ سلسلہ (دامِ تزدیر) قائم ہے اور سالانہ جلسے بھی ہندوستانی مرکز قادیان اور پاکستانی مرکز راولہ میں اہتمام سے منعقد کئے جاتے ہیں۔

مہرپلو سے قادیانیت کو بے نقاب کیا جانا ضروری ہے | اس سلسلہ بیعت اور جلسہ ہائے سالانہ دیگر ذرائع سے جو مخالف اسلام

نظریات پھیلانے جاتے رہے ہیں اور اسلام و مسلم دشمن اقدامات کیے جاتے رہے ہیں ان کا جائزہ لینے کے لیے قادیانیت کے مذہبی اور سیاسی چہروں کو الگ الگ بے نقاب کرنا ضروری ہے تاکہ قادیانیت کی سنگینیت کا اندازہ ہو سکے، اور سادہ لوح مسلمان قادیانیوں کے پرفریب دعووں اور پروگراموں سے اپنے کو دور رکھ سکیں۔

تحریک قادیانیت کا مذہبی چہرہ | قادیانیت کیا ہے؟ اس کا اجمالی جواب تو یہ دیا جاسکتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جو باطل دعویٰ اپنے بارے میں کیے اور بطور زندگی کے جو مخصوص کفریہ عقائد و نظریات برعزم خود صحیح اسلامی عقائد کے نام سے پھیلانے میں اہنی کا نام قادیانیت ہے۔

ان میں بھی مرزا قادیانی کے دعاوی باطلہ کو خصوصی مقام حاصل ہے چنانچہ مرزا بشیر احمد ایم اے قادیانی لکھتا ہے :

”احمدیت کے مخصوص عقائد کے بیان میں سب سے مقدم جگہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی کو حاصل ہے، کیوں کہ احمدیت کی عمارت کی بنیاد اہنی دعاوی پر قائم ہے۔“ (حقیقی اسلام ص ۲۵ مصنف مرزا بشیر احمد ایم اے)

محل فہرست عقائد مرزا قادیانی | یوں تو یہ دعاوی باطلہ و عقائد کفریہ مرزا قادیانی کی تصانیف میں طویل مباحث کے ذیل میں بکھرے ہوئے ہیں لیکن ایک مرتبہ گورداس پور (پنجاب) کی عدالت میں خود مرزا قادیانی نے نومبر ۱۹۰۳ء میں اپنے دستخط کے ساتھ اپنے عقائد پر مشتمل ایک تحریر پیش کی تھی جو مندرجہ ذیل ہے۔

- (۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ ^{4:157} ⁵⁸ وما قتلوه وما قتلوه ⁵⁸ ولكن سبہ لهم
- (۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے اور غشی کی حالت میں زندہ ہی اتارے گئے۔
- (۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر مع جسم عنصری نہیں گئے۔
- (۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام انسان سے نہیں اتریں گے اور زندہ کسی قوم سے لڑائی کریں گے
- (۵) ایسا مہدی کوئی نہیں ہوگا جو دنیا میں اگر عیسائیوں اور دوسرے مذاہب والوں سے جنگ کرے گا اور غیر اسلامی اقوام کو قتل کر کے اسلام کو غلبہ دے گا۔

- (۶) اس زمانہ میں جہاد کرنا، یعنی اسلام پھیلانے کے لیے لڑائی کرنا بالکل حرام ہے، یہ بالکل غلط ہے کہ مسیح موعود آ کر صلیبوں کو توڑتا اور سوروں کو اتارتا پھرے گا۔
- (۷) میں مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی موعود اور امام زماں اور مجدد وقت اور ظلی طور پر رسول دینی البشر ہوں اور مجھ پر خدائی وحی نازل ہوتی ہے۔

- (۹) مسیح موعود اس امت کے تمام گذشتہ اولیاء سے افضل ہے۔
- (۱۰) مسیح موعود میں خدا نے تمام انبیاء کے صفات اور فضائل جمع کر دیئے ہیں۔
- (۱۱) کافر ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیں گے۔
- (۱۲) مہدی موعود قریش کے خاندان سے نہیں ہونا چاہیئے۔
- (۱۳) امت محمدیہ کا مسیح اور اسرائیلی مسیح دو الگ الگ شخص ہیں۔
- (۱۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کوئی حقیقی مردہ زندہ نہیں کیا۔
- (۱۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج جسم عنفری کے ساتھ نہیں ہوا۔
- (۱۶) خدا کی وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منقطع نہیں ہوئی۔

(دستخط مرزا غلام احمد)

رودادِ مقدمہ

(مشورہ مسل فوجداری بعدالت رائے چنڈوال صاحب مجسٹریٹ درجہ اول گورداسپور مہنہ ۱۵، تقریرات ہند بوالہ تازیانہ نمبر ۵۱۱ و ۵۱۲ از رئیس المناظرین مولانا ابوالفضل کرم الدین صاحب دبیر رحمۃ اللہ علیہ).....

یہ فہرست ایک مقدمہ کے دوران ایک خاص ضرورت کے تحت مرزا قادیانی اور اس کے معاونین نے مل کر مرتب کر کے عدالت میں پیش کی تھی لیکن یہ اس کے تمام عقائد و دعاوی کا مجموعہ نہیں ہے، ان کے علاوہ مرزا قادیانی کے اور بھی بہت سے غیر اسلامی عقائد ہیں جو قادیانی لٹریچر میں جا بجا مذکور ہیں۔ بطور نمونہ کے چند عقائد مع عبارتوں کے یہاں ذکر کیے جاتے ہیں۔

مرزا قادیانی کے کعبہ اور عقائد کا طلعہ

مقیدہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں ہیں بلکہ آپ کے بعد مرزا قادیانی حقیقی نبی اور خاتم النبیین ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:-

ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا، مبارک وہ جس نے مجھے پہچانیں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں، اور میں

اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بد قسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑ تلے
 کیوں کہ میرے بغیر سب تاریکی ہے (کشتی نوح خزائن ص ۶۱)
 مرزا بشیر الدین محمود قادیانی لکھتا ہے :-

”پس شریعت اسلام نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت
 صاحب گزنجاری نبی نہیں ہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں،“

(حقیقۃ النبوة ص ۱۷۷ از مرزا محمود قادیانی)

عقیدہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں ہیں اور دوسری بعثت اقویٰ و اکمل ہے

مرزا قادیانی لکھتا ہے :-

واملوان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم
 کما بعث فی الالف الخامس کذا لک
 بعث فی آخر الالف السادس باقخانہ
 بروز المسیح الموعود بل
 الحق ان روحانیۃ علیہ السلام کان
 فی آخر الالف السادس اعنی فی فخذ
 الایام اشد واقوی واکمل من تلک الاھواء
 بل کا البد والنام (خطبہ الہامیہ در خزائن ص ۷۲، ۷۱، ۷۰) ۱۶۷
 بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔

عقیدہ: مرزا قادیانی بعینہ محمد رسول اللہ ہے اور اسکی جماعت میں شامل ہونے والے صحابہ ہیں

مرزا قادیانی لکھتا ہے :-

صار وجودی وجودہ فمن دخل فی جماعتی
 دخل فی صحابۃ سیدی خلیل
 المرسلین ومن فرق بیدی و بین
 (ترجمہ از مرزا) میرا وجود اس حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم (ناقل) کا وجود ہو گیا پس وہ جو میری جماعت
 میں داخل ہوا درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے

المصطفیٰ فما عرفنی وما راہی ، صحابہ میں داخل ہوا۔ اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں
(خطبہ المہامیہ در خزائن ۲۵۸، ص ۲۵۷) تفریق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے

عقیدہ: مرزا قادیانی کی مزعومہ وحی اور تعلیم مدارِ نجات ہے

مرزا لکھتا ہے :

”خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے اوپر ہوتی ہے فلک یعنی کشتی کے
نام سے موسوم کیا ہے جیسا کہ ایک الہام الہی کی یہ عبارت ہے :-

واصنع الفلک باعیننا ان الذین (ترجمہ مرزا) یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں
یبا یعونک انما یبا یعون کے ستبنا جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت
اللہ کرتے ہیں یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔

اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا
اور تمام انسانوں کے لیے اس کو مدارِ نجات ٹھہرایا جس کی آنکھیں ہوں دیکھے
اور جس کے کان ہوں سنے، (حاشیہ اربعین ص ۳۵ خزائن ۱۲)

عقیدہ: مرزا کے مزعومہ الہامات قرآن کریم کی طرح قطعی اور یقینی ہیں

مرزا لکھتا ہے :

”میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں
جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف
کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پرنازل
ہوتا ہے، خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔ (حقیقۃ الوحی خزائن ص ۲۲ ج ۲۲)

عقیدہ: مرزا قادیانی کو مانے بغیر دین اسلام لعنتی و شیطانی مذہب ہے۔

مرزا لکھتا ہے :

”وہ دین“ دین نہیں اور نہ وہ نبی، نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ مکالمات الہیہ (یعنی نبوت ناقلاً) سے مشرف ہو سکے، وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو سکھلاتا ہے کہ چند منقولی باتوں پر (یعنی شریعت محمدیہ پر جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ ناقل، انسان) ترقیات کا انحصار ہے سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہے، (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم خزائن ص ۳۰۷ ج ۲۱) مرزا ایک اور جگہ لکھتا ہے ————— ”یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی الہی کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا ہے“ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم خزائن ص ۳۵۷ ج ۲۱)

عقیدہ:۔ مرزا پر ایمان نہ لانے والا کافر اور جہنمی ہے

(۱) مرزا کا الہام ہے ————— ”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔“ (تذکرہ ص ۳۳۶)

(۲) کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا (مرزا۔ ناقل) کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (آئینہ صداقت از مرزا محمود ص ۳۵)

عقیدہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا عقیدہ رکھنا شرک عظیم ہے

مرزا لکھتا ہے ————— فمن سوره (ترجمہ از ناقل) یہ کہنا کہ عیسیٰ نہیں مرا سو مراد بنی
الادب ان يقال ان عيسى مامات اور شرک عظیم ہے جو نیکیوں کو کھاجانے والی چیز اور
وان هو الا شرک عظیم یا کل عقل درائے کے خلاف ہے۔

الحسنات ويخالف الحصة (ضمیمہ حقیقۃ الوحی خزائن ص ۶۶ ج ۲۲)

عقیدہ: مرزا ہی مسیح ہے | مرزا لکھتا ہے: اِنی انا المسیح
وبالحق امشی واسیح ان عیسی مات

ولایحییٰ باحیاء کمر (تحفۃ الندوة - خزائن ص ۱۹۹)

(ترجمہ از ناقل) بے شک میں ہی مسیح ہوں اور حق کے ساتھ چلتا اور گھومتا ہوں بے شک
عیسیٰ مرگیا اور تمہارے زندہ کرنے سے وہ زندہ نہیں ہوگا۔

عقیدہ: جہاد کا حکم موقوف ہو گیا | مرزا لکھتا ہے:
”جہاد یعنی دینی لڑائی کی شدت کو خدا تعالیٰ

آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے، حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی
کہ ایسا نانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا، اور شیر خوار بچے بھی قتل کیے جاتے
تھے، پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں
کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لیے بجائے ایسا ن کے صرف جزیہ
دیکر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود کے وقت (مرزا کے وقت)
قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔ (حاشیہ اربعین، خزائن ص ۴۳۳)

عقیدہ: قادیان کا ذکر قرآن کریم میں ہے | مرزا کا کشف ہے:
”تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ
قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے، مکہ، مدینہ، اور قادیان، (حاشیہ از الاطواء - خزائن ص ۱۴۱)

عقیدہ: مسجد اقصیٰ قادیان میں ہے | مرزا لکھتا ہے:
والمسجد الاقصیٰ المسجد الذی بناہ

المسیح الموعود فی القادیان سُمی اقصیٰ لبعده من زمان
النبوۃ ولمّا وقع فی اقصیٰ طرف من زمن ابتداء الاسلام
(حاشیہ خطبہ الہامیہ خزائن ص ۲۵، ۲۶)

(ترجمہ از مرتب) مسجد اقصیٰ وہی مسجد ہے جو مسیح موعود (مرزا) نے قادیان میں بنائی ہے اس
کو اقصیٰ کہنے کی وجہ تو یہ ہے کہ وہ نبوت کے زمانہ سے بعید ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ ابتدا

اسلام کے زمانہ سے انتہائی بعید ہے۔

عقیدہ: قادیان کا سالانہ جلسہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ظلی حج ہے

مرزا بشیر الدین محمود نے ایک خطبہ میں کہا:

”چونکہ حج پر وہی لوگ جاسکتے ہیں جو قدرت رکھتے اور امیر ہوں حالانکہ انہی تحریکات پہلے غریبیں پھیلتی اور پنتی ہیں اور غریب کو شریعت نے حج سے معذور رکھا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ایک اور ظلی حج مقرر کیا تاکہ وہ قوم جس سے وہ اسلام کی ترقی کا کام لینا چاہتا ہے اور تاکہ وہ غریب یعنی ہندوستان کے مسلمان اس میں شامل ہو سکیں۔ (خطبہ میاں محمود احمد قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان یکم دسمبر ۱۹۳۲ء بحوالہ قادیانی مذہب ص ۴۵۵)

۱۹۱۴ء کے سالانہ جلسہ میں مرزا محمود نے کہا:

”آج جلسہ کا پہلا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے“ (قادیانی مذہب ص ۴۵۵)

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

”لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ (یعنی قادیان)

ناقل) نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے، اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر کیوں کہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی ”ذائقہ کمالات اسلام خزائن ص ۳۵۲“

الغرض اس قسم کے باطل افکار و عقائد قادیانی تحریریں بکثرت موجود ہیں لیکن قادیانی ڈر

نادا قف مسلمانوں کو باور کراتا ہے کہ فرقہ احمدیہ مسلمانوں کے دیگر فرقوں کی طرح ایک فرقہ ہے جس

کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی ایک سچا پاک عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا ادنیٰ ترین غلام

تھا اور اس کی قائم کردہ جماعت حقیقی اسلام کی علمبردار ہے۔ جو اسلام کی سر بلندی اور اس کے

عالم گیر غلبہ کے لیے شب و روز مصروف عمل ہے اور اس جماعت کا کلمہ بھی وہی ہے جو تمام مسلمانوں

کا ہے، اسی قرآن کو مانتی ہے جس کو تمام مسلمان مانتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث

کی بھی قائل ہے، اور نماز و دیگر عبادات مسلمانوں کی طرح انجام دیتی ہے۔

اور جب بد قسمتی سے کوئی نادان واقف مسلمان ان کے دام تزدیر میں پھنس جاتا ہے تو رفتہ رفتہ انصاف میں غلط تاویلات کے ذریعہ مذکورہ بالا خلافات حقیقی اسلام کے نام سے اس کے قلب و دماغ میں اتارے جاتے ہیں اور زندگی پھیلا جاتا ہے۔

قادیانیت نبوت محمدی کے خلاف ایک سازش ارباب فکر و نظر کا فیصلہ

لیکن ارباب فکر و نظر کا فیصلہ یہ ہے کہ قادیانیت محض ایک فرقہ نہیں ہے بلکہ یہ فتنہ اسلامی تاریخ کا سب سے خطرناک فتنہ ہے۔ کیوں کہ قادیانیت ایک مستقل دین اور متوازی امت کی دعوت ہے، یہاں پورا دینی نظام ترتیب دیا گیا ہے شعائر کے مقابلہ میں شعائر، مقدسات کے مقابلہ میں مقدسات، مرکز کے مقابلہ میں مرکز، قبلہ کے مقابلہ میں قبلہ، محبت کی جگہ عصبیت، عظمت کی جگہ عظمت، ایک طریق فکر و استدلال کی جگہ پر دوسرا طریق فکر و استدلال، کتابوں کی جگہ پر کتابیں ہر چیز کا انہوں نے بدل مہیا کیا ہے۔ یہاں تک کہ اسلامی تقویم کے قمری و ہجری مہینوں کے مقابلہ میں مہینوں کے نئے نام رکھے ہیں جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ قادیانیت نبوت محمدی کے خلاف ایک سازش ہے۔

(ماخوذ از تقریر حضرت مولانا علی میاں صاحب)
ڈاکٹر اقبال مرحوم کا تجزیہ اس موقع پر ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم کا تحقیقی تجزیہ قابل مطالعہ ہے وہ فرماتے ہیں:

اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے جس کے حدود مقرر ہیں۔ یعنی وحدت الہیت پر ایمان، انبیاء پر ایمان، اور رسول کریم کی ختم رسالت پر ایمان۔ دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان درجہ امتیاز ہے اور اس امر کے لیے فیصلہ کن ہے کہ فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں مثلاً برہمہ سماج خدا پر یقین رکھتے ہیں، اور رسول کریم کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں لیکن انہیں ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جاسکتا، کیوں کہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے ذریعہ وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں، اور رسول کریم کی ختم نبوت کو نہیں مانتے، جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی اسلامی فرقہ اس حد فاصل کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کر سکا۔ ایران

میں بہائیوں نے ختم نبوت کے اصول کو مڑی جھٹلایا، لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ الگ جماعت ہیں اور مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام بحیثیت دین کے خدا کی طرف سے ظاہر ہوا لیکن اسلام بحیثیت سوسائٹی یا ملت کے رسول کریم کی شخصیت کا مہون منت ہے، میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا ختم نبوت کی تادیلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو پورا مفہوم کے ساتھ قبول کر لیں ان کی جدید تادیلوں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہوتا کہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں لہ (صرف اقبال ص ۱۳۶ و ۱۳۷ بحوالہ قادیانیت ص ۱۵۵، ۱۵۶)

امت مسلمہ کے بارے میں قادیانی گروہ کا قابلِ نفی موقف

قادیانی گروہ سادہ لوح مسلمانوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتا ہے کہ ہمارا اور مسلمانوں کا اختلاف اصولی نہیں ہے بلکہ کچھ فردی مسائل میں اختلافات ہیں، لہذا ہمارا گروہ بھی دیگر اسلامی فرقوں کی طرح ایک مسلم فرقہ ہے، کیوں کہ ہمارے عقائد وہی ہیں جو دیگر مسلمانوں کے ہیں جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے،

”میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے، ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے

لے ڈاکٹر اقبال کے بارے میں ایک مقالہ میں حضرت مولانا علی میاں صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ ظاہر ہے کہ اقبال کوئی دنیائے آدمی نہ تھے۔ ان کا شمار دنیائے اسلام کے منتخب تعلیم یافتہ اور روشن خیال افراد میں تھا، اور اتحاد اسلامی کے ان اول درجہ کے داعیوں میں سے تھے جن کی دعوت کا اولین اصول بے تعصبی اور رواداری ہے لیکن چونکہ وہ مرزا غلام احمد کو قریب سے جانتے تھے، اور اس کے مذہب اور اس کے مقاصد و اسرار سے گہری واقفیت رکھتے تھے اس لیے وہ بھی اس فتنہ کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرنے پر مجبور ہوئے۔ اور وہ پہلے شخص تھے جس نے قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ کر کے ایک غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا خیال پیش کیا۔

(رسالہ دارالعلوم، ستمبر ۱۹۷۷ء)

مذہبی نبوت در رسالت کو کاذب و کافر سمجھتا ہوں، میرا یقین ہے کہ نوحی رسالت آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوئی اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی، اس مری تحریر پر ہر شخص گواہ ہے۔

اعلان مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۱۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت ص ۲۲ مجموعہ اشتہارات مرزا قادیانی (ج) جب کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ بیان دعویٰ نبوت سے پہلے کا ہے کیوں کہ اس نے ۱۹۱۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

اس قسم کے فریب آمیز پروپیگنڈہ کی وجہ سے بہت سے لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ قادیانیت مذہب اسلام کے متوازی کوئی نیا دین و مذہب نہیں ہے جس کے اختیار کرنے کی وجہ سے کوئی مسلمان مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

لیکن ایسے لوگوں کی یہ غلط فہمی اس وقت بہت جلد دور ہو جائے گی جب کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے گروہ کے اختیار کردہ مذہبی موقف کو خود انہی کی عبارتوں سے معلوم کر لیں گے جن سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ قادیانیت کو اسلام کے مد مقابل ایک دین و مذہب کی حیثیت سے یہ گروہ پیش کرتا ہے مگر مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے بطور زندگی کے اسی کو سچا اسلام کا نام دیتا ہے۔

مگر علماء اسلام نے بتوفیق اللہ تعالیٰ قادیانی گروہ کے اس دجل و تبلیس کا پردہ چاک کر کے رکھ دیا ہے اور اس کے پراگندہ لٹریچر سے ثابت کر دیا ہے کہ اس گروہ کو مسلمانوں سے ہر بات میں اختلاف ہے چنانچہ ملاحظہ کیجیے :

ہر بات میں اختلاف | مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی کا دو ٹوک بیان
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ

میرے کالوں میں گونج رہے ہیں، آپ نے فرمایا، یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا چند مسائل میں ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم ص، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض کہ آپ نے تفصیل بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہیں ان سے اختلاف ہے،،

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۹ نمبر ۱۳، ۳ جولائی ۱۹۳۱ء) بحوالہ قادیانی مذہب ص ۴۷

غیر احمدیوں سے اصولی اختلاف (قادیانی فتویٰ) یہ بات تو بالکل غلط ہے کہ ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان کوئی فردی اختلاف ہے۔ (ہج المصلیٰ مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ص ۲۷۲ مؤلف محمد افضل خاں قادیانی)

حضرت محمدؐ پر ایمان کے باوجود مرزا کو نہ ماننے والا پکا کافر ہے (قادیانی فتویٰ)

مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے:
ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے (کلمۃ الفضل مندرجہ رسالہ ریویلو آف ریلیجیئز ضلالت نمبر ۳ جلد ۱۴)

قادیانیوں کا مشن کہ مسلمانوں کو نئے سرے سے مسلمان کیا جائے۔

مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے کہ
چوں در خسروی آغاز کردند
مسلمان را مسلمان باز کردند
اس الہامی شعر میں اللہ تعالیٰ نے مسئلہ کفر و اسلام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، اس میں خدا نے غیر احمدیوں کو مسلمان بھی کہا ہے، اور پھر انکے اسلام کا انکار بھی کیا ہے مسلمان تو اس لیے کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارے جاتے ہیں، اور جب تک یہ لفظ استعمال نہ کیا جائے لوگوں کو پتہ نہیں چلتا کہ کون مراد ہے، مگر ان کے اسلام کا اس لیے انکار کیا گیا ہے کہ وہ اب خدا کے نزدیک مسلمان نہیں بلکہ ضرورت ہے کہ ان کو پھر نئے سرے سے مسلمان کیا جائے (کلمۃ الفضل مندرجہ رسالہ ریویلو آف ریلیجیئز ص ۲۳۱ نمبر ۱۴)

قادیانیوں کی نظر میں مسلمان "اہل کتاب" ہیں | قادیانی اخبار الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۲۰ء لکھتا ہے کہ:

غیر احمدیوں کی ہمارے مقابلہ میں وہی حیثیت ہے جو قرآن کریم ایک مومن کے مقابلہ میں اہل کتاب کی قرار دے کر یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایک مومن اہل کتاب عورت کو بیاہ لاسکتا ہے

مگر مومنہ عورت کو اہل کتاب سے نہیں بیاہ سکتا۔ حضور مرزا صاحب فرماتے ہیں
 ”غیر احمدی کی لڑکی لے لینے میں حرج نہیں ہے، کیوں کہ اہل کتاب عورتوں سے
 بھی نکاح جائز ہے،“ (اخبار الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۲۰ء بحوالہ قادیانی مذہب ص ۴۹)

مسلمان امام کے پیچھے قادیانیوں کی نماز جائز نہیں | مرزا بشیر الدین محمود قادیانی لکھتا ہے
 مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیوں کہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے
 ایک نبی کے منکر ہیں (الوار خلافت ص ۹ مولفہ مرزا محمود قادیانی)

قادیانیوں کو مسلمان کی نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت | حضرت مرزا صاحب نے
 اپنے بیٹے (فضل صاحب مرحوم) کا جنازہ محض ایسے نہیں پڑھا کہ وہ غیر احمدی تھا (اخبار الفضل قادیان ۱۵ دسمبر ۱۹۲۱ء شمارہ ۴۲)

مسلمان معصوم بچہ کا جنازہ پڑھنا بھی جائز نہیں | مرزا محمود قادیانی لکھتا ہے
 جس طرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا، اگرچہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے اسی طرح ایک غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ نہیں پڑھا
 جاسکتا (اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ شمارہ ۳۲ ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۲ء) بحوالہ قادیانی مذہب ص ۴۵

مسلمانوں سے سماجی و مذہبی بائیکاٹ کی تاکید | اس کے بعد حضرت مسیح موعود (مرزا
 صاحب) نے صاف حکم دیا کہ ”غیر احمدیوں کے ساتھ ہمارے کوئی تعلقات، ان کی غمی اور شادی کے معاملات میں نہ ہوں، جبکہ
 ان کے غم میں ہم نے شامل ہی نہیں ہونا تو پھر جنازہ کیسا،“ (اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ شمارہ ۱۸ جون ۱۹۲۱ء)

بحالت اسلام مسلمانوں کا حج فرض ادا نہیں ہوتا | جس مسلمان نے اس زمانہ میں
 حج ادا کیا ہو کہ آپ (مرزا قادیانی) کا دعویٰ پوری طرح شائع ہو چکا اور ملک کے لوگوں پر عموماً اتمام حجت کر دیا گیا اور حضور نے غیر احمدی
 امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرما دیا تو پھر اس کا حج فرض ادا نہیں ہو لہذا احمدی ہونے کے
 بعد بھی اس کی حالت ایسی ہو کہ جس کی وجہ سے حج فرض ہوتا ہے تو اس کو حج ادا کرنا چاہیے کیوں کہ

اس نے جو پہلے حج کیا ہے وہ ادا نہیں ہوا۔

(اخبار المحکم قادیان جلد ۳ شمارہ ۱۶، مئی ۱۹۳۴ء) بحوالہ قادیانی مذہب ص ۲۷۷
ان تمام تصریحات سے پور کی طرح ثابت ہو گیا کہ یہ گروہ قادیانیت کو متواتر و متعارف مذہب اسلام کے مد مقابل ایک مستقل دین و مذہب کی حیثیت دیتا ہے جس میں مرزا قادیانی کو سب کچھ ماننا جزو ایمان ہی نہیں بلکہ ایمان و اسلام کا دار و مدار ہے مگر زندیقوں کی طرح اس کو اسلام کا نام دیتا ہے اور فریب کاری کے لیے اسلامی اصطلاحات استعمال کرتا ہے، چنانچہ اس گروہ کے یہاں مرزا غلام احمد کو نبی و غیرہ ماننے والوں کو اس کی امت کہا جاتا ہے اور اس کو دیکھنے والے مریدوں کو صحابہ اور ان کے دیکھنے والوں کو تابعین اور ان کے دیکھنے والوں کو تبع تابعین کہا جاتا ہے نیز مرزا کے اہل و عیال کو اہل بیت اور اسکی بیویوں کو امہات المؤمنین کہا جاتا ہے، حکیم نور الدین بھیردی کو ابو بکر اور مرزا بشیر الدین محمود کو عمر فاروق کہا جاتا ہے۔

مرزا قادیانی اور اسکے مریدین و کنبہ والوں پر مستقلاً درود و سلام بھیجنا فرض مانا جاتا ہے قادیان کو مکہ مدینہ کہا جاتا ہے اور وہاں کے سالانہ جلسہ کی حاضری کو حج کہا جاتا ہے، کیا ان وضاحتوں کے بعد بھی قادیانیت کو اسلام کا ایک مکتب فکر بتا کر مسلمانوں کو دھوکہ دیا جاسکتا ہے۔

قادیانیت کا سیاسی چہرہ

دینی و مذہبی اعتبار سے قادیانیت کا اصلی چہرہ سامنے آجانے کے بعد اس کے سیاسی پہلو پر گفتگو کے لیے تاریخی پس منظر سامنے رکھا جانا ضروری ہے تاکہ وہ عوامل و اسباب معلوم ہو جائیں جن کی وجہ سے تحریک قادیانیت کو دیگر مدعیانِ نبوت کی تحریک کے مقابل میں زیادہ فروغ حاصل ہوا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ انیسویں صدی کے ربع اول میں حضرت سید احمد شہیدؒ کی تحریک جہاد کی وجہ سے مسلمانوں میں انگریزوں کے خلاف جہاد اور قربانی کی آگ بھڑک رہی تھی، نیز سید جمال الدین افغانی کی تحریک، اتحاد اسلامی، کو انگریز نے پروان چڑھتے دیکھا۔ اس قسم کے تمام خطرات کو محسوس کر کے انگریز نے مسلمانوں کے دینی مزاج کو سامنے رکھ کر

طے کیا کہ مسلمانوں ہی میں سے کسی شخص کو ایک بہت اونچے دینی منصب کے نام سے ابھارا جائے کہ مسلمان عقیدت کے ساتھ اس کے گرد جمع ہو جائیں اور وہ انہیں حکومت کی وفاداری اور خیر خواہی کا ایسا سبق پڑھائے کہ پھر انگریزوں کو مسلمانوں سے کوئی خطرہ نہ رہے۔ چنانچہ برطانوی کمیشن کی رپورٹ میں مذکور ہے۔

”ملک ہندوستان کی آبادی اکثریت اندھا دھند اپنے پیروں یعنی روحانی رہنماؤں کی پیروی کرتی ہے۔ اگر اس مرحلہ پر ہم ایسا آدمی تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائیں جو اس بات کے لیے تیار ہو کہ اپنے نیلے ظلی نبی (نبی کے حواری) ہونے کا اعلان کر دے تو لوگوں کی بڑی تعداد اس کے گرد جمع ہو جائے گی۔

اگر یہ مسئلہ حل ہو جائے تو ایسے شخص کی نبوت کو سرکاری سرپرستی میں پروان چڑھایا جاسکتا ہے، (مطبوعہ رپورٹ انڈیا آفس لائبریری لندن بحوالہ قادیان اسرائیل نمبر ۲۵) قابلِ قدر جوہر | اس رپورٹ کی سفارش کی روشنی میں مسلمانوں کے اندر اس قسم کے شخص کی تلاش شروع کر دی گئی۔ آخر کار مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں انگریزوں کو ایک وفادار ایجنٹ مل گیا جس کو مذہبی مقتدا بننے بلکہ ایک نئے دین کا بانی بننے کا بڑا شوق تھا، چنانچہ مرزا قادیانی نے انگریزوں کی اسکیم کو عملی جامہ پہنانے کے واسطے سیالکوٹ کی ملازمت (۱۸۶۲ء تا ۱۸۶۸ء) کے دوران یورپی مشنریوں اور بعض انگریز افسران سے تعلقات پیدا کئے اور مذہبی مباحث کی آڑ میں باہمی میل جول کو بڑھایا، اس سلسلہ کا ایک اہم واقعہ پادری بٹلر ایم اے سے طویل ملاقاتیں کرنا اور ولایت واپسی سے پہلے خفیہ بات چیت میں معاملات کو حتمی صورت دینا ہے۔ اس واقعہ کو مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی نے اپنے ایک خطبہ میں یوں بیان کیا تھا۔

”اُس وقت پادریوں کا بہت رعب تھا لیکن جب سیالکوٹ کا انچارج مشنری ولایت جانے لگا تو حضرت صاحب (مرزا قادیانی) سے ملنے کے لیے خود کچھری آیا، ڈپٹی کمشنر سے دیکھ کر اس کے استقبال کے لیے آیا، اور دریافت کیا کہ آپ کس

لے مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو انگریز کا خود کا شتہ پودا کہا ہے (تبلیغ رسالت ص ۷۷)

طرح تشریف لائے کوئی کام ہو تو ارشاد فرمائیں مگر اس نے کہا میں صرف آپ کے اس منشی (مرزا) سے ملنے آیا ہوں،،

یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ آپ کے مخالف بھی تسلیم کرتے تھے کہ یہ ایک ایسا جوہر ہے جو قابلِ قدر ہے،، (الفضل قادیان ۲۴ اپریل ۱۹۳۳ء، قادیان اسرائیل تک ص ۲)

بہر حال مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزوں کی خواہش اور ان کے وضع کردہ پردہ گرام کے مطابق اپنے کام کا آغاز کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ سلطنتِ برطانیہ کے اقبال کا ستارہ عروج پر تھا، ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی مسلمان ہمارے چلے تھے مذہبِ اسلام پر ہندوؤں اور عیسائیوں کی جانب سے علمی و ثقافتی حملے ہو رہے تھے مسلمانوں میں باہمی فرقہ بندیوں کی جنگ و جدال کی حدود میں داخل ہو چکی تھیں۔ جاہل ہونیوں نے شریعت کو بازیچہ اطفال بنا رکھا تھا۔ طرح طرح کی پیشین گوئیوں اور الہامات کو سنکر مسلمان اپنے دلوں کو تسلی دیا کرتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ کوئی مرد خدا غیر معمولی روحانی قوت کے ساتھ نمودار ہو تو اس کے ذریعہ ہی سے مسلمانوں کا یہ انتشار دور ہو سکتا ہے اس لیے مرزا قادیانی نے ان پر آگندہ احوال کا فائدہ اٹھا کر سب سے پہلے اپنے آپ کو ایک خادمِ مبلغِ اسلام کی حیثیت سے قوم کے سامنے پیش کیا۔ اور عیسائیوں و ہندو آریوں سے بحث و مباحثہ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اور اخبارات میں مضامین لکھ کر اپنا تعارف کرایا۔ اور دیگر ادیان پر اسلام کی برتری دلائل سے ثابت کر کے شائع کرنے کے لیے براہین احمدیہ کی تصنیف کا اعلان کیا شہرت حاصل ہوتے ہی مرحلہ وار مجدد، مہدی، مسیح موعود، آخر کار نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اس دوران مسلمانوں کے اندر مرزا قادیانی کے خلاف طوفان اٹھا تو اس کے آقا انگریز نے ہر موقع پر اس کی سرپرستی کی، اس کی حفاظت کے ساتھ ساتھ ہر طرح کی سہولت کے سامان اس کے لیے مہیا کیے، مرزا قادیانی نے بھی گورنمنٹِ برطانیہ کی حق شناسی خیر خواہی و ہمدردی میں کوئی دقیقہ فرغ نہ گذاشت نہیں کیا۔ چنانچہ ایک جگہ تحریر کیا ہے۔

”اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے، کیوں کہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے (مجموعہ اشتہارات ص ۱۹ جلد ۳)“

مرزا قادیانی کی فریب کاری ایک طرف مرزا قادیانی بظاہر اسلام اور مسلمانوں کا سچا ہمدرد بن کر گورنمنٹ کے مذہب مسیحیت کی تردید میں لٹریچر شائع کر رہا تھا اور مسیحی پادریوں سے مناظرہ کر رہا تھا جس سے عام مسلمان یہ سمجھتے تھے کہ مرزا گورنمنٹ کا سخت مخالف ہے، دوسری جانب خود کا شتہ پودا ہونے کی وجہ سے اپنی محسن گورنمنٹ کو اطمینان دلانا رہتا تھا چنانچہ ایک جگہ لکھتا ہے :

اور میں اس بات کا اقرار ہی ہوں کہ جبکہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریروں نہایت سخت ہو گئی..... اور ان مؤلفین نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نفوذ باللہ ایسے الفاظ استعمال کیے..... تب میں نے بمقابلہ ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بذر بانی کی گئی تھی چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی، کیوں کہ میرے کائناتس نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش و آلے آدمی موجود ہیں ان کے غیظ و غضب کی آگ بجھانے کے لیے یہ طریق کافی ہو گا کیوں کہ عوض و معاوضہ کے بعد کوئی گدہ باقی نہیں رہتا سو یہ میری پیش بینی کی تدبیر صحیح نکلی (ترویقات القلوب در خزائن ص ۵۷)

انگریزوں کے مفاد کے لیے کام مرزا غلام احمد کی اس تحریک اور اس کی جماعت نے انگریزوں کے لیے بہترین جاسوس پیدا کئے، اس گروہ کے بعض نے والے قادیانی جاسوس

کی بڑی خدمات کیں اور اس سلسلہ میں جانی قربانی تک سے دریغ نہیں کیا جیسے عبداللطیف قادیانی، عبدالحمید قادیانی اور ملا نور علی قادیانی کو ۱۹۲۵ء میں حکومت افغانستان نے اسی لیے قتل کیا کہ یہ لوگ افغانستان میں قادیانیت کی تبلیغ کرتے تھے اور انگریز کا ایجنٹ بن کر افغانوں کے جذبہ جہاد کو ختم کرنا چاہتے تھے اور حکومت افغانستان کے خلاف سازشیں کرتے تھے۔ (ماخوذ مختصر از مقالہ حضرت مولانا علی میاں صاحب مندرجہ رسالہ دارالعلوم ستمبر ۱۹۷۳ء ص ۳۳)

معمہ حل ہو گیا اس تاریخی پس منظر سے یہ معہ حل ہو جاتا ہے کہ قادیانیت کو نہ صرف ہندوستان بلکہ افریقہ وغیرہ کے دوسرے ممالک میں اس قدر تیزی سے فروغ

کیوں حاصل ہوا کہ جبکہ ان کے مشن کھل گئے اور وہ عیسائی مشنریوں کے طرز پر کام کرنے لگے کیونکہ معلوم ہو گیا کہ تحریک قادیانیت کا سیاسی محرک حکومت برطانیہ تھی جس کے زیر اقتدار اس وقت غیر منقسم ہندوستان اور بہت سے افریقی ممالک بھی تھے اور جس کی نوآبادیات دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلی تھیں اور انگریز فخریہ طور پر کہا کرتے تھے کہ سلطنت برطانیہ پر سورج کبھی غروب نہیں ہوتا اس لیے سلطنت برطانیہ کی نوآبادیات میں آمد و رفت اور قیام کے لیے قادیانیوں کو ہر قسم کی سہولتیں دی جاتی تھیں جن سے فائدہ اٹھا کر ان لوگوں نے ان نوآبادیات میں اپنے اسکول و ہسپتال وغیرہ قائم کر کے اپنے مشنری اڈے پوری طرح مضبوط کر لیے۔ چنانچہ ۲ اگست ۱۹۳۵ء کے خطبہ جمعہ میں مرزا بشیر الدین محمود نے کہا تھا کہ :

”دو غیر ممالک تو ایسے ہیں جن میں خصوصیت سے ہماری جماعت پھیلی ہوئی ہے۔ ایک یونائیٹڈ اسٹیٹس امریکہ جس میں ۳۰.۲۵ کے قریب جماعتیں ہیں، دوسرا ڈچ انڈیز یعنی سائرہ اور جارا (قادیان سے اسرائیل تک ۱۲۳۳ تا ۱۲۴۱ء)

آگے چل کر مرزا محمود نے اسی خطبہ میں کہا کہ :

جماعت احمدیہ انگریزوں کی ایجنٹ

”یہ خیال کہ جماعت احمدیہ انگریزوں کی ایجنٹ ہے لوگوں کے دلوں میں اس قدر راسخ تھا کہ بعض بڑے بڑے سیاسی لیڈروں نے مجھ سے سوال کیا کہ ہم علیحدگی میں آپ سے پوچھتے ہیں کہ یہ صحیح ہے کہ آپ کا انگریزی حکومت سے اس قسم کا تعلق ہے ڈاکٹر سید محمود جو اس وقت کانگریس کے سکریٹری ہیں ایک دفعہ قادیان آئے اور انہوں نے بتایا کہ پنڈت جواہر لال صاحب یورپ کے سفر سے واپس آئے تو انہوں نے اسٹیشن سے اتر کر جو باتیں سب سے پہلے کیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ میں نے اس سفر یورپ سے یہ سبق حاصل کیا ہے کہ انگریزی حکومت کو ہم کمزور کرنا چاہتے ہیں تو ضرور کی ہے کہ اس سے پہلے احمدیہ جماعت کو کمزور کیا جائے جس کے معنی یہ ہیں کہ ہر شخص کا یہ خیال تھا کہ احمدی جماعت انگریزوں کی سائنسدانہ اور ان کی ایجنٹ ہے۔ (الفضل قادیان ۲ اگست ۱۹۳۵ء بحوالہ قادیان سے اسرائیل تک ۱۲۳۳ تا ۱۲۴۱ء)

لوگوں کے ذہن میں یہ خیال کیوں راسخ تھا کہ قادیانی جماعت انگریزوں کی ایجنٹ ہے؟ اس کی

وجہ سمجھنے کے لیے مرزا قادیانی کے جانشین بشیر الدین محمود کا وہ بیان ملاحظہ کریں جو جنگ عظیم ۱۹۳۹ء کے زمانہ کا ہے، اگر ہم اسلام اور احمدیت کے نقطہ نظر سے دیکھیں تو غور کریں کہ کس کے جیتنے میں احمدیت کو فائدہ ہے تو اس صورت میں یقیناً یہی نظر آئے گا کہ انگریزوں کی فتح اسلام اور احمدیت کے لیے مفید ہے

”حکومت انگریزی کو ایک بہت بڑی مہم درپیش ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اس معاملہ

میں حکومت کی امداد کریں، کیوں کہ اس حکومت کے ساتھ اسلام اور احمدیت کی تبلیغ

والستہ ہے، اگر یہ حکومت جاتی رہی تو یہ تمام فوائد بھی ہمارے ہاتھ سے نکل

جائیں گے (اخبار قادیان ۴ اکتوبر ۱۹۳۹ء قادیان سے اسرائیل تک صفحہ ۱۴۶)

قادیانی جماعت کی جانب سے صیہونیت کی مدد

یہ بات بھی پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ قادیانی جماعت نے نہ صرف برطانوی سامراج کی کھل کر حمایت کی بلکہ ان کے حلیف یہودی تحریک قومیت، صیہونیت کی بھی بھرپور مدد کی اور دونوں

کے راہنماؤں سے گہرے ردِ الباطل قائم رکھے ہیں اس سلسلہ میں ابو مدثرہ اپنی کتاب قادیان سے اسرائیل تک میں رقم طراز ہیں :

”یہ حقیقت پیش نظر رہے کہ انیسویں صدی کے وسط میں رسلِ ادتھ بل پاس

ہوجانے کے بعد یہودی برطانیہ کی سیاست پر چھائے جا رہے تھے اور سول سروس

میں اعلیٰ عہدے حاصل کر کے برطانوی نوآبادیات میں قدم جما رہے تھے، جدید

سیاسی افکار نے یہودی اور عیسائی کے مذہبی امتیازات کو ختم کر دیا تھا ۱۸۸۵ء سے

۱۹۰۲ء تک برطانیہ کے تین وزرائے اعظم سائبرگ، گلیڈ اسٹون اور رڈزبری میں

سے اول الذکر کٹیبودی تھا۔ اور دوسرے دو یہودیوں کا اور ترک دشمنی میں اپنی مثال

آپ تھے، تحریک صیہونیت (۱۸۹۷ء) کی بنیاد رکھ کر تھوڈر ہرزل نے جب عثمانی حکومت

کے قبضہ سے فلسطین کو آزاد کرنے کا اعلان کیا تو برطانیہ نے صیہونی لیڈروں سے

مضبوط ردِ الباطل قائم کر لیے اور ایک مشترکہ سیاسی لائحہ عمل مرتب کرنے کے لیے

مذاکرات کا آغاز کیا۔

(قادیان سے اسرائیل تک صفحہ ۱۸، ۱۹)

یہودی ریاست کے قیام

میں قادیانیوں کی دلچسپیاں

۱۹۴۶ء کے اواخر میں مشرق وسطیٰ اور عالمی سطح پر جو حالات رونما ہوئے ان کے پس منظر میں قادیانی کردار کا مطالعہ کرنے سے بعض حیرت انگیز انکشافات ہوتے ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی یہودی ریاست کے قیام میں کس درجہ دلچسپی رکھتے تھے پروگرام کے ابتدائی مرحلے میں مرزا محمود نے لندن مشن میں نئے مبلغ کا تقرر کر کے صیہونیت کے پرانے کماشتے جلال الدین شمس کو مشرق وسطیٰ کے مشن پر روانہ کیا اور سر نضر اللہ خان کو امریکہ بھیجا۔

(الفضل قادیان ۸ جولائی ۱۹۴۶ء بحوالہ قادیان سے اسرائیل تک ص ۱۷۸)

۵ جولائی ۱۹۴۶ء کو اسرائیل کی اطلاع کے مطابق شمس کی جگہ لندن میں چودھری مشتاق احمد باجوہ کو مبلغ مقرر کیا گیا، ۲۰ جولائی کو شمس کو الوداعی پارٹی دی گئی جس کی صدارت کے فرائض سر نضر اللہ خاں نے ادا کئے پارٹی میں برطانوی سول سروس کے سابق افسر اور بعض صیہونیت نواز مدبروں نے شرکت کی جن میں ہڈ ٹری کلب کے چار یہودی بھی شامل تھے (قادیان سے اسرائیل تک ص ۱۷۹) پھر ۱۹۴۸ء میں یہودی ریاست اسرائیل کے قیام سے تقریباً ایک سال پہلے مرزا محمود نے ایک خواب دیکھا جس میں یہود کو روسی ادا کا یقین دلایا گیا، اس میں آپ نے یہ اشارہ دیا کہ روس اور برطانیہ میں اتفاق رائے ہو جائے گا جس سے عرب ممالک میں تشویش بڑھ جائے گی۔ (الفضل قادیان)

یاد رہے کہ ۱۹۴۸ء میں اسرائیل کے ظالمانہ قیام کے موقع پر الفضل لاہور نے اس رویا کو مرزا محمود کے خدائی مامور اور سچے ملہم ہونے کے ثبوت میں پیش کیا (قادیان سے اسرائیل تک ص ۱۸۲) خلاصہ یہ ہے کہ قادیانیوں نے روز اول سے آج تک مسلمانوں میں اٹھنے والی ہر اس تحریک کے خلاف سازش کی ہے جس سے انگریزوں اور یہودیوں کے مفادات کو زک پہنچتی ہو

ہندوستان میں انگریزی اقتدار کے زمانہ میں قادیانی جماعت کا سیاسی اثر و رسوخ

اس کا اجمالی نقشہ مجلس احرار کے رہنما چودھری افضل حق مرحوم نے اپنی مرتب کردہ روداد میں

یوں کھینچا ہے۔

”انگریزی حکومت کی سب سے زیادہ حمایت قادیان کی جماعت کو حاصل تھی یہ تائید اتنی زیادہ تھی کہ اکثر سرکاری محکموں میں وہ بہت اثر و رسوخ کے مالک ہو گئے بعض جگہ تو سارا کا سارا ضلع ان کے اثر و رسوخ میں آ گیا لوگ حکومت کی تائید حاصل کرنے کے لیے قادیان کی تائید حاصل کرنا ضروری سمجھتے تھے، محکمہ سی آئی ڈی تو الگ رہا۔ قادیانی مرزائی حکومت کو تفصیلی خبریں پہنچاتے تھے، حکومت وقت کے خلاف آزادی کی ہر آواز کو دبانے کے لیے اس جماعت کے افراد سب سے پیش پیش تھے اس لیے لوگ قادیانی آواز کو حکومت کی صدائے بازگشت سمجھتے تھے اور بے حد مخالف تھے۔ یہ لوگ معمولی ایجنسی ٹیشنوں کو بڑھا چڑھا کر سرکار کے دربار میں بیان کیا کرتے تھے۔ انتخابات میں حال یہ تھا کہ ہر امیدوار قادیان کی حمایت حاصل کرنا ضروری سمجھتا تھا، جسے یہ تائید حاصل ہو گئی۔ اسے گویا سرکاری تائید حاصل ہو گئی۔ (تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء ص ۱۸-۱۹)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے تیسرے امیر اور سربراہ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری فرماتے ہیں کہ

”پاکستان بننے سے پہلے تو چونکہ مرزائی انگریزی اقتدار کے تاقیامت رہنے کا تصور کیے ہوئے تھے اور انگریز کی امداد سے مسلمانوں کو بزدل کرنے اور جذبہ جہاد ان کے دلوں سے نکالنے کا یقین رکھتے تھے اور انگریز کے اقتدار کو اپنا اقتدار اور مرزا گھر کا برطانیہ کے لیے تو بیڑ سمجھے ہوئے تھے، اس لیے حکومت پر قبضہ کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا بس انگریزی مقبوضات میں اپنے مذہب کی اشاعت اور انگریز ہی کی مدد سے انگریزی اقتدار اندر عہدہ اور اعزاز کی کوشش کافی سمجھ جا رہی تھی،“

انگریزی حکومت کے زوال کے بعد قادیانیوں کی سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے لیے دوڑ دھوپ

لیکن خلاف توقع جب انگریزی اقتدار کا زوال نظروں کے سامنے آیا۔ تو مرزائی حلقوں سے ایسی ایسی باتیں کہنی اور کرنی شروع ہوئیں جیسے کہ داعی توازن قائم نہ رہنے کی شکل میں

ہوتا ہے، مثلاً کبھی احرار اور لیگ کی رقابت دیکھ کر لیگ کے اندر گھس کر اس کی ہاں میں ہاں ملائی کبھی جواہر لال کا استقبال کرنے لگے، اکھنڈ بھارت کی رو یا دوحی، نازل ہونے لگی، کبھی جلنے ہوئے انگریز سے غلط امید کی بنیاد پر اپنی الفردیت اور مستقل یونٹ جتانے کے لیے باؤنڈری کمیشن کے سامنے بے ضرورت اور بلا دعوت حاضر ہونا کہ شاید کوئی علیحدہ گھر بچاؤ کے لیے انگریز دے جائے۔

پھر حال پاکستان بننے کے بعد مرزائیوں کو اپنی کروتوتوں، فتوؤں اور انٹی اسلام حرکتوں کا تصور اور دوسری طرف علماء اسلام کی قوت بیداری عمل اور پاکستان میں اسلامی آئین اور اس کے نتائج کا خیال پریشان کر رہا تھا اس لیے ان کے سامنے تین ہی راستے تھے،

- (۱) پہلا راستہ یہ تھا کہ کسی طرح ان کو علیحدہ ریاست مل جائے جسکو وہ بطور قلعہ استعمال کر سکیں
- (۲) دوسرا راستہ یہ تھا کہ وہ بھارتی حکومت کو خوش رکھیں تاکہ ضرورت پیش آنے پر وہاں منتقل ہو سکیں
- (۳) تیسرا راستہ یہ تھا کہ وہ پاکستان ہی سے اپنا مستقبل وابستہ کر لیں لیکن یہاں علماء دین اور اسلامی آئین کے خطرات کے پیش نظر مرزائیوں کے اطمینان کے واسطے ایک یہ امر ضروری تھا کہ علماء دین کا وقار ختم کیا جائے جس سے اسلامی آئین کا مطالبہ بھی کمزور ہوگا اور انٹی قادیانی تحریک بھی بے اثر ہو جائے گی، چنانچہ تمام مرزائی اور مرزائی اخبارات علماء دین کے خلاف نفرت پھیلانے کے لیے وقف ہو گئے اور مرزائی اُلو افسروں نے بھی حصہ لیا دوسرا امر یہ ضروری تھا کہ پاکستان میں اتنا سیاسی اقتدار حاصل کر لیا جائے جس کے بعد ہم اطمینان سے اپنی من مانی کارروائی کر سکیں، مرزائیت کا بول بالا ہو اور مسلمانوں کا گلا دبا دیا جائے پھر تمام دنیا میں اصل اسلام یعنی مرزائیت کا راج ہو۔ پاکستان کے ذریعہ تمام اسلامی ممالک میں روحانی پیشوائی اور اسلام کی واحد اجارہ داری کا ڈنکا بجایا جائے۔

سیاسی اقتدار کے حصول کی دو شکلیں (۱) سیاسی اقتدار کے حصول کی بھی دو شکلیں تھیں، مختلف محکمات اور خاص کمریل، فوج، اور ہوائی

تہازوں میں پورا تسلط ہو، مسلمان ملازمت کے لیے مرزائی افسروں کے محتاج ہوں، (۲) مرکزی حکومت پر اتنا اثر ہو کہ کسی وقت کوئی تجویز قادیانیوں کے خلاف نہ ہو سکے، بلکہ

جس مخالف قادیان فردیاجاعت کو چاہیں دبا سکیں۔

سیاسی اقتدار کی دولاں شکلوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مرزائیوں نے خوب کام کیا حتیٰ کہ خلیفہ کو اعلان کرنا پڑا کہ اب بعض اہم محکمہ جات میں بھرتی کی ضرورت نہیں، وہاں کافی تعداد ہو چکی ہے، اب دوسرے محکمہ جات پر زیادہ توجہ کی جائے اسی طرح حکومت پر اتنے اثرات قائم کیے گئے کہ مرزائی افسر یا وزیر جو چاہیں کریں کوئی باز پرس نہ کرے، نہ کوئی جواب طلب ہو نہ محکمہ کارروائی ہو، اور نہ عام مرزائیوں کی خلاف قانون حرکات پر نوٹس لینے یا کارروائی کرنے کا سوال پیدا ہو جیسا کہ بہت سی شہادتوں سے ثابت ہے۔

وزیر خارجہ پاکستان سر ظفر اللہ خاں قادیانی نے ہزاروں ایکڑ زمین قادیانی دار الخلافہ کے لینے دلوادی

پہلا راستہ (یعنی علیحدہ قادیانی ریاست کی خواہش) اگرچہ پوری طرح ہموار نہیں ہوا لیکن سر ظفر اللہ خاں قادیانی جو انگریزی سفارشات کے خصوصی دخل کی وجہ سے پاکستان کا وزیر خارجہ بن گیا تھا، اس سے فائدہ اٹھا کر خلیفہ محمود نے انگریز گورنر مودھی سے کہا کہ جاتو ہو یہیں مستقل اڈہ بنا کر دے جاؤ ازیلی ہی خواہوں کو سہارا دو۔

چنانچہ قادیانیوں کے آقا دست پرست انگریز نے اپنے خود کاشتہ پودے کی نگہداشت کا فریضہ انجام دیا اور پنجاب کے گورنر مودھی نے جاتے جاتے قادیانیوں کو ضلع جھنگ میں ہزاروں ایکڑ زمین برائے نام قیمت پر یعنی تقریباً مفت دیکر مرزائی دار الخلافہ کی بنیاد ڈالی، جس پر تمام مسلمانوں نے احتجاج بھی کیا۔ مقامی افسروں کو ہدایت کی گئی کہ اس دار الخلافہ میں مرزائیوں کے سوا کوئی مسلمان نہیں رہ سکتا۔

اس طرح تقسیم کے بعد قادیانی فتنہ کا نیا اور وسیع و عریض مرکز قائم ہو گیا جو اپنے جزائیہ فیہ کی حدود کی وجہ سے خاص اہمیت کا حامل ہے جس کی بنا پر حساس و دور بین حضرات کو خدشات ہیں کیوں کہ یہ دار الخلافہ، ایک طرف دریائے چناب سے محفوظ ہے دوسری طرف چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں اس کی حفاظت میں مدد دے سکتی ہے، اس طرح نازک وقت میں

ان کو اس کی حفاظت آسان ہو جاتی ہے اور اگر ضلع سرگودھا اور جھنگ میں وہ اپنی عوامی طاقت میں معمولی اضافہ کر لیں جو مسلح بھی ہو تو وہ وہاں ایک آزاد اسٹیٹ کا کسی وقت اعلان کر سکتے ہیں (تحریک ختم نبوت ۱۹۵۲ء از صفحہ ۳۵ تا ۳۹ اختصاراً)

قادیانیوں کے یہی وہ خطرناک سیاسی عزائم تھے جن کو پاکستان بننے کے بعد ہی سے علماء دین اور حساس مسلمانوں نے بھانپ لیا تھا جس کے نتیجے میں وہاں اولاً ۱۹۵۳ء میں قادیانیوں کے خلاف زبردست تحریک چلی جس میں ایک محتاط، اندازے کے مطابق دس ہزار مسلمانوں نے پاکستانی فوج (جس میں مرزائی بکثرت گھس گئے تھے) کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا۔ پھر ۱۹۵۷ء میں دوبارہ یہ تحریک چلی اور آخر کار پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے کا قانون پاس کر دیا۔ اور ۲۶ اپریل ۱۹۷۳ء میں جنرل ضیاء الحق مرحوم کے زمانے میں امتناع قادیانیت آرڈیننس نافذ ہو گیا، جس کے بعد قادیانیوں کو اس امر کی اجازت نہیں ہے کہ اپنے مذہب کو اسلام کے نام سے یاد کریں۔ یا کلمہ طیبہ و دیگر اسلامی شعائر کے الفاظ اپنے مذہبی امور کے لیے استعمال کریں، اس آرڈیننس کے بعد قادیانیوں کا موجودہ سربراہ مرزا طاہر احمد پاکستان سے لندن فرار ہو گیا اور آج کل اپنے قدیم محسن انگریز کے سایہ عاطفت میں پناہ لیے ہوئے ہے اور وہیں سے اپنا شیطانی مشن چلا رہا ہے۔ جو لوگ عالم اسلام بالخصوص پاکستانی سیاست کا گہری نظر سے مطالعہ کرتے رہتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ”انسانی حقوق کی پامالی“ کا رونا رو کر قادیانی آج بھی پاکستان پر انگریز۔ امریکہ کے اثرات سے فائدہ اٹھا کر نہ صرف یہ کہ اپنی خفت مٹانا چاہتے ہیں بلکہ اپنا سیاسی اقتدار مزید مستحکم کرنا چاہتے ہیں اور پاکستان تو صرف ایک اسلامی ملک ہے کوئی مقدس مقام نہیں ہے۔ قادیانیوں کے ناپاک سیاسی عزائم اور خواہشات تو مرکز اسلام مکہ مکرمہ سے بھی وابستہ ہیں۔

چنانچہ مرزا بشیر الدین محمود نے خطبہ جمعہ میں بیان کیا تھا :

”بچپن سے میرا خیال ہے جس کا میں نے دوستوں سے بارہا ذکر بھی کیا ہے کہ میرے نزدیک احمدیت کے پھیلنے کے لیے اگر کوئی مضبوط قلعہ ہے تو مکہ مکرمہ ہے دوسرے درجہ پر پورٹ سعید، اگر کوئی شخص وہاں چلا جائے تو ساری دنیا میں

احمدیت کو پہنچا سکتا ہے وہاں سے ہر ایک ملک کو جہاز گذرنا ہے، ٹریکٹ تقسیم کیے جائیں اس طرح ایسے ایسے علاقوں میں حضرت صاحب (مرزا غلام احمد قادیانی) کا نام پہنچ جائے جہاں ہم مدد توں نہیں پہنچ سکتے، مگر مکہ مکرمہ سب سے بڑا مقام ہے وہاں کے لوگ ہمارے بہت کام آ سکتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ مرزا محمود قادیانی، اخبار الفضل قادیان ۴ جولائی ۱۹۱۹ء، بحوالہ احتساب قادیانیت ص ۱۴۱)

مکہ مکرمہ میں مشن کی تجویز | مرزا محمود قادیانی نے سالانہ جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔
”مکیں (قادیانی) مشن کی تجویز ہے، ایک دوست نے وعدہ

کیا ہے کہ اگر مکہ میں مکان لیا جائے تو وہ پچیس ہزار روپے مکان کے لیے دیں گے پس شیطان کے مقابلہ میں پوری طاقت سے کام لیں درمیر کی اس نصیحت کو خوب یاد رکھیں،

(تقریر جلسہ سالانہ اخبار الفضل قادیان ۸ جنوری ۱۹۲۰ء، بحوالہ احتساب قادیانیت ص ۱۴۱)

مرزا بشیر الدین محمود کی اس نصیحت پر عمل کرتے ہوئے چند مرزائی سر فطر الشرفاں کی قیادت میں حج بیت اللہ کے موقع پر ۱۹۲۶ء میں حجاز مقدس پہنچ گئے۔ حج تو محض یہاں تھا، اصل مقصد مرکز اسلام میں قادیانی لٹریچر کی تقسیم و اشاعت اور مسلمانان عالم میں ارتداد پھیلانا تھا، چنانچہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں اس گروہ نے اپنا لٹریچر تقسیم کیا، اس نازیبا حرکت پر مسلمانان مرکز اسلام اس قدر مشتعل ہوئے کہ مکہ مکرمہ کے مشہور روزنامہ ”الندوہ“ نے اپنی اشاعت ۸ اپریل ۱۹۲۶ء میں ”ما حصی القادیا نیہ“ کے زیر عنوان چھ کالمی سرخی جمائی اور کفر مرزا غلام احمد قادیانی اور تردید عقائد مرزائیہ پر طویل مقالہ شائع کیا۔

اس افسوسناک واقعہ پر پاکستان میں بھی شدید اشتعال ہوا، اور مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے ۱۵/۱۶ صفر ۱۳۸۶ھ بروز جمعہ کو یوم احتجاج منایا گیا، جس پر لاکھوں خطوط اور ہزاروں تار سفارتخانہ سعودی عرب کے ذریعہ شاہ فیصل تک پہنچی گئیں تجویز کا مضمون یہ تھا،

”آپ کی حکومت نے فطر الشرفاں کو حج کے دنوں میں دیار مقدس میں داخلہ کی اجازت دے کر امت کے اجماعی فیصلہ سے انحراف کیا ہے جس پر ہم شدید احتجاج کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ آئندہ کسی قادیانی کو داخلہ حرمین شریفین

کی اجازت نہ دی جائے قادیانی باجماعت امت دائرہ اسلام سے خارج ہیں،

(اعتساب قادیانیت ص ۱۵)

رابطہ عالم اسلامی کی تاریخی قرارداد رابطہ کے ماتحت مکرّمہ میں ۴۰ ممالک اسلامیہ کی تقریباً ۱۲۰ تنظیموں کی عظیم الشان کانفرنس منعقدہ ۶ تا ۱۰ اپریل ۱۹۷۷ء میں فقہ قادیانیت کے مذہبی و سیاسی پہلو پر مکمل غور و خوض کے بعد اس کے اسلام دشمن اثرات کو زائل کرنے کے لیے مندرجہ ذیل تاریخی قرارداد منظور کی گئی۔

قادیانیت نے ہمیشہ استعمار اور صہیونیت سے مل کر اسلام دشمن طاقتوں سے تعاون کیا ہے قادیانیت کی اسلام دشمنی ان چیزوں سے واضح ہے (۱) مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت (۲) قرآنی نصوص میں تحریف کرنا (۳) جہاد کے باطل ہونے کا فتویٰ دینا۔ لہذا

(۱) تمام اسلامی تنظیموں کو چاہیے کہ وہ قادیانی معابد، مدارس، یتیم خانوں اور دوسرے تمام مقامات میں جہاں وہ سیاسی سرگرمیوں میں مشغول ہیں، ان کا محاسبہ کریں اور اس کے پھیلانے ہوئے جال سے بچنے کے لیے عالم اسلام کے سامنے ان کو پوری طرح بے نقاب کیا جائے (۲) اس گروہ کے کافر اور خارج از اسلام ہونے کا اعلان کیا جائے۔

(۳) مرزائیوں سے مکمل عدم تعاون اور اقتصادی، معاشرتی، ادنیٰ ثقافتی ہر میدان میں مکمل بایکٹ کیا جائے اور ان کے کفر کے پیش نظر ان سے شادی بیاہ کرنے سے اجتناب کیا جائے اور ان کو مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن نہ کیا جائے۔

(۴) قرآن مجید میں قادیانیوں کی تحریفات کی تصاویر شائع کی جائیں۔ اور ان کے تراجم قرآن کا شمار کر کے لوگوں کو اس سے متنبہ کیا جائے اور ان تراجم کی ترویج کا سدّ باب کیا جائے۔

روزنامہ الندوہ

(سعودی عرب ۱۴ اپریل ۱۹۷۷ء)

ایک بڑی غلط فہمی کا ازالہ

آپ یہ نہ سمجھیں کہ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کی کانفرنس نے (اپریل ۱۹۷۷ء) میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے ستمبر ۱۹۷۷ء میں قادیانی گروہ کے کفر و ارتداد و زندقہ کا جو فیصلہ کیا تھا وہ کوئی پہلا اور نیا فیصلہ تھا جیسا کہ قادیانی گروہ کی طرف سے یہ غلط فہمی بہت پھیلانی جاتی ہے جس سے متاثر ہو کر بہت سے پڑھے لکھے لوگ بھی جو قادیانیت پر مکمل مطالعہ نہیں رکھتے کہنے لگتے ہیں کہ یہ تو پاکستانی مسئلہ ہے، ہرگز نہیں بلکہ یہ پورے عالم اسلام بلکہ پوری امت مسلمہ کا مسئلہ ہے، ہمارے اسلاف و مشائخ نے شروع ہی سے قادیانی فتنہ کو پورے دین اور پوری امت کا مسئلہ سمجھا ہے اور وہ دونوں کی حفاظت کے لیے مردانہ و امیدان میں نکل آئے ہیں، اس تاریخی حقیقت کو اختصار کے ساتھ ذہن نشین کرانے کے لیے ہم حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ العالی کی تحریر کا ایک اقتباس نقل کرتے ہیں موصوف فرماتے ہیں :

”اس فتنہ کا ادراک سب سے پہلے سید الطائف قطب العالم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رکھوا، اور منکرین ختم نبوت کے خلاف کفر کا فتویٰ سب سے پہلے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی ربانی دارالعلوم دیوبند نے تقدیر الناس میں دیا، حضرت حاجی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہر عارف کو اس کے علوم و معارف کی ترجمانی کے لیے ایک لسان عطا کی جاتی ہے جیسا کہ حضرت شمس تبریز کی لسان مولانا رومی تھے اور پھر فرماتے تھے کہ ”میری لسان مولانا محمد قاسم ہیں جو علوم میرے قلب پر وارد ہوتے ہیں مولانا قاسم انکو کھول کھول کر بیان فرمادیتے ہیں“،

اس لیے کہنا چاہیے کہ حضرت نانوتوی کا یہ فتویٰ حضرت حاجی صاحب کے قلب صافی کا پرتو تھا۔ اس طرح فتنہ قادیانیت کی تردید کی تحریک کا آغاز حضرت حاجی صاحب اور ان کی لسان علوم و معارف حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک ہاتھوں سے ہوا اور ان کے بعد ان کے جانشینوں نے اس تحریک کو جاری رکھا۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی ذات گرامی » واسطۃ العقد « تھی

اس فتنہ کے استیصال کے لیے یوں تو بہت سے اکابر نے زریں خدمات انجام دیں جس کی تفصیل کے لیے فرصت درکار ہے، لیکن جس شخصیت کو اس دور کی قیادت و امامت تفویض ہوئی اور جسے حضرت بنوری رحمہ اللہ کے الفاظ میں » واسطۃ العقد « کہنا چاہیے، وہ امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری کی ذات گرامی تھی۔

حضرت شاہ صاحب کو قادیانی فتنہ نے کس قدر
حضرت شاہ صاحب کی بے قراری
بے قرار کر رکھا تھا بہتر ہو گا کہ ہم یہ ردِ مداد غنم
حضرت (مولانا یوسف) بنوری رحمہ اللہ سے سنیں،

»امت کے جن اکابر نے اس فتنہ کے استیصال کے لیے محنتیں کی ہیں ان میں سب سے امتیازی شان حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری دیوبندی رحمہ اللہ کو حاصل تھی، اور دارالعلوم دیوبند کا پورا اسلامی اور دینی مرکز انہی کے انعام مبارک سے اس شجرہ خبیثہ کی جڑوں کو کاٹنے میں مصروف رہا، قادیانیوں کے شیطانی وسوس اور زندیقانہ وسائل کا امام العصر نے جس طرح تجزیہ کر کے ان پر تنقید کی اس کی نظیر عالم اسلام میں نہیں ملتی، محترم حرم نے خود بھی گہرا تقدر علوم و تحقیقات سے لبریز تصانیف رقم فرمائیں اور اپنے تلامذہ، مدرسین دیوبند سے بھی کتابیں لکھوائیں اور ان کی پوری نگرانی و اعانت فرماتے رہے۔ میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ

»جب یہ فتنہ کھڑا ہوا تو چھ ماہ تک مجھے نیند نہیں آئی، اور یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں دین محمدی رحمتی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے زوال کا باعث یہ فتنہ نہ بن جائے، فرمایا، درجہ ماہ کے بعد دل مطمئن ہو گیا کہ انشاء اللہ دین باقی رہے گا اور یہ فتنہ مضمحل ہو جائے گا، میں نے اپنی زندگی میں کسی بزرگ اور عالم کو اتنا دردمند نہیں دیکھا جتنا کہ حضرت امام العصر کو، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ دل میں ایک زخم ہو گیا ہے جس سے ہر وقت خون ٹپکتا رہتا ہے جب مرزا کا نام لیتے تو فرمایا کرتے تھے، »لعین بن اللعین لعین قادیانی اعداؤ ازیں ایک عجیب درد کی کیفیت محسوس ہوتی تھی فرماتے تھے کہ، لوگ کہیں گے کہ یہ گالیاں دیتا ہے فرمایا کہ ہم اپنی نسل کے سامنے اپنے اندرونی درد و دل کا اظہار کیسے کریں ہم اس طرح قلبی نفرت اور غیظ

دغضب کے اظہار پر مجبور ہیں، (پیش لفظ مولانا محمد یوسف بنوری خاتم النبیین (فارسی دار ودائیش ص ۲۷۷)۔
 قادیانیت کے خلاف یہی درد سوز یہی بے چینی یہی بے قراری اور یہی غیظ و غضب حضرت بنوری کو اپنے
 شیخ الزری سے دراشت میں ملا تھا (اشاعت خاص ماہنامہ بینات کراچی ص ۲۹۳ تا ۲۹۵۔ یاد محدث العصر حضرت
 مولانا محمد یوسف بنوری محرم تاریخ الاول ۱۳۹۸ھ)۔ آپ سن چکے ہیں کہ برطانوی اقتدار کے
 زوال کے بعد اس فتنہ کی سرگرمیاں کافی حد تک کم ہو گئی تھیں اس لیے ہندوستانی علماء و دانشوروں نے
 اس موضوع سے صرف نظر کر لیا تھا اور مسلمانوں کی دوسری تعلیمی و تعمیری خدمات میں مشغول ہو گئے تھے
 لیکن ۱۹۸۳ء میں پاکستان میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا اور ان کا موجودہ سربراہ مرزا
 طاہر لندن فرار ہو گیا تو قادیانی گروہ نے پھر ہندوستان کا رخ کیا اور قادیانیت کے تن مردہ میں جان
 ڈالنے کی کوشش شروع کر دی اور پورے ملک میں مختلف خوبصورت عنوانات سے جلسے اور کانفرنسیں
 کر کے بزم خود بے روک ٹوک اپنے زندہ کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہو گیا۔

موجودہ اکابر دارالعلوم کا قادیانی تعاقب کے سلسلہ میں تاریخی کارناما

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس فتنہ کے دوبارہ سراٹھانے کا بروقت ادراک موجودہ اکابر
 دارالعلوم دیوبند کو ہوا جو اپنے اکابر مرحومین سے قادیانی فتنہ کے بارے میں اسی درد سوز اور بے چینی
 و بے قراری کے وارث ہیں۔ چنانچہ پورے ملک کے علماء و عوام میں قادیانی فتنہ کے خلاف
 بیداری کی مہم چلانے کے لیے مؤقرار کان مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند نے تحفظ ختم نبوت کے عنوان پر
 ایک عالمی اجلاس منعقد کرنے کی تجویز پاس کی آخر کار اکتوبر ۱۹۸۶ء میں سہ روزہ عالمی اجلاس
 تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند میں منعقد ہوا جس کی مفصل روداد اسی وقت آئینہ دارالعلوم، رسالہ
 دارالعلوم اور الداعی میں شائع ہو چکی ہے) اس موقع پر کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام بھی عمل میں
 آیا جس کے صدر حضرت مولانا مرغوب الرحمن صاحب ہستم دارالعلوم دیوبند اور ناظم اعلیٰ حضرت مولانا
 سعید احمد صاحب پالنپوری استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند منتخب ہوئے اور راقم الحروف کو ناظم مقرر کیا
 گیا۔ اپنے روز قیام سے بفضلہ تعالیٰ کل ہند مجلس اپنے مقررہ خطوط پر سلسل جو کام کر رہی ہے اس کی
 تفصیل کا یہ موقع نہیں بس اجمالاً یوں سمجھ لیجیے (۱) رجال کار کی تیاری کے لیے دو تربیتی کیمپ

۱۳۹۷ھ و ۱۴۱۷ھ میں دارالعلوم دیوبند میں لگائے جا چکے ہیں (۲) ان کے علاوہ گوبائی مدراس میل پالیم (تاملناڈو)، الوامی (کیرالا) اور بھاگلپور بنگلور میں بڑے بڑے تربیتی کیمپ لگائے جا چکے ہیں، (۳) خامنی (متھرا) اور روہتا (آگرہ) میں جیلنگ کے باوجود قادیانی پنڈت اسلام کے مبلغین و علماء کے سامنے آنے کی ہمت نہیں کر سکے۔ اس طرح میدان مناظرہ علمائے حق نے جیت لیا (۴) ہمارے مبلغین و رفقاء بہت سے ان مقامات پر پہنچ چکے ہیں جہاں قادیانی گروہ خفیہ طور پر اپنی ریشہ دوانیوں میں مصروف رہتا ہے اور بعض جگہ بالمشافہ قادیانی پنڈتوں سے گفتگو کی نوبت آچکی ہے جس میں قادیانی پنڈتوں کو راہ فرار اختیار کرنی پڑی ہے اور ان کے فریب سے مسلمان محفوظ ہو گئے (۵) دفتر کی طرف سے ردِ قادیانیت کے موضوع پر تقریباً ۵۰ کتب شائع ہو چکی ہیں (۶) ہزاروں کی تعداد میں لٹریچر تقریباً پورے ملک میں پھیلایا جا چکا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ حضرات بھی جہاں شمار ناموس رسالت و پاسبان ختم نبوت کے اس مبارک کارواں میں شامل رہ کر امت مسلمہ کو عقیدہ ختم نبوت کی حقیقت سمجھاتے رہیں گے اور ہمیشہ دہر جگہ قادیانی فتنہ کے تعاقب کا فریضہ انجام دیتے رہیں گے۔

ان شاء اللہ تعالیٰ - والٹر ولی التوفیق -

سرہیل احمد القاسمی محلہ محل دیوبند

read 29/08/08

تیسرا محاضرہ علمیہ
بر موضوع

(3)



پیش کردہ

حضرت مولانا قاری محمد عثمان جصاص منصو پوری

استاذ حدیث و ادب و العلوم دیوبند

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۷	مرزائی گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی گرمانا ہے	۴	نبوت اور رسالت کیا ہے اور اسکی ضرورت کیوں ہے ؟
۲۸	مذکورہ بالا آیت و احادیث میں قادیانوں کے طمدانہ شبہات و مغالطے اور ان کے جواب	۶	نبوت و رسالت میں فسق و عقیقہ ختم نبوت کی تشریح
۲۹	آیت خاتم النبیین میں قادیانی مغالطے	۷	آیات قرآنیہ سے ختم نبوت کا اثبات
۳۳	آیت سے متعلق قادیانی مغالطے	۷	شان نزول
۳۵	ختم نبوت کی احادیث میں قادیانی مغالطے	۸	ایک مشہور اور اس کا جواب
۳۶	قصر نبوت کی تکمیل والی حدیث سے متعلق قادیانی مغالطے	۹	مفردات آیت کریمہ
۳۶	دسکون خلفاء و فیکٹوں سے متعلق قادیانی مغالطے	۹	کن کی تحقیق
۳۷	کذابون ثلثون والی روایت سے متعلق قادیانی مغالطے	۱۰	لام تعریف کی تحقیق
۳۷	مرزا قادیانی کی جانب سے نبوت کی طمدانہ تقسیم اور تعریف	۱۱	استغراق کی قسمیں
۳۸	حقیقی یا تشریفی نبی کی تعریف	۱۱	خاتم کی تحقیق
۳۸	مستقل نبوت کا مفہوم	۱۲	آیت خاتم النبیین کے دونوں جملوں میں ربط کی تقریر
۳۹	ظلی اور بروزی نبوت کا مفہوم	۱۴	خلاصہ تفسیر آیت خاتم النبیین
۳۹	خلاصہ تحریرات سابقہ	۱۵	جائے خاتمہم کے خاتم النبیین فرمانے کا نکتہ
۴۰	بروزی و ظلی نبوت کے ثبوت کیلئے مرزائی دلائل (تحریفات) کا اصولی و ظلی جواب	۱۵	القرآن یفسر بعضہ بعضاً
۴۱	آیات قرآنیہ میں مرزائی تحریف	۱۵	آیت خاتم النبیین کے علاوہ دیگر آیات سے ختم نبوت کے اثبات کے طریقوں پر اجمال نظر
۴۲	احادیث نبویہ میں تحریفات مرزانیہ	۲۰	اکمال دین کا اعلان
۴۲	قادیانی گروہ کی طرف سے ختم نبوت پر جامع امت کے خیال فاسد میں ختم نبوت کا مطلب	۲۲	احادیث مبارکہ سے ختم نبوت کا ثبوت
۴۲	پراجماع امت کے سلسلہ میں مغالطہ انجیری	۲۶	اجماع امت سے ختم نبوت کا ثبوت
۴۲		۲۶	

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ - (صَابِعَار)

آج کے محاضرے میں اسلامی عقائد میں سے ایک اہم اور بنیادی عقیدہ یعنی عقیدہ ختم نبوت سے متعلق گفتگو کرنی ہے، اگرچہ ضروریات دین میں سے ہونے کی وجہ سے یہ عقیدہ انتہائی بدیہی و قطعی مسئلہ ہے اور اس پر بحث کرنا ایک بدیہی چیز کو نظری بنانے کے مترادف ہے، جیسے نماز، روزہ و دیگر ارکان اسلام کی فرضیت کا عقیدہ ایک بدیہی و یقینی مسئلہ ہے جس پر کسی بحث و گفتگو کی ضرورت نہیں ہے، لیکن چونکہ تقریباً ایک صدی قبل، قادیان کے دہقان، مرزا غلام احمد قادیانی نام کے ایک ملحد شخص نے اس عقیدہ کے قطعی دلائل آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں طمانہ شبہات و مغالطے پیدا کر کے اُمت محمدیہ میں تشتت و افتراق کی بنیاد ڈالی، اور دین اسلام کے متوازی ایک نئے دین و مذہب کو رواج دینے کی مذموم کوشش کی اور اپنی لمبی لمبی تصنیفات و اشتہارات وغیرہ کے ذریعہ اپنے گمراہ کن ارتدادی نظریات کا مختلف پیرایوں سے بار بار اندھا دیا، پھر لقمہ اجل ہو جانے کے بعد اسکے پیروکاروں نے اس کے کفریہ عقائد و دعاوی کی تائید و اشاعت کے لئے طویل و عریض لٹریچر کے علاوہ دیگر ذرائع ابلاغ کو اختیار کر کے تبلیغات کا سلسلہ آج تک قائم کر رکھا ہے، اس لئے علمائے اسلام کو عموماً اور علماء ہند کو خصوصاً اس مسئلہ پر مفصل بحث کرنی پڑی ہے تاکہ قادیانی زینغ و ضلال اور کفر و ارتداد مکمل طور پر طشت از بام ہو جائے اور عام مسلمان قادیانی دھوکے میں آکر اپنے دین و ایمان کی بے بہا دولت سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔

اس بحث میں دو بنیادی مسئلے آتے ہیں۔

(۱) سلسلہ نبوت جاری ہے یا بند ہے؟

(۲) مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت۔

جہاں تک دوسرے مسئلے کا معاملہ ہے تو اسکی تکذیب و تردید کے لئے کسی طویل بحث و استدلال کی ضرورت نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مدعی نبوت کو ہمیشہ اُمتِ محمدیہ نے کذاب ہی سمجھا ہے۔ علاوہ ازیں کوئی صحیح الدماغ انسان، مرزا قادیانی کے انتہائی گمراہ ہونے کو یکسر کو جان لینے کے بعد (جسکی ہلکی سی جھلک پہلے محافضہ میں آچکی ہے) اس کو شریف اور مہذب انسان بھی قرار نہیں دیگا۔ چہ جائیکہ اس کو کسی قسم کا نبی قرار دے، (نحوذ باللہ من ذالک)

البتہ پہلے مسئلہ کا فیصلہ کرنے کیلئے تفصیلی بحث و استدلال مناسب ہے، اس سلسلہ میں پہلے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ

نبوت و رسالت کیا ہے اور اسکی ضرورت کیوں ہے؟

اس کو یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ خالق کائنات جل مجدہ نے اپنی مخلوقات میں سے خصوصاً انسان اور جن کو صاحب عقل و شعور بنایا ہے اور ان کی تمام ضروریات زندگی مہیا فرمائی ہیں، مگر ان کے یہ بھی ہیکہ دنیا میں رہتے ہوئے جب انہیں جسمانی و روحانی امراض سے لاحق ہوں تو ان کے ازالہ کی تدابیر سمجھائی جائیں۔

روحانی امراض میں سب سے بڑا اور بنیادی مرض یہ ہے کہ مکلفین اپنے مقصد تخلیق سے غافل ہو جائیں، چنانچہ قرآن کریم میں تو بنی خطاب فرمایا گیا ہے۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ۔
سو کیا تم خیال رکھتے ہو کہ ہم نے تم کو بنایا
کھیلنے کو اور تم ہمارے پاس پھر کر نہ آؤ گے۔

(شیخ الہند)

سورۃ المؤمنون ۱۱۶

پھر دوسرے مقام پر حق تعالیٰ نے انسان و جنات کا مقصد تخلیق بطریق حصر بیان

فرمایا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

اور میں نے جو بنائے جن اور آدمی سواپنے
بندگی کو۔

سورہ الذاریات ۵۱

(شیخ الہند^{۱۲})

اب سوال یہ ہے کہ عبادتِ خداوندی کا طریقہ کیا ہے؟ اگر اس معاملہ کو مکلفین کی ناقص عقل کے حوالہ کر دیا جائے تو وہ باری تعالیٰ کی مرضیات کے موافق فریضہ عبادت کی انجام دہی نہیں کر سکتے، لہذا رحیم و کریم پروردگار عالم نے اس مشکل کو بھی حل فرمادیا، چنانچہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو مع ان کی ذریتِ مقدرہ کے حکم ہوا۔

إِصْبِرُوا إِنَّهَا جَمِيعًا فَمَا يَأْتِيَنَّكُمْ
مِثِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا
خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

نیچے جاؤ یہاں سے تم سب، پھر اگر تم کو پہنچے
میری طرف سے کوئی ہدایت تو جو چلا میری ہدایت
پر نہ خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

سورہ بقرہ ۳۸

(شیخ الہند^{۱۲})

حاصل یہ ہے کہ یہ امر یقینی ہے، تم نب زمین پر جاؤ، وہاں میری طرف سے ہدایت
درہنائی کا سامان ملے گا، تمہارا کام صرف راستہ پر چلنا ہو گا، راستہ بتانے کا کام تم سے متعلق
نہیں ہو گا ارشاد فرمایا گیا۔

وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا
فَاتَّبِعُونِي وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ
بِعَنِّي عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ

اور حکم کیا کہ یہ راہ ہے میری سیدھی۔ سو
اس پر چلو اور مت چلو اور راستوں پر کہ
وہ تم کو جدا کر دیں گے، اللہ کے راستہ سے۔

انعام ۱۵۴

پھر چونکہ ہر شخص میں یہ صلاحیت نہیں ہے کہ وہ براہ راست باری تعالیٰ سے آگے
مرضیات و نامرضیات کا علم حاصل کر سکے اسلئے باری تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس صراطِ
مستقیم کی نشاندہی کرانے کے واسطے انسانوں میں ہی سے کچھ نفوسِ قدسیہ کا انتخاب فرمایا
جن کے اندر یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ بشریت سے منسلک ہو کر اعلیٰ میں پہنچیں، اور اس

حالت میں جو علوم لاء اعلیٰ سے ان پر انعام ہوتے ہیں ان کو عام بندہ کا خدا تک پہنچا دیں۔ جس سے ان کی دنیوی و آخروی فلاح وابستہ ہے، باری تعالیٰ کی جانب سے اس انتخاب کا نام شریعت کی اصطلاح میں نبوت ہے اور اس منصب کے حاملین کو نبی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

نبوت و رسالت میں فرق

ان حضرات میں سے جن کو نبی شریعت یا نبی کتاب ملی ہو ان کو رسول کہا جاتا ہے اور ان کے منصب کو رسالت کہا جاتا ہے۔ چنانچہ کشاف اصطلاحات الفنون میں ہے۔

شریعت میں رسالت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی انسان کو شریعت و بحر مخلوق کی جانب بھیجے خواہ اسکی تبلیغ کا حکم فرمایا گیا ہو یا نہ فرمایا گیا ہو۔ اور نبوت کے بھی یہی معنی ہیں، اور کبھی رسالت کے مفہوم میں یہ قید لگائی جاتی ہے کہ رسول کو تبلیغ کا حکم ہوتا ہے یا جبریل کا اس پر نازل ہوتا ہے یا نبی کتاب یا نبی شریعت اس کو دی جاتی ہے یا وہ اپنے سے پہلے نبی کی شریعت کے اتباع کا مامور نہیں ہوتا، خلاصہ یہ کہ ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ رسول اور نبی مترادف الفاظ ہیں، اور ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ رسول خاص اور نبی عام ہے۔

الرِّسَالَةُ فِي الشَّرِيعَةِ بَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى إِنْسَانًا إِلَى الْخَلْقِ بِشَرِيعَةٍ سَوَاءٌ أُمِرَ بِتَبْلِيغِهَا أَوْ لَا وَيَسْأَلُهَا النَّبِيُّ وَقَدْ تَخْتَصُّ الرِّسَالَةُ بِالتَّبْلِيغِ أَوْ بِنَزُولِ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوْ بِكِتَابٍ أَوْ بِشَرِيعَةٍ حَدِيدَةٍ أَوْ بَعْدَمَ كُونِهِ مَا مَوْزًا بِمَتَابَعَةِ شَرِيعَةٍ مِّن قَبْلِهِ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ وَبِالْجَمَلَةِ فَالرَّسُولُ أَمَّا مُرَادُ اللَّيْسِيِّ، وَإِلَيْهِ ذَهَبَ جَمَاعَةٌ وَأَمَّا أَخَصُّ مِنْهُ كَمَا ذَهَبَ إِلَيْهِ جَمَاعَةٌ أُخْرَى.

(کشاف اصطلاحات الفنون ۵۸۴)

آغاز سلسلہ نبوت و رسالت میں حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، انسانوں کو دنیا

میں رہنے سہنے اور گرمی سردی سے بچنے، کھیتی وغیرہ کرنے کے طریقے بھی سکھلایا کرتے تھے۔ نیز جسم میں کوئی بیماری پیدا ہو تو کون سی جڑی بوٹی سے اس کا ازالہ ہوگا۔ یہ بھی بتایا کرتے تھے۔ حجۃ الاسلام امام غزالیؒ اپنی کتاب "المنقذ من الضلال" میں فرماتے ہیں۔

فلاسفہ نے علم طب اور علم نجوم کو انبیاء سابقین علیہم السلام کی کتابوں سے چرایا ہے اور دواؤں کے خواص جنکے ادراک سے عقل قاصر ہے انبیاء کرام علیہم السلام کے صحیفوں اور کتب منزلہ من السماء سے اقتباس کیا ہے، (علم الکلام^{۱۴۹}) از مولانا ادریس صاحب کاندھلویؒ

عقیدہ ختم نبوت کی تشریح | اس عقیدہ کا حاصل یہ ہے کہ مکلفین (جن و انس) کی رشد و ہدایت کے واسطے باری تعالیٰ نے بعثت

انبیاء کا جو سلسلہ ابوالبشر حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے شروع فرمایا تھا، اس کو آقائے نامدار سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر مکمل فرمادیا ہے۔ اب قیامت تک کسی کو یہ منصب دے کر دنیا میں نہیں بھیجا جائے گا۔

عقیدہ ختم نبوت تقریباً ایک سو آیات قرآنیہ اور دو سو سے زائد احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام، اور اجماع امت سے ثابت ہے، چوتھے درجہ میں اگرچہ قیاس بھی شرعی محبت ہے، لیکن اس موقع پر اسکا تذکرہ اسلئے نہیں کیا جاتا کہ قیاس سے عقیدہ کا اثبات نہیں ہو سکتا، دوسرے یہ کہ قیاس فقہی کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جبکہ اس معاملہ کا حکم قرآن و حدیث میں صراحتاً مذکور نہ ہو اور نہ صحابہ کا اس پر اجماع ہو۔

بہر حال عالیہ مماضہ میں عقیدہ ختم نبوت کے مثبت تینوں قسم کے دلائل میں سے بعض دلائل پیش کئے جاتے ہیں اور اس سلسلہ کا آغاز آیات قرآنیہ سے کیا جاتا ہے۔

آیات قرآنیہ سے ختم نبوت کا اثبات

محمدؐ باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے
لیکن رسول ہے اللہ کا، اور ہر سب نبیوں پر۔
(شیخ الہندؒ)

(۱۱) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔ (الاحزاب ۴۰)

یہ آیت کریمہ بطور عبارتہ النص کے مسئلہ ختم نبوت پر دلالت کرتی ہے، جس کی تفصیل کے لئے اسکے شان نزول، اور دونوں جملوں کے باہمی ربط وغیرہ کو سمجھنا ضروری ہے۔

شان نزول

اس آیت کریمہ شان نزول یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ایک قبیح رسم یہ جاری تھی کہ متبنی (لے پالک) کو بالکل حقیقی و صلبی بیٹے کے برابر سمجھتے تھے، اس کو بیٹا کہہ کر پکارتے تھے مرنے کے بعد اس کو وراثت میں شریک کرتے تھے۔ لہٰذا بیٹے کی طرح اس کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد باپ کیلئے متبنی کی بیوی سے نکاح حرام قرار دیتے تھے۔ اس قبیح رسم کی چند خرابیاں یہ تھیں۔ (۱) نسب میں اختلاط (۲) غیر وارث شرعی کو وارث بنانا (۳) ایک شرعی حلال کو اپنی طفر سے حرام قرار دینا۔ قرآن کریم نے اس رواج کی اصلاح کیلئے اولاً قوی طریقہ اپنایا اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور نہیں کیا تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے یہ تمہاری بات ہے اپنے منہ کی اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات، اور وہی سمجھاتا ہے راہ، پکارو لے پالکوں کو ان کے باپ کی طرف نسبت کر کے یہی پورا انصاف ہے اللہ کے یہاں۔ (شیخ المنذ)

وَمَا جَعَلَ اٰذِ عِيَاۡكُمْ اٰبْنَآءَ كُمْ، ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ، وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ، اُدْعُوْهُمْ لَاۤ اٰبَآءُ لَهُمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ

(الاحزاب ص ۷۷)

اس میں متبنی بنانے کی رسم پر پابندی عائد کر دی گئی۔

اس سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اپنا لے پالک بنا رکھا تھا اور اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ان کا نکاح فرما دیا تھا۔ لیکن جب باہم نباہ نہیں ہو سکا اور آخر کار حضرت زید بن حارثہ نے حضرت زینب کو طلاق دیدی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم خداوندی حضرت زینب سے اپنا نکاح فرمایا تاکہ عملی طور پر بھی یہ قبیح رسم اور اس کے اثرات مٹ جائیں۔ چنانچہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

(ترجمہ) جعفر زید تمام کر چکا اس عورت سے اپنی غرض ہم نے اس کو تیرے نکاح میں دے دیا تاکہ

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰهَا لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ

فِي أَزْوَاجٍ أَذْعِيَاءَهُمْ إِذَا قَضَوْا
مِنْهُمْ وَطَرًا، وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ
مَفْعُولًا (الاحزاب ۲۷)

نہر ہے مسلمانوں پر گناہ، نکاح کر لینا جو مرد میں
اپنے لے پالکوں کی جیب وہ تمام کر لیں ان سے
اپنی غرض اور ہے اللہ کا حکم بجالانا (شیخ الہند)

اس واقعہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار و مشرکین عجب اور منافقین کی
طفر سے اعتراضات کی بوچھاڑ ہو گئی کہ "لو اس نبی کو دیکھو کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح
کر بیٹھے۔"

ان طعنوں اور تشنوں کے جواب میں زیر بحث آیت کریمہ نازل ہوئی، جس میں فرمایا گیا کہ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو کسی مرد کے بھی باپ نہیں لہذا زید بن عارضہ کے بھی باپ نہیں، تو
ان کی مطلقہ بیوی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح پر یہ اعتراض محض حماقت ہے کہ
آپ نے اپنے بیٹے کی مطلقہ بیوی سے نکاح کر لیا ہے۔

ایک شبہ اور اس کا جواب یہاں ایک مشہور شبہ ہوتا ہے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں چار اولاد نرینہ
ہوئی ہے، حضرات قائم، طیب، طاہر رضی اللہ عنہم، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن
سے، اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ، حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے، پھر اس ارشاد کا
کیا مطلب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے باپ نہیں ہیں؟

اس شبہ کا پہلا جواب یہ ہے کہ یہ سب صاحبزادے بزمانہ طفولیت وفات پا گئے
تھے۔ ان کے بڑے ہونے کی نوبت نہیں آئی کہ وہ رجل (بالغ مرد) کے مرحلے میں داخل ہوتے
اسلئے من ذکرکم یا من ابناکم یا من اولادکم نہیں فرمایا گیا۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ آیت کریمہ کے نزول کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا
کوئی فرزند موجود نہیں تھا۔ حضرات قائم، طیب، طاہر رضی اللہ عنہم کی وفات ہو چکی تھی اور
حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے، لہذا اس وقت کے لحاظ سے مطلقاً نفی کرنا
بھی صحیح تھا۔

مفردات آیت کریمہ اس آیت میں قابل تحقیق مفردات یہ ہیں، لکن، رسول، نبین، لا، اتخرا

اور خاتم رسول و نبی کا شرعی مفہوم آغاز بحث میں آچکا ہے، جس کو جمہور علماء و ائمہ نے اختیار فرمایا ہے اس کے مطابق رسول خاص ہے اور نبی عام ہے۔

لکن کی تحقیق | لکن استدراک کیلئے موضوع ہے، جسکے مشہور لیکن مرجوح معنی ہیں۔

دفع التوہم الناشی من الکلام السابق، یعنی پچھلے کلام سے جو غلط فہمی مخاطب کو ہو سکتی ہے اس کو دور کر دینا۔ اور رائج معنی استدراک کے یہ ہیں۔

اَنْ تَنْسِبَ لِمَا بَعْدَهَا حُكْمًا
مُخَالِفًا لِمَا قَبْلَهَا وَلِذَا لَيْدٌ
اَنْ يَّتَقَدَّ مَهَا كَلَامٌ مُنْاَقِضٌ لِمَا
يَعْدُهَا اَوْ ضِدٌّ لَهَا۔

ترجمہ: لکن کے مابعد کی جانب اس کے ماقبل کے مخالف کوئی حکم منسوب کرو، یہی وجہ ہے کہ لکن کے استعمال کی یہ شرط ہے کہ اس کے ماقبل کا کلام مابعد کی نقیض یا ضد ہو۔

(معنی اللیب ۲۲۵)

اسی شرط کی بنیاد پر علماء بلاغت کے یہاں لکن قصر قلب کیلئے استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ اسکے جابنین میں تدافع اور ضدیت ضروری ہے۔ خواہ فی الجملہ ہی ہو، یعنی ایسا تدافع ہونا چاہیے، جو بلحاظ مقام، متکلم اور مخاطب کی گفتگو میں منعقد ہوتا ہے۔

لام تعریف کی تحقیق | لام تعریف کا استعمال چار معنی کے لئے ہوا کرتا ہے

۱۔ اپنے مدخول کی ماہیت کی طرف اشارہ کرنے کیلئے ۲۔ ماہیت کے افراد معہودہ کیلئے ۳۔ ماہیت کے فرد غیر معہودہ کیلئے اور ماہیت کے تمام افراد کیلئے، اول کو لام جنس، دوسرے کو لام عہد خارجی، اور تیسرے کو لام عہد ذہنی اور چوتھے کو لام استغراق کہا جاتا ہے۔

علماء اصول و عربیت نے تصریح فرمائی ہے کہ لام تعریف کا مدلول صرف استغراق ہے خواہ مفرد پر داخل ہو یا جمع پر، البتہ اگر کوئی دلیل تخصیص پائی جائے تو پھر عہد خارجی یا عہد ذہنی کیلئے ہوگا۔ رہے جنس و ماہیت کے معنی تو شیخ رضی "نشارح کافیہ" کے فرمانے کی مطابق فی نفسہ اگرچہ اس کا احتمال نکل سکتا ہے لیکن عرف و محاورات میں اسکا اعتبار نہیں ہوتا، کیونکہ عرف میں اعیان خارجیہ سے کلام ہوتا ہے نہ کہ ماہیات ذہنیہ سے۔

علامہ ابوالبقار اپنی کلیات میں فرماتے ہیں۔

وَقَالَ عَامَّةُ أَهْلِ الْأَصُولِ وَالْقُرْبَانِ
لَا مَ التَّعْرِيفِ سِوَاءُ دَخَلَتْ عَلَى
الْفَرْدِ أَوْ عَلَى الْجَمْعِ تَفْسِيْدُ
الِاسْتِفْرَاقِ نِيْهُمَا جَمِيعًا إِلَّا إِذَا كَانَ مَعَهُودًا

(کلیات ابی البقار ص ۶۳ و ۶۴)

تمام علماء اصول و عربیت کی رائے ہے کہ لام
تعریف خواہ مفرد پر داخل ہو خواہ جمع پر
استفراق کے معنی دیتا ہے، ہاں کوئی امر
معبود ہو تو پھر استفراق کے معنی نہیں ہوں
گے۔

استفراق کی قسمیں

استفراق جو لام تعریف کا مدلول صریح ہے اس کی
دو قسمیں ہیں، استفراق حقیقی جس میں اس کے مدخل

کے تمام افراد حقیقتہً مراد ہوں جیسے عالم الغیب والشہادۃ، اور استفراق عرفی جس
میں تمام افراد حقیقتہً مراد نہ ہوں بلکہ عرفاً سمجھے جانے والے افراد مراد ہوں جیسے جمع الامیر
الصباغۃ اس میں صرف اپنے شہر یا اپنی قلمرو کے سارے مراد ہیں، دنیا بھر کے نہیں، استفراق
حقیقی لام تعریف کے حقیقی معنی ہیں اور استفراق عرفی مجازی معنی ہیں (خواشی معنی اللیب)
لہذا معرفت باللام میں اگر استفراق حقیقی کے معنی بن سکتے ہوں تو معنی مجازی یعنی استفراق
عرفی مراد نہیں لیا جائے گا۔

خاتم کی تحقیق | ختم الشیء کے معنی ہیں کسی چیز کو انجام تک پہنچا دیا، لہذا خاتم بکسر
کے معنی ہیں، انجام و اختتام تک پہنچا نیوالا، کیوں کہ یہ اسم فاعل تصیغہ
صفت ہے، اور خاتم بالفتح کے معنی ہیں وہ شخص یا چیز جسکے ذریعہ کسی شے کو انجام تک
پہنچایا جائے، کیوں کہ یہ اسم ہے نہ کہ صفت۔

آیت کریمہ میں خاتم اور خاتم کی دونوں قرار تیں متواتر ہیں اور حاصل دونوں قرأتوں
کا ایک ہی ہے یعنی آخری ہی، کیوں کہ علماء لغت نے تصریح کی ہے کہ جب یہ لفظ کسی قوم کی کتاب
منصاف ہو تو خواہ فتح کے ساتھ ہو یا کسرہ کے ساتھ (جیسے خاتم القوم کی ترکیب) اس وقت
اس کے ایک ہی معنی ہوتے ہیں یعنی "اس قوم کا آخری فرد"

خاتم بالفتح — کے معنی اگرچہ مہر، انگوٹھی، نگینہ، انگوٹھی، وغیرہ بھی لغت میں ملتے

ہیں، مگر وہ سب فردعی و مجازی معنی ہیں، جنکی طفر رجوع کرنے کی کوئی مجبوری نہیں ہے (تفصیل کیلئے دیکھئے خاتم النبیین از حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری و ختم نبوت کامل، از حضرت مفتی شفیع صاحب^{۱۲})

آیت خاتم النبیین کے دونوں جملوں میں ربط کی تقریر

استدراک جو لکن کا موضوع لا ہے اسکے مشہور و مرجوح معنی کو سامنے رکھ کر آیت کریمہ کے دونوں جملوں میں ربط بیان کرتے وقت عموماً یہ تقریر کی جاتی ہے کہ جب پہلے جملہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوت کی نفی کی گئی تو اس سے روحانی ابوت کی نفی کا وہم ہو سکتا تھا۔ اس کو رفع کرنے کے لئے فرمایا گیا کہ آپ کی روحانی ابوت اعلیٰ درجہ کی ہے اور قیامت تک باقی رہنے والی بھی ہے، کیوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول بھی ہیں اور خاتم النبیین بھی۔ آیت کریمہ کا مطلب سمجھنے کیلئے یہ تقریر بھی فی نفسہ کافی دانی ہے، لیکن امام عصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے استدراک کے بعد دوسرے راجح معنی کے پیش نظر آیت کریمہ کے دونوں جملوں میں ربط کی جو تقریر فرمائی ہے وہ مذکورہ تقریر سے ارفع و اعلیٰ ہے کیونکہ اس میں لکن کے استعمال کی شرط یعنی تدافع بین الجانین کا لحاظ کر کے کلام فرمایا گیا ہے، اسلئے کہ آیت کریمہ پر نظر ڈالنے کے فوراً بعد یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ ابوت اور خاتمیت میں آخر کون سی ضدیت، اور تدافع ہے جسکے اظہار کے لئے کلمہ لکن استعمال فرمایا گیا ہے، اور مخاطبین کی وہ کون سی غلط فہمی تھی جسکی اصلاح کیلئے بطور قصر قلب ابوت کی نفی فرما کر لکن کے بعد خاتمیت کا اثبات فرمایا گیا ہے؟ ان سوالات کو حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے یوں حل فرمایا ہے۔

ترجمہ: جاننا چاہیے کہ سلسلہ ابوت اور نبوت بلا فصل کے جاری کرنے میں کوئی عقلی و شرعی تلازم نہیں لیکن مشیت ازلیہ نے نبوت اولاً نوح علیہ السلام کی اولاد میں رکھی اور پھر ابراہیم علیہ السلام

باید دانست کہ در اجراء سلسلہ ابوت و نبوت بلا فصل تلازم عقلی و یا شرعی نیست لیکن مشیت ازلیہ نبوت اولاً در ذریت نوح علیہ السلام نہاد پیش در ذریت ابراہیم علیہ السلام

دائشاں دعا ہم کردہ اندک و اباحت فیہم
رسولا منہم۔

دوریں تقدیر خیال رفتے کہ شاید
ایں سلسلہ من بعد در ذریت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم نہند، لاجرم گفتہ شد کہ سلسلہ
ابوت نیست، ولیکن سلسلہ نبوت دائم
بلا فصل است و تجدید دے نخواہد شد،
و ابوت کہ متضمن اجراء کد ام سلسلہ می باشد
دوریں جا اگر بودے مناسب اجراء سلسلہ
نبوت بودے موجود نیست، بلکہ بجائے
آن ختم نبوت است، پس ایں است
وجہ اتساق کلام کہ در لکن شرط نہادند
(خاتم النبیین فارسی وارد و ص ۳۱)

کی اولاد میں اور انہوں نے دعا بھی فرمائی تھی۔
رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ
(البقرہ ۱۲۹)

اے پروردگار ہمارے اور بھیج نہیں
ایک رسول ان ہی میں کا، (شیخ الہند)
اس سنت الہیہ کے پیش نظر خیال ہو سکتا
تھا کہ اب یہ سلسلہ نبوت شاید محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی اولاد میں جاری کیا جائے گا
اس وہم کو رفع کرنے کیلئے فرمایا گیا کہ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم سے سلسلہ ابوت جاری
نہیں ہوگا۔ بلکہ خود آپ کی نبوت کا سلسلہ ہی
تاقیامت قائم و دائم رہیگا۔ اور آپ کے بعد کوئی نبوت
نہیں ہوگی اور ایسی ابوت جو کسی سلسلہ کے اجراء کو متضمن ہوتی ہے

وہ یہاں اگر موجود ہوتی تو اجراء سلسلہ نبوت کے
مناسب ہوتی، یہاں موجود نہیں ہے۔ بلکہ اسکے بجائے ختم نبوت
ہے، پس یہ ہے کلام کی وجہ ربط جو لکن میں شرط
فرا دی گئی ہے۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک طفرہ تو منی طہین متبہی کو حقیقی بیٹے کا درجہ دینے کی وجہ
سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زید بن عارضہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا ماننے تھے اور مردہ دیکھ
رہے تھے کہ انبیاء علیہم السلام کی اولاد میں نبوت کا سلسلہ جاری رہا ہے، اس کے پیش
نظر ان کو خیال ہو سکتا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں بھی نبوت جاری رہے
گی۔ باری تعالیٰ نے ان کے خیالات کی اصلاح کیلئے بطور قصر قلب یوں فرمایا کہ محمد
(صلی اللہ علیہ وسلم) تو کسی بالغ مرد کے باپ ہی نہیں جس سے آپ کی اولاد میں سلسلہ نبوت

جاری ہونے کا احتمال ہو۔ بلکہ آپ تو پوری امت کے روحانی باپ (رسول) ہیں اور ابوت روحانیہ آپ کے اوپر ختم ہے۔ اب قیامت تک کوئی اور روحانی باپ آنے والا نہیں ہے۔

تو منا طبین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوت نسبہ مستلزم تو ریث نبوت (بِسْمِ اللّٰهِ) کا خیال کر سکتے تھے، لہذا باری تعالیٰ نے اس خیال کو رد فرما کر آپ کیلئے ابوت روحانیہ (رُتَّابُ) الیوم القیامہ کا اثبات فرمادیا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مذکورہ دونوں امور میں ضدیت اور تدافع ہے کیوں کہ ایسی ابوت نسبہ جس سے قیامت تک نبوت جاری ہونے کا احتمال ہو اور ابوت روحانیہ جو قیامت تک باقی رہنے والی ہو یہ دونوں وصف ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے، اس طرح استدراک کے راجح معنی کے اعتبار سے لکن کے استعمال کی شرط محقق ہو گئی، اسکے برخلاف اگر قادیانیوں کے مطابق ختم نبوت کے مفہوم سے اجراء نبوت کا مضمون نکالا جائے تو لکن کے ماقبل و مابعد میں تدافع نہیں رہے گا، کیونکہ ابوت نسبہ سے بھی نبوت کے جاری رہنے کا مضمون نکلتا ہے، جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا، ایسی صورت میں ابوت کی نفی کر کے ختم نبوت کا اثبات صحیح نہیں رہے گا۔

خلاصہ تفسیر آیت خاتم النبیین | بہر حال آیت کریمہ کے مفردات کی مذکورہ بالا تحقیق کی روشنی میں اسکی تفسیر یہ ہوگی کہ حضور اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، جب کہ نکاح کی حلت و حرمت کا تعلق جسمانی ابوت ہی سے ہوتا ہے، البتہ آپ تمام عالم کے روحانی باپ ہیں اور روحانی ابوت پر عظمت و شفقت کے احکام مرتب ہوتے ہیں، نہ کہ نکاح کی حلت و حرمت کے۔

اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح آپ کو کسی بالغ مرد کا باپ بھی نہیں بنایا گیا، جس سے یشبہ ہوتا کہ آپ کی اولاد میں نبوت کا سلسلہ جاری ہوگا، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے اجراء کیلئے نہیں بلکہ سلسلہ نبوت کو ختم کرنے کیلئے ہیں، اب قیامت تک نہ کسی قسم کا کوئی رسول آئے گا اور نہ نبی۔

عہ حبیبے نازیدہ الا قائم اس مخاطب سے کہا جاتا ہے جو زید کے قعود یا اضطجاع کا خیال رکھتا ہو۔

بجائے خاتمہم کے خاتم النبیین فرمانیکا نکتہ

اس عموم کو سمجھانے کیلئے خاتمہم کے بجائے خاتم النبیین ارشاد فرمایا گیا ہے، حالانکہ، **ولكن رسول الله** کے بعد و خاتمہم (الرسول مناسبت تھا، لیکن اس طرح فرمانے کی صورت میں مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ کے بعد وہ انبیاء نہیں آئیں گے جو شریعت جدیدہ رکھتے ہوں ان انبیاء علیہم السلام کی آمد کے بند ہونے کا مفہوم نہ نکلتا جو شریعت یا کتاب جدیدہ نہ رکھتے ہوں۔ بلکہ پچھلے نبی کی شریعت کے متبع ہوں کیوں کہ رسول بمقابلہ نبی کے خاص ہے اور خاص کے انتفار سے عام کا انتفار لازم نہیں آتا لیکن حریب خاتم النبیین فرمادیا گیا تو اس کا منطوق یہی ہے کہ ہر قسم کے انبیاء علیہم السلام کے آخر میں آپ تشریف لائے ہیں۔ خواہ وہ شریعت و کتاب جدیدہ رکھتے ہوں، خواہ شریعت سابقہ پر عمل پیرا ہوں، کیوں النبیین پر لام استخراق حقیقی کا ہے اور عام کے انتفار سے خاص کا انتفار لازم ہے۔

القرآن یفسر بعضہ بعضاً | اس آیت کریمہ کی ایک قرأت اور ہے جو عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کہلاتی ہے اور

یہ مسلمہ اصول ہے کہ کسی آیت کی دو قرأتیں دو آیتوں کے درجہ میں ہوتی ہیں وہ قرأت و لکن خاتم النبیین ہے یعنی آپ ایسے نبی ہیں جنہوں نے تمام نبیوں کو ختم کر دیا، اس دوسری قرأت سے پہلی قرأت کے اندر آئے ہوئے لفظ خاتم کے معنی کی تفسیر ہو گئی اور اس کے ایک ہی معنی متعین ہو گئے کہ آپ ہر قسم کے تمام نبیوں کے آخر میں اور ان کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔

آیت خاتم النبیین کے علاوہ دیگر آیات سے ختم نبوت کے اثبات کے طریقوں پر اجمالی نظر

ختم نبوت کا مسئلہ آیت خاتم النبیین میں تو بطور عبارت النص مذکور ہے، لیکن دوسری آیات کریمہ سے بھی بطور اقتضار النص و اشارۃ النص و دلالت النص یہ مسئلہ ثابت ہے استدلال

کے یہ تینوں طریقے بھی قطعی و یقینی ہوتے ہیں، بہر حال علماء امت نے ان کو بھی ختم نبوت کے دلائل میں شمار فرمایا ہے، یوں تو ایسی آیات ایک سو کے قریب ہیں، لیکن ان آیات میں سے ختم نبوت کے اثبات کیلئے جو تقریریں کی جاتی ہیں، ان کے اعتبار سے ان آیات کو پندرہ بیس عنوانات کے تحت لایا جاسکتا ہے۔

اور ان عنوانات کے تحت آئیواں بعض آیات بطور نمونہ کے ذکر کی جاتی ہیں، اس کے بعد بعض آیات کے مطالب کی تقریر مختصراً کی جائے گی، جس سے یہ معلوم ہوگا کہ متعلقہ آیت سے ختم نبوت کا ثبوت کس طرح ہوتا ہے۔

(۱) الکمال دین کا اعلان۔

آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے دین تمہارا،
اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا، اور
پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین
(ترجمہ شیخ الہند)

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ
اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ
لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا (المائدہ آیت ۳)

(۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عامہ کا اعلان۔

تو کہہ، اے لوگوں میں رسول ہوں اللہ کا تم سب
کی طرف جسکی حکومت ہے آسمان اور زمین میں۔
(ترجمہ شیخ الہند)

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ
إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (الاعراف آیت ۱۵۸)

(۳) جملہ انبیاء علیہم السلام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور نصرت کرنیکا
عہد لیا جانا۔

اور حبیب لیا اللہ نے عہد نبیوں سے کہ جو کچھ
میں نے تم کو دیا کتاب اور علم پھر آدے تمہارا
پاس کوئی رسول کہ سچا بتا دے تمہارے پاس
والی کتاب کو تو اس رسول پر ایمان لاؤ گے
اور اسکی مدد کرو گے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

وَاذْخُلِ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ
لَمَّا أَتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ
ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ
لِمَا مَعَكُمْ لَتَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ
(آل عمران آیت ۷۸)

(۴) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام عالم کیلئے رحمت ہونا اور آپ ہی کو مدارِ نجات قرار دیا جانا۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ
(الانبیاء آیت ۱۰۷)

اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو مہربانی کر کہ جہاں کے لوگوں پر (ترجمہ شیخ الہند)

(۵) سبیل المؤمنین (صراطِ مستقیم) کے اتباع کی تاکید۔

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا
(سورہ النصار آیت ۱۱۵)

اور جو کوئی خلافِ کمرے رسول کے ساتھ بعد اس کے کہ ظاہر ہوئی اس کے لئے ہدایت، اور پری کمرے سوائے راہِ مسلمانوں کے، متوجہ کریں گے ہم اس کو بدھرم متوجہ ہو، اور ہم داخل کرینگے اس کو دوزخ میں اور بُرا ٹھکانہ ہے (دوزخ)

(۶) اُمتِ محمدیہ کو آخرین کے لفظ سے یاد کیا جانا۔

ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَثَلَاثَةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ (الواقعة ۲۹ و ۳۰)

انہو ہے پہلوں میں سے۔ اور انہو ہے پچھلوں میں سے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

(۷) انقطاع وحی کا اعلان جو انقطاع نبوت کو مستلزم ہے۔

وَإِنْ تَسْأَلُوهُ عَنَّا حِينَ يَنْزِلُ الْفُرْقَانُ تَبَدَّلَ لَكُمْ
(سورہ المائدہ آیت ۱۰۸)

اور اگر پوچھو گے یہ باتیں ایسے وقت میں کہ قرآن نازل ہو رہا ہے تو تم پر ظاہر کر دی جاوینگی۔ (ترجمہ شیخ الہند)

(۸) حضور صلی اللہ کی بعثت کا یہ مقصد قرار دیا جانا کہ باری تعالیٰ وین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر دے گا۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ
(سورہ توبہ آیت ۳۳)

اسی نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر تاکہ اس کو غلبہ دے ہر دین پر۔ (ترجمہ شیخ الہند)

(۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت کے صرف اولو الامر کی اطاعت کا حکم دیا جانا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ
وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ
مِنْكُمْ (سورة النساء ۵۹)

اے ایمان والو، حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو
رسول کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں۔
(ترجمہ شیخ الہند)

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ
وَمَنْ كُوفِيَ قِيَمًا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ
حَفِظًا (سورة النساء ۸۴)

(۱۰) صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو، اطاعتِ خداوندی قرار دیا جانا۔
جس نے حکم مانا رسول کا اس نے حکم مانا اللہ
کا اور جو انکا پھرا تو ہم نے تجھ کو نہیں بھیجا
ان پر نگہبان (ترجمہ شیخ الہند)

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ
مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ
النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ
وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ
رَفِيقًا. (سورة النساء ۶۹)

(۱۱) صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر درجاتِ جنت وغیرہ کا وعدہ فرمایا جانا۔
اور جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اس کے رسول
کا سو وہ انکے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام
کیا کہ وہ نبی صدیق اور شہید اور نیک بخت
ہیں اور اچھے ہے انکی رفاقت۔
(ترجمہ شیخ الہند)

(۱۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء سابقین کی جانب وحی نبوت کئے جانے کا تذکرہ
فرمانا اور جگہ جگہ من قبل اور من قبلک فرمانا ذکر من بعدک
كَذَٰلِكَ يُوحِي إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ
مِنْ قَبْلِكَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ
(سورہ شوریٰ ۲۳)

اسی طرح وحی بھیجتا ہے تیری طرف اور تجھ
سے پہلوں کی طرف اللہ زبردست حکمتوں والا
(ترجمہ شیخ الہند)

(۱۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ قرب قیامت کی اطلاع دیا جانا۔
اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ
(سورہ قمر ۱)

پاس آگئی قیامت اور چھٹ گیا چاند۔
(ترجمہ شیخ الہند)

(۱۴) وارثین قرآن کریم کی تین جماعتیں بتائی گئیں جن میں بنی کا کہیں ذکر نہیں بلکہ انہی
ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا
بھرا ہم نے وارث کئے کتاب کے وہ لوگ جو

مِنْ عِبَادِنَا قَوْمٌ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ
وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ
بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ، ذَلِكَ
هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ۔

(سورہ فاطر ۳۲)

کو جن لیا ہم نے اپنے بندوں سے، پھر کوئی
ان میں برا کرتا ہے اپنی جان کا، اور کوئی ان
میں ہے نیچ کی چال پر اور کوئی ان میں آگے
بڑھ گیا ہے لیکر خوبیاں اللہ کے حکم سے یہی
ہے بڑی بزرگی (ترجمہ شیخ الہند)

(۱۵) مسلمان مردہ قبر میں نبی کے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے صرف حضور اقدس صلی
اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی بتائے گا۔

يُنَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ
الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي
الْآخِرَةِ۔ (سورہ ابراہیم ۴)

مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط
بات سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔
(ترجمہ شیخ الہند)

(۱۶) امت محمدیہ کو تمام اہم سابقہ کا خلیفہ قرار دیا جانا۔

وَلَقَدْ أَهَلَّكُمُ الْقُرُونُ مِنْ قَبْلِكُمْ
لَمَّا ظَلَمُوا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ
بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا
هَذَلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ
ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ
مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ
(سورہ یونس ۱۲)

اور البتہ ہم ہلاک کر چکے ہیں جماعتوں کو تم سے
پہلے جیب ظالم ہو گئے، حالانکہ لائے تھے انکے پاس
رسول انکے کھلی نشانیاں، اور ہرگز نہ تھے ایمان
لائیوالے یوں ہی سزا دیتے ہیں ہم قوم گنہگاروں
کو پھر تم کو ہم نے نائب کیا زمین میں ان کے بعد
تاکہ دیکھیں تم کیا کرتے ہو
(ترجمہ شیخ الہند)

(۱۷) حضرت ابراہیم واسمعیل علیہما السلام نے اپنی اولاد میں صرف ایک رسول مبعوث کئے جانے کی دعا فرمائی۔
رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ
(سورہ بقرہ آیت ۱۲۹)

اے پروردگار ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول
ان ہی میں کا (ترجمہ شیخ الہند)

(۱۸) نبی آخر الزماں کی ان نشانیوں کو علماء نبی اسرائیل جانتے تھے جو آپ پر منطبق تھیں۔

أَوَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَاتٌ أَنْ يَعْلَمُوا مَنِي
إِسْرَائِيلَ (سورہ شعراء ۱۹)

کیا انکے واسطے نشانیاں نہیں یہ بات کہ اسکی ہر دیکھے ہیں
بڑھے لوگ نبی اسرائیل کے (ترجمہ شیخ الہند)

۱۹ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کرنے کی وجہ سے کفار کو عذاب ہونا۔

جس دن اوندھے ڈالے جائیں گے اُنکے منہ آگ میں
کہیں گے کیا اچھا ہوتا جو ہم نے کہا مانا ہوتا اللہ کا
اور کہا مانا ہوتا رسول کا (ترجمہ شیخ الحداد)

يَوْمَ تَقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ
يَقُولُونَ لَيْسَتْ اِلَيْنَا اَطْعَمَنَا وَ اَطْعَمَنَا
الرَّسُولُ (سورہ احزاب ۷۶)

۲۰ صرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر دخول جنت کا ترتب۔

اور جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا اس کو عذاب
کرے گا باغوں میں جھکے نیچے ہتی میں نہریں اور جو کوئی
پلٹ جائے اس کو عذاب دیگا دردناک (ترجمہ شیخ الحداد)

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَدْخُلْهُ
جَنَّتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَنْ
يَتَوَلَّ يُعَذَّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا (سورہ فتح ۷۱)

اکمال دین کا اعلان

دلیل ۲

آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے دین تمہارا
اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند
کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین
(ترجمہ شیخ الحداد)

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ
عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمْ الْاِسْلَامَ
دِينًا (مائدہ ۳)

اس آیت شریفہ میں اکمال دین سے کیا مراد ہے؟ عموماً حضرات مفسرین اس کے یہ معنی
بیان فرماتے ہیں کہ فرائض سنن اور حدود و حلال و حرام کے سلسلہ کے جملہ احکام و قوانین بیان
فرادیئے گئے، خواہ وہ تہذیب کے کسی بھی شعبہ سے متعلق ہوں۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

میں نے تمہیں ایسی صاف روشن راہ مستقیم پر
چھوڑا ہے کہ جس کا راستہ دن برابر ہے۔

لَقَدْ خَرَجْتُكُمْ عَلَى صِرَاطٍ مُبِينٍ
لَيْلًا وَ نَهَارًا سَوَاءً (ابن ماجہ ۳)

بعض حضرات مفسرین نے اس کے یہ معنی بیان فرمائے ہیں کہ یہ دین کبھی منسوخ اور مٹنے
والا نہیں ہے، بلکہ قیامت تک باقی رہے گا۔ (باب التاویل شریف)

اور بعض حضرات نے اکمال دین کا مطلب یہ لیا ہے کہ یہ امت پچھلے تمام انبیاء علیہم السلام

پرایمان لائی ہے، کیونکہ وہ سب اس سے پہلے دنیا میں آچکے ہیں، دیگر امتوں کو یہ موقع نہیں ملا۔
(خازن ص ۲۲۵)

بہر حال تینوں تفسیروں کا حاصل یہی نکلتا ہے کہ جو دین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمایا وہی آخری اور کامل و مکمل دین ہے، اور آپ آخری نبی ہیں، اور امت محمدیہ آخری امت ہے، اب اگر کسی اور نبی کا بحیثیت نبی کے دنیا میں آنا تجویز کیا جائے تو اس کی یہ آمد بلا ضرورت اور عبث ہوگی، کیونکہ سب کچھ بتایا جا چکا ہے۔ تعالیٰ اللہ عن ذلک علواً کبیراً۔
دلیل ۳: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عامہ کے اعلان کے ذریعہ ختم نبوت کا اثبات۔

تو کہہ اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم میں سے
کی طرف جس کی حکومت ہے آسمانوں اور
زمین میں (ترجمہ شیخ الہند)

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ
إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ - (اعراف ۱۵۷)

آپ کی بعثت عامہ کا یہ مضمون قرآن کریم کی متعدد آیات میں آیا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ آپ عسرو غم مشرق و مغرب کے تمام انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں خواہ وہ آپ کی حیات مبارکہ میں موجود ہوں یا آپ کے بعد قیامت تک دنیا میں آئیں، وہ سب لوگ آپ کی امت میں شامل ہیں، لہذا آپ کے بعد کسی نبی یا رسول کے آنے کو تجویز کرنے سے آپ کی یہ خصوصیت و فضیلت باقی نہیں رہ سکتی کیونکہ آپ کی امت اب اس نئے نبی کی امت کہلائے گی۔

۱۔ امت محمدیہ کو پچھلی تمام امتوں کی خلیفہ اور قائم مقام بنائے جانے کے اعلان سے ختم نبوت کا اثبات

وہی ہے جس نے کیا تم کو قائم مقام زمین میں
(ترجمہ شیخ الہند)

هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي
الْأَرْضِ - (سورہ فاطر آیت ۲۹)

یہ مضمون بھی متعدد آیات میں آیا ہے جس کا صاف مطلب یہی ہے کہ یہ امت آخری امت ہے، اس کے بعد نہ کسی نبی در رسول کی آمد ہوگی اور نہ اس کی امت ہوگی۔

۲۔ ایمانیات میں آپ سے پہلے انبیاء کا اور ان کی وحی کا بار بار تذکرہ ہونے اور بعد کے انبیاء سے مکمل سکوت سے ختم نبوت کا اثبات۔

كَذَلِكَ يُوحِي إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ (شوریٰ ۷۷) | اسی طرح وحی بھیجتا ہے تیری طرف اور تجھ سے پہلوں کی طرف۔ (ترجمہ شیخ الہند)

قرآن کریم جگہ من قبلک کی قید لگا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ کرتا ہے لیکن کسی ایک آیت کریمہ میں بھی من بعدک فرما کر آپ کے بعد آنے والے کسی نبی و رسول کا تذکرہ نہیں فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ اب قیامت تک کوئی نبی آنے والا نہیں ہے ورنہ جس طرح انبیاء سابقین اور ان کی وحی نبوت کا تذکرہ بار بار فرمایا گیا بعد والے نبی کا تذکرہ بھی ضرور فرمایا جاتا بلکہ یہ زیادہ ضروری تھا، کیونکہ اس پر تفصیلی ایمان لانا ضروری ہے، جبکہ انبیاء سابقین پر اجمالی ایمان کافی ہے۔

۷ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت کے صرف اولوالامر کی اطاعت کے حکم سے ختم نبوت کا اثبات | يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُوْلَ وَاُوْلِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ (نساء ۵۹) | اے ایمان والو! حکم مآلہ اللہ کا اور حکم مآلہ رسول کا اور حکاموں کا جو تم میں سے ہوں۔ (ترجمہ شیخ الہند)

اولوالامر سے مراد سلاطین اسلام اور ارباب حکومت اسلامیہ ہیں، اور بہت سے مفسرین کے مطابق علماء امت اور ائمہ مجتہدین بھی اولوالامر میں داخل ہیں۔

بہر حال آیت کریمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس کی اطاعت کا حکم کر رہی ہے وہ امت مسلمہ کے اولوالامر ہیں اگر امت میں آپ کے بعد دنیا میں کوئی نبی پیدا ہونے والا ہوتا تو اس کا تذکرہ کر کے اس کی اطاعت کا حکم دیا جاتا کیونکہ نبی کی اطاعت نہ کرنے سے کفر آتا ہے جبکہ اولوالامر کی نافرمانی سے کفر نہیں آتا، اس لئے بعد کے نبی کا تذکرہ زیادہ ضروری تھا۔

اختصار کے پیش نظر مذکورہ عنوانات میں سے چند عنوانات کے ذیل میں آنے والی آیات کریمہ سے ختم نبوت کے اثبات کی مختصر تقریر بطور نمونہ کر دی گئی ہے، تفصیلات مبسوط کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

احادیث مبارکہ سے ختم نبوت کا اثبات

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ
مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ - 16:44

ترجمہ: اور اتاری ہم نے تجھ پر یہ یادداشت
کہ تو کھول دے لوگوں کے سامنے وہ چیز جو اتری
ان کے واسطے، (انگل پلا آیت ۴۴)

اس کے مطابق احادیث مبارکہ قرآن کریم کی تفسیر ہیں۔

لہذا جن طریقوں سے ختم نبوت کا مضمون آیات مبارکہ سے ثابت ہے انہی طریقوں
سے احادیث شریفہ میں بھی اس مضمون کی تشریح فرمائی گئی ہے اور دو سگزاند احادیث میں
ختم نبوت کا مضمون آیا ہے جن میں تقریباً ایک سو احادیث اس مضمون میں صریح ہیں۔ بہر حال
ختم نبوت کی احادیث متواتر المعنیٰ ہیں البتہ لَا يَكُنِّي بَعْدِي کے الفاظ بھی متواتر کہے جاسکتے
ہیں۔ ذخیرہ احادیث شریفہ سے ختم نبوت کی چند احادیث ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

(۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مَثَلِي
وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ
بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ
لَبَنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ مِنْ زَوَايَاهُ فَجَعَلَ
النَّاسُ يَطْوُونَ بِهَا وَيَعْبَثُونَ بِهَا
وَيَقُولُونَ هَلَّا وَضَعْتَ هَذِهِ اللَّبَنَةَ
قَالَ فَإِنَّا اللَّبَنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
(بخاری ص ۱۶۵، مسلم ص ۲۲۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی
ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی حسین و جمیل محل بنایا
مگر اس کے کسی کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ
دی لوگ اس کے ارد گرد گھومنے اور اس پر عیش
عش کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ
بھی کیوں نہ لگا دی گئی؟ آپؐ نے فرمایا میں
وہی (کونے کی آخری اینٹ ہوں اور میں نبیوں
کو ختم کرنے والا ہوں۔

وَفِي رِوَايَةٍ جَابِرٍ فَإِنَّا مَوْضِعَ اللَّبَنَةِ
جِئْتُ فَخَسَمْتُ الْأَنْبِيَاءَ

اور حضرت جابرؓ کی روایت میں ہے کہ پس
میں اس اینٹ کی جگہ ہوں، میں آیا پس میں نے
نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا۔

اس حدیث شریفہ میں ختم نبوت کے مضمون کو ایک محسوس مثال دے کر سمجھایا گیا ہے کہ

جب قصر نبوت کی آخری اینٹ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو اب کسی قسم کی نبوت کی اینٹ کی گنجائش کا سوال نہیں پیدا ہوتا خواہ تشرعی ہو یا غیر تشرعی وغیرہ۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔

حَدَّثَنَا عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ تَلْشُونَ كُلَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَّا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (ابوداؤد ص ۲۳۸)

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے ہر مدعی نبوت کو کذاب قرار دیا ہے معلوم ہوا کہ سچے انبیاء کی آمد کا سلسلہ آپ کے بعد بالکل بند ہے اس مضمون کی امادہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے علاوہ گیارہ حضرات صحابہ سے مروی ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اور قیامت کو ان دونوں انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے (یعنی قیامت مجھ سے اس طرح متصل

(۳) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ (بخاری ص ۹۶۳)

ہے جیسے انگشت شہادت درمیان انگلی سے)

ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قیامت کے متصل ہونے سے یہ مراد لینا تو خلاف واقعہ ہوگا کہ آپ کے بعد فوراً قیامت آجائے گی اسلئے شارحین حدیث کا اتفاق ہے کہ اس کا مطلب یہی ہے کہ آپ کی تشریف آوری قرب قیامت کی علامت ہے اور آپ کے بعد جدید نبی نہیں آئے گا تاہم قیامت آجائے گی۔ چنانچہ ایک حدیث میں اس امر کی تصریح آئی ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضرت ابو زل رضی اللہ عنہ نے ایک طویل خواب دیکھا اور اس کی تعبیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کی۔ اس خواب کا ایک جز یہ تھا کہ ایک ناقہ ہے اور اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلا رہے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تعبیر یہ بتلائی۔

وَأَمَّا النَّاقَةُ فَالَّتِي رَأَيْتَهَا وَرَأَيْتَنِي | وہ ناقہ جس کو تم نے دیکھا اور دیکھا کہ میں اسکو

أَبْعَثْنَاهُمَا فِي السَّاعَةِ عَلَيْنَا تَقْوَمُ
لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدَ أُمَّتِي
رخصا نص كبرنى للسلوى ص ۱۸۱

(۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَحْدِثُ عَنْ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمْ
الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ
نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ
خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ۔

(بخاری شریف ص ۳۹۱)

چلا رہا ہوں وہ قیامت ہے جو ہم پر قائم
ہوگی نہ میرے بعد کوئی نبی ہے اور نہ میری امت
کے بعد کوئی امت۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان
کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
بنی اسرائیل کی قیادت خود ان کے انبیاء کرتے
تھے، جب بھی کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اس
کی جگہ دوسرا نبی آجاتا تھا، لیکن میرے بعد کوئی
نبی نہیں البتہ خلفاء ہونگے اور بہت ہونگے

۲

یہ امر معلوم ہے کہ بنی اسرائیل میں غیر شرعی انبیاء کی آمد ہوتی تھی جو حضرت موسیٰ
کی شریعت کی تجدید فرماتے تھے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس قسم کے انبیاء کی
آمد کا سلسلہ بھی نہیں رہا، البتہ امت محمدیہ میں مجددین کی آمد کی اطلاع حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے دی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلِيًّا
رَاسًا مِنْ كُلِّ مِلَّةٍ سَنَلِكُ مَنْ تَجَدَّدُ
لَهَا دِينُهَا۔ (ابوداؤد ص ۳۳۳)

(۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَدِيثِ
الشَّفَاعَةِ قِيَامُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ يَا مُحَمَّدُ
أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ
(بخاری ص ۶۸۵)

بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے ہر صدی
پر ایسے لوگوں کو کھڑا کرے گا، جو اس کیلئے
دین کی تجدید کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے شفاعت والے
حدیث میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے آپ اللہ
کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔

ان احادیث مبارکہ سے واضح طور پر آیت خاتم النبیین کی مکمل تشریح ہو رہی ہے کہ

حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام اشخاص انبیاء کے آخر میں اور ان کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔

اجماعِ امت سے ختم نبوت کا ثبوت

امت مسلمہ نے قواثر کے ساتھ ہر زمانے میں مذکورہ بالا آیات و احادیث کا یہی مطلب سمجھا ہے، اس میں کسی قسم کی تاویل و تخصیص کرنا تحریف و زندقہ کہلائے گا۔ چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

إِنَّ الْأُمَّةَ فَرِهَتْ بِالْإِجْمَاعِ
مِنْ هَذَا اللَّفْظِ وَمِنْ قَوَائِنِ
أَحْوَالِهِمْ إِنَّمَا أَفْهَمَ عَدَمَ نَبِيِّ بَعْدَهُ
أَبَدًا وَعَدَمَ رَسُولِ اللَّهِ أَبَدًا وَأَنَّ
لَيْسَ فِيهِ تَأْوِيلٌ وَلَا تَخْصِصٌ
فَمَنْكَرُ هَذَا لَا يَكُونُ إِلَّا مُسْكِرُ
الْإِجْمَاعِ۔

(الاقتصاد في الاعتقاد ص ۱۱۱)

بے شک امت نے اس لفظ
(خاتم النبیین) سے اور قرائن احوال
سے بالاجماع یہی سمجھا ہے کہ اس کا
مفاد یہی ہے کہ آپ کے بعد نہ کوئی نبی
ہوگا اور نہ رسول، اور یہ کہ نہ اس میں
کوئی تاویل چل سکتی ہے اور نہ تخصیص پس
اس کا منکر یقیناً اجماع کا منکر ہے۔

قادیانی گروہ کے خیال فاسد میں ختم نبوت کا مطلب

امت مسلمہ کے برعکس قادیانی مرتدین کے گروہ نے ختم نبوت کا مطلب بیان کیا
ہے اسکو مرزا بشیر احمد ایم اے کی تحریر سے سمجھئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں سے افضل اور نبیوں کی مہر ہیں۔ یعنی چونکہ
آپ کے اندر تمام کمالات نبوت کامل طور پر اور بصورت اتم جمع ہیں۔ لہذا آئندہ کوئی شخص

نبوت کے انعام سے حصہ نہیں لے سکتا، جب تک کہ وہ آپ کے نگائے ہوئے باغ کا پھل نہ کھائے، اور آپ کے چشمہ فیض سے سیراب نہ ہو۔ اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کا پابند نہ ہو گویا اب روحانی کمالات کے حصول کیلئے آپ کی تصدیقی مہر ضروری ہو گئی ہے اور آپ کے بعد ایسا کوئی نبی نہیں آ سکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے یا براہ راست مستقل حیثیت میں نبوت کا انعام پائے، ہاں ظلی نبوت کا دروازہ بند نہیں ہے اور ظلی نبوت کے ہمارے نزدیک یہ معنی ہے کہ جب کوئی کامل فرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور محبت میں اپنے نفس کو ایسا صاف کر لے کہ ایک نہایت اعلیٰ درجہ کے صیقل شدہ آئینہ کی طرح مصطفیٰ ہو جائے اور کوئی کدورت اس میں باقی نہ رہے اور پھر وہ فطری استعداد بھی کامل رکھتا ہو، حتیٰ کہ اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپ کی محبت میں محو کر کے اپنے نفس کے آئینہ کو پورے طور پر آپ کے وجود باوجود کے سامنے لے آئے، تو اس صورت میں آپ کے اوصاف اور آپ کے کمالات اس کے آئینہ نفس پر اسی طرح اتر آئیں گے جس طرح ایک مصطفیٰ آئینہ میں دیکھنے والے شخص کے خدوخال اتر آتے ہیں، گویا وہ اس صورت میں وہ آپ کا ظل یعنی عکس ہو جائے گا اور اگر ایسا شخص کمالات نبوت کی بھی استعداد رکھتا ہو اور اس کے فطری قوی اس پیمانہ پر واقع ہوئے ہوں کہ کمالات نبوت کا عکس قبول کر سکیں، تو آپ کی نبوت بھی ظلی طور پر اس میں ظاہر ہو جائے گی اور وہ آپ کی اتباع سے بروزی صورت میں نبوت کا درجہ پالے گا، ایسی نبوت ہمارے نزدیک ختم نبوت کے منافی نہیں ہے اور نہ ایسے نبی کے ظاہر ہونے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں کسی قسم کا خنہ واقع ہوتا ہے بلکہ ایسی نبوت کا جاری ہونا آپ کے روحانی کمال کی ایک شاندار دلیل ہے (تبلیغ ہدایت از مرزا بشیر احمد ایم، اے۔ صفحہ ۳۰۲، ۳۰۳)

مرزائی گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی گرمانا ہے

پھر ایک صفحہ کے بعد مرزا بشیر احمد قادیانی ایم۔ اے لکھتا ہے:

ہم دلی یقین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور خدا کا آخری نبی ماننے کے باوجود حضرت مرزا صاحب کو علی وجہ البصیرت اور بحال شرح صدر خدا کا نبی اور رسول تسلیم کرتے ہیں، کیوں کہ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ظل اور اس کی تابع اور اس کی شاخ ہے، نہ کہ کوئی آزاد اور مستقل نبوت، اور ایسی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے موجب ہتک نہیں بلکہ آپ کے افاضہ روحانی کا کمال ثابت کرتی ہے اور دنیا پر یہ ظاہر کرتی ہے کہ آپ صرف نبی ہی نہیں بلکہ نبی مگر بھی ہیں، اور آپ ایسا عالی مرتبہ رکھتے ہیں کہ آپ کے خادم بھی آپ کے فیض سے نبوت کا درجہ پا سکتے ہیں۔ یہ ہے ہمارا عقیدہ جو میں نے صاف صاف بیان کر دیا ہے، تا اس معاملہ میں کسی قسم کی غلط فہمی کا امکان نہ رہے۔ (تبلیغ ہدایت ص ۲۰۲ و ص ۲۰۳)

مرزا بشیر احمد قادیانی کا یہ بیان درحقیقت مرزا قادیانی کے ان ہفوات کا بخوڑ ہے۔ جو اس نے اپنی مزعومہ و مختصر غلطی و بروزی نبوت باور کرانے کیلئے لمبی لمبی تصنیفات میں پھیلا رکھے ہیں۔ اسی لئے "تبلیغ ہدایت" کا طویل اقتباس نقل کیا گیا ہے، تاکہ ختم نبوت سے متعلق اس گروہ کے عقیدہ فاسدہ کی تشریح مختصر سامنے آجائے۔

اب آپ غور کریں کہ ختم نبوت کی آیات و احادیث مذکورہ بالا میں سے کسی ایک آیت و حدیث میں بھی ختم نبوت کا یہ مفہوم بیان نہیں کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے نبی بنا کریں گے، لہذا ختم نبوت کا یہ مفہوم اختراعی اور باطل ہے۔

مذکورہ بالا آیات و احادیث میں قادیانیوں کے ملحدانہ شبہات و مغالطے اور انکے جواب

لیکن قادیانی گروہ کو چونکہ زندہ پھیلا نا ہے، اسلئے جان بوجھ کر اس نے پہلے ختم نبوت کا ایک غلط مطلب اپنے ذہن میں بٹھایا، اور پھر ختم نبوت کی آیات و احادیث میں مغالطہ انگیز و ملحدانہ شبہات پیدا کر کے سادہ لوح عام مسلمانوں کو اپنے دام ترویج میں پھنسانے کی کوشش کی۔ اور دوسری جانب "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" کے طور پر کچھ آیات و احادیث میں تحریفات کر کے

انہیں اپنے مفید مطلب بنانے کی سعی لاماصل کی اور ان کو اپنے دلائل کے عنوان سے پیش کیا۔ آیات و احادیث ختم نبوت میں قادیانی گروہ نے جو مغالطے دیئے ہیں آئندہ ان میں سے بعض بحوالہ آیت و حدیث درج کر کے ان کا جواب دیا جائے گا۔

آیت خاتم النبیین میں قادیانی مغالطے

پہلا مغالطہ | قادیانی گروہ کہتا ہے کہ مسلمانوں کے بیان کردہ ختم نبوت کے معنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی روایات کے خلاف ہیں، کیونکہ جب وہ تشریف لائیں گے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں رہیں گے، بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری نبی کہنا پڑے گا۔ لہذا ہمارے بیان کردہ معنی صحیح ہیں۔

جواب | آخری نبی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کو منصب نبوت عطا نہیں کیا جائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سالہا سال پہلے نبوت مل چکی ہے قرب قیامت میں آپ کی تشہیف آدری بحیثیت امت کے مجدد کے ہوگی لہذا انکی تشریف آدری سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ چنانچہ تفسیر کشاف میں ہے معنی کوئلہ اخرا لا نبیاء انہ لا ینبأ احد بعدہ وعیسیٰ ممن نبی قبلہ (تفسیر کشاف ج ۳ ص ۵۲۲، ۵۲۵)

دوسرا مغالطہ | خاتم النبیین میں خاتم بمعنی مہر ہے یعنی آپ کی مہر تصدیق سے آپ کے بعد نبی بنتے رہیں گے، اسی میں آپ کی رفعت شان ہے۔

جواب | خاتم کے معنی اگر مجازی طور پر مہر کے لئے جائیں تو بھی اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ سلسلہ انبیاء علیہم السلام کے ختم پر بحیثیت مہر کے آپ کی تشریف آدری ہوئی ہے، جیسا کہ کسی خط وغیرہ کی تحریر کے بالکل آخر میں مہر لگائی جاتی ہے، قادیانی مطلب لینے سے آیات و احادیث میں تناقض لازم آئے گا، جس سے قرآن کریم منترہ و مبرا ہے۔

جواب (۲) | آیت کریمہ میں یہ نہیں آیا کہ آپ مہر نبوت ہیں، اور نہ یہ کہ آپ صاحب مہر ہیں جو کہ مہر لگانے والا ہوتا ہے، بلکہ آیت میں تو یہ ہے کہ آپ کی ذات گرامی خود مہر

ہے جو دوسروں پر (یعنی انبیاء سابقین پر) لگا دی گئی، اس سے معلوم ہوا کہ صاحب مہر النہر تاملے ہے، جس نے آپ کے ذریعہ سلسلہ انبیاء پر مہر لگا کر اسے ختم کر دیا۔

تیسرا مغالطہ | خاتم کے معنی اگر آخر کے لئے جائیں تو البینین پر لام استغراق کا

نہیں بلکہ عہد کا ہے جس سے تشریعی انبیاء کی جانب اشارہ ہے لہذا خاتم البینین کے معنی یہ ہیں کہ آپ صرف تشریعی انبیاء کے خاتم ہیں، جن کو جدید کتاب یا شریعت ملی ہو مطلق انبیاء کے خاتم نہیں ہیں، پس ثابت ہوا کہ آپ کے بعد غیر تشریعی انبیاء آ سکتے ہیں۔

جواب۔ لام تعریف کے حقیقی معنی استغراق ہی کے ہیں، بلا کسی مجبوری کے حقیقی معنی چھوڑنا جائز نہیں اور یہاں کوئی مجبوری ہے نہیں۔

جواب۔ لام عہد کیلئے مابقی میں معہود کا تذکرہ ہونا ضروری ہے، اور اس آیت کے سیاق و سباق میں کہیں خصوصاً تشریعی انبیاء کا تذکرہ نہیں ہے البتہ مطلق انبیاء کا تذکرہ ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلُ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا
الَّذِينَ يُبَكِّحُونَ رِسَالَتِ اللَّهِ وَ
يَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ
وَكُفِّنِي بِاللَّهِ حَسِيبًا (الاحزاب آیت ۳۸ و ۳۹)

جیسے دستور رہا ہے اللہ کا ان لوگوں میں جو گذرے پہلے، اور ہے حکم اللہ کا مقرر مقرر چکا، وہ لوگ جو پہنچاتے ہیں پیغام اللہ کے اور ڈرتے ہیں اس سے اور نہیں ڈرتے کسی سرائے اللہ کے اور بس ہے اللہ کفایت کرنے والا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

اس میں انبیاء کے جو اوصاف ذکر فرمائے گئے ہیں، ان سے ہر قسم کے انبیاء متصف ہیں نہ صرف تشریعی انبیاء معلوم ہوا کہ اب مطلق انبیاء کی آمد بند ہو گئی ہے۔

جواب | لانی بعدی وغیرہ احادیث میں مطلقاً ہر قسم کے انبیاء کی بندش کا تذکرہ ہے لہذا خاتم البینین کے یہی معنی مستعین ہیں کہ ہر قسم کے انبیاء کے

آخر میں آپ تشریف لائے ہیں۔

جواب | اگر خاتم البینین میں بلا ضرورت لام عہد کا مانا جاسکتا ہے تو خاب البینین

کالفاظ اور بھی متعدد آیات میں آیا ہے وہاں بھی اس کا شوق فرمائیے، مثلاً

(۱) وَلَٰكِنَّ الْيَتِيمَ اَمِّنَ بِاللّٰهِ وَ
الْيَتِيمَ الْاٰخِرِ وَالْمَلَٰئِكَةَ وَالْكِتٰبِ
وَالنَّبِيِّنَ (البقرہ پٹ آیت ۱۷۷)

لیکن بڑی نیکی تو یہ ہے کہ جو کوئی ایمان لائے
اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر
اور سب کتابوں پر اور پیغمبروں پر
(ترجمہ شیخ الہند)

کیا یہاں بھی یہی معنی ہوں گے کہ صرف تشریفی انبیاء پر ایمان لانا کمال بڑے؟

(۲) فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيِّنَ مُبَشِّرِينَ
وَمُنْذِرِينَ (البقرہ پٹ آیت ۲۱۳)

پھر بھی اللہ نے پیغمبر خوشخبری سنانے
والے اور ڈرانے والے (ترجمہ شیخ الہند)

کیا یہاں بھی عہد کے معنی لے کر بشیر و نذیر ہونا صرف تشریفی انبیاء کا وصف قرار
پائے گا؟

چوتھا مغالطہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ ہمیشہ کیلئے افضل النبیین ہیں۔ کیونکہ
آپ نبوت میں انتہائی کمال پر پہنچے ہوئے ہیں، جیسے خاتم المفسرین
خاتم المدثین میں مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے زمانے میں اس فن کے فرد اکمل ہیں یہ مطلب
نہیں ہوتا کہ اب کوئی مفسر و محدث پیدا نہیں ہوگا، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو خاتم اللہاجرین اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خاتم
الادیاء فرمایا ہے حالانکہ حجت رسولایت کا سلسلہ اب تک جاری ہے اسی طرح آپ کے
بعد نبوت کا سلسلہ جاری ہے اگرچہ خاتم النبیین ہیں۔

جواب خاتم کے اصل معنی تو آخر ہی کے ہیں، لہذا خداوند علیم و قدیر کے کلام میں
اسی معنی میں لیا جائے گا کیونکہ وہ اپنے علم قطعی کے مطابق جسکو خاتم کہہ رہا
ہے وہی خاتم ہے بخلاف بندوں کے کہ وہ اپنے ناقص علم کے مطابق جس کو افضل المفسرین سمجھتے
ہیں اس کے مبالغہ خاتم المفسرین کہہ دیتے ہیں اگرچہ اسکے ہی بھی مفسرین پیدا ہوتے رہیں گے
رہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں خاتم الادیاء کی روایت تو وہ تفسیر صافی کی ہے جو سرے سے
بلا سند ہے، رہا حضرت عباس رضی اللہ عنہ والی حدیث کا جواب تو اسکو کنز العمال میں مرسل ذکر کیا گیا ہے

اِطْمَئِنُّ يَا عَمَّ فَإِنَّكَ خَاتَمُ الْمُهَاجِرِينَ | اے چچا مطمئن رہو (گھبراؤ نہیں) پس بیشک
فِي الْمُهَاجِرَةِ كَمَا أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ | آپ ہجرت میں خاتم المہاجرین ہیں جیسا کہ میں
فِي النَّبُوَّةِ (کنز العمال ص ۱۶۸)

یہ حدیث صحیح تسلیم کرنے کی صورت میں بھی ہمارے خلاف نہیں ہے، کیوں کہ یہاں
بھی خاتم بمعنی آخر ہے نہ کہ بمعنی افضل اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے پہلے جو ہجرت فرض
تھی اسکو اختیار فرمانے والے آخری مہاجر تھے۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔

هَاجَرَ قَبْلَ الْفَتْحِ بِقَلِيلٍ وَ | یعنی حضرت عباسؓ نے فتح مکہ سے قدرے پزیر
شَهِدَ الْفَتْحَ (اصابہ ص ۲۱۸) | ہجرت کی اور آپ فتح مکہ میں حاضر تھے۔

آپ کی ہجرت کے بعد کسی اور کی وہ ہجرت ثابت نہیں جو فرض تھی اسی لحاظ سے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو خاتم المہاجرین فرمایا اور آپ کو
تسلی دی کہ ہجرت میں سابقیت کے فوت ہو جانے پر غم نہ کریں جس طرح سابقیت و فضیلت
ہو سکتی ہے، اسی طرح خاتمیت بھی وجہ فضیلت ہو سکتی ہے، چنانچہ میں خاتم الانبیاء ہوں
اور آپ خاتم المہاجرین ہیں۔

بہر حال فتح مکہ سے پہلے کی ہجرت مفروضہ کے اعتبار سے آپ آخری مہاجر ہیں، یوں
مطلقاً ہجرت کے اعتبار سے مہاجرین ہوتے رہیں گے۔

مغالطہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

قُولُوا خَا تَعْمُ النَّبِيِّينَ وَلَا | یوں کہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین
تَقُولُوا لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ (در منثور ص ۲۱۸) | ہیں۔ اور یہ نہ کہو کہ لا نبی بعدہ (آپ کے بعد کوئی
نبی نہیں آئے گا۔

معلوم ہوا کہ خاتم النبیین کے معنی یہ نہیں ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔
ورنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لا نبی بعدہ کہنے سے نہ روکتیں۔ معلوم ہوا کہ وہ اجرائے نبوت
کی قائل تھیں۔

جواب

اگر اس روایت کو صحیح مانا جائے تو حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اخیر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے عقیدہ کے پیش تطریر جملہ ارشاد فرمایا ہے، یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ لائبنی بعدہ کے ظاہری مفہوم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک نفی سمجھی جانے لگے لہذا نبوت کے بند ہونے کا مفہوم تو خاتم النبیین سے ادا ہو ہی چکا اب لائبنی بعدہ کہنے کی ضرورت نہیں۔

چنانچہ اسی طرح کی بات حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔
(دیکھتے درمنشور ص ۴۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مذکورہ کلام کی یہ توجیہ اسلئے ضروری ہے کہ خود وہ یہ روایت فرماتی ہیں۔

اَشَدُّ قَالَ لَا يَبْقَىٰ بَعْدَهُ مِنَ النَّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ
آپ نے فرمایا کہ اب اس کے بعد نبوت کا کوئی حصہ باقی نہیں مگر مضر بشارت و خوشخبری دینے والی چیزیں۔
(کنز العمال بروایت احمد و خطیب)

تو مذکورہ ممانعت کی وجہ یہ کیسے قرار دیکھا جاسکتی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد نبوت کو جاری مانتی ہیں، بلکہ اصل وجہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی کہ عقیدہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے تحفظ کیلئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ ممانعت فرمائی ہے اگرچہ ان کا اپنا عقیدہ مطلقاً ختم نبوت ہی کا تھا۔

آیت ۲ سے متعلق قادیانی مغالطہ

اللہ تعالیٰ کے دین کو کامل کر دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسکے بعد کوئی اور دین نہ آئے آخر تو ریت بھی کامل تھی مگر اس کے بعد دوسری کتاب آگئی۔

توریت اور تمام کتب سماویہ اپنے اپنے زمانے کے اعتبار سے واقعی جواب کامل مکمل تھیں، مگر چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دیگر نبیاء علیہم السلام اپنی مخصوص قوموں کی طرف مبعوث فرمائے جاتے تھے، حدیث میں ہے۔

وَكَانَ الَّذِي يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِمْ خَاصَّةً
وَيُبْعَثُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً

(مشکوٰۃ ص ۵۱)

اور (محمد سے پہلے) نبی صرف اپنی قوم کی طرف
بھیجے جاتے تھے، اور میں تمام لوگوں کی طرف
مبعوث ہوا ہوں۔

اسلئے ہر قوم کے نبی کے ساتھ جو شریعت اور کتاب بھیجی جاتی تھی وہ اس زمانے کے حالات
کے بالکل مطابق ہوتی تھی، پھر جب دوسرا نبی آتا تو پہلے اس کے زمانے کے مطابق شریعت و کتاب
آجاتی تھی، لیکن جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کیلئے بلا تخصیص تمام اقوام
کا رسول بنا کر بھیجا گیا تو آپ کو ایسی شریعت اور ایسا دین عطا فرمایا گیا جو ہر زمانہ میں ہدایت
ورہنمائی کا کام کرے لہذا اب کسی اور دھرم اور شریعت کی ضرورت نہیں رہی، یہی مطلب ہے،
دین اسلام کو کامل کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دیگر ادیان ساویہ ناقص تھے۔

(آیت ۳۱) وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ سے متعلق قادیانی مغالطہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمہ للعالمین ہونے کے باوجود آپ کے بعد نبی آسکتا ہے، جیسے حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت عیسیٰ علیہم السلام بنی
ہوکے آئے۔

جواب یہ قیاس مع الفارق ہے، کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہیں یہ ثابت نہیں کہ
انہوں نے یہ فرمایا ہو کہ تمام بنی اسرائیل کا تنہا میں ہی رسول ہوں، اس لئے
ان کے بعد بنی اسرائیل میں انبیاء کی آمد کا سلسلہ جاری رہا، برخلاف اسکے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے اعلان فرمایا۔

أَرْسَلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كُلِّهِمْ وَحَيْثُ
بِالنَّبِيِّينَ (مشکوٰۃ ص ۵۱)

أَنَا رَسُولُ مَنْ أَدْرَكْتُ حَيًّا وَمَنْ
يُولَدُ بَعْدِي (کثر اعمال ص ۲۹)

میں پوری مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں اور میرے
ذریعہ نبیوں پر مہر لگادی گئی۔

میں ان کا (مجھے) رسول ہوں جن کو میں نے زندہ
پایا، اور ان کا ابھی (جو میرے بعد پیدا ہوگا)

لہذا آپ کی بعثت و رحمت عامہ کے بعد کسی نبی کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی، بلکہ آپ
کے بعد کسی کو نبی بنائے جانے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی خصوصیت ختم ہو جاتی ہے

جو باطل ہے۔

ختم نبوت کی احادیث میں قادیانی مغالطے

حدیث لَا نَبِيَّ بَعْدِي سے متعلق۔

پہلا مغالطہ :- لَا نَبِيَّ بَعْدِي میں لائے نفی جنس نہیں بلکہ برائے نفی کمال ہے یعنی میرے جیسا کمال نبی نہیں ہوگا، معلوم ہوا کہ کمتر درجہ کے (یعنی ظلی و بروزی نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آسکتے ہیں۔

جواب :- اس کو نفی کمال کیلئے لینا آیات و احادیث و اجماع امت کے خلاف ہے۔
جواب :- خود مرزا نے اس میں عام نفی کے معنی لئے ہیں، وہ لکھتا ہے، "لَا نَبِيَّ بَعْدِي میں بھی نفی عام ہے، پس یہ کثرتِ درجات و درجہ اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریح قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے، اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے۔"
(ایام الصلاح و عزائم ص ۳۹۲)

دوسرا مغالطہ | لَا نَبِيَّ بَعْدِي میں بعدی سے مراد معارفت و مخالفت ہے جیسے سورۃ بقرہ کی آیت فَبَايَ حَكْدِيْثٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَآيٰتِهِ يَوْمِ يُؤْمَرُونَ۔
میں بَعْدَ اللّٰهِ کے معنی اللہ کو چھوڑ کر، اللہ کے خلاف۔

لہذا معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کا مخالف نبی نہیں آسکتا۔ مگر موافق و متبع نبی آسکتا ہے،

جواب :- بعدی کے یہ معنی خود ساختہ ہیں۔ لغت و عربیت سے اسکی تائید نہیں ہوتی، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تشریح مختلف احادیث میں فرمادی ہے۔ مثلاً

إِنِّي أَخْرُجُ الْأَنْبِيَاءَ (مسلم شریف ص ۴۳۶)	میں آخر نبی ہوں
أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (مشکوٰۃ شریف ص ۴۶۵)	میں تمام نبیوں میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

جواب :- کسی شارح حدیث یا مجدد نے یہ قید نہیں لگائی۔

رہی سورہ جاثیہ کی آیت مذکورہ تو اس کی تشریح حضرات مفسرین 'بعد' کے (مضاف الیہ) کو محذوف مان کر کرتے ہیں۔ اسی بعد حدیث الذکر وکھو القرآن۔

جیسا کہ دوسری آیت میں وارد ہے فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ، یہاں بعدہ کی ضمیر حدیث کی جانب راجع ہے۔

جواب :- صحیح مسلم میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی روایت سے لَآئِي بَعْدِي کے بجائے لَابَنُو بَعْدِي کے الفاظ ہیں۔ معلوم ہوا کہ دونوں جملوں کا ایک ہی مطلب ہے۔

جواب :- بعدی کا صحیح مطلب ہے میری بعثت کے بعد خواہ زندگی میں یا وفات کے بعد، لہذا آپؐ کی حیات مبارکہ میں بھی مدعی نبوت کذاب و دجال ہے جیسے میلہ واسود غنی اور آپؐ کی وفات کے بعد بھی مدعی نبوت کذاب و دجال ہی ہوگا (جیسے مرزا قادیانی)

قصر نبوت کی تکمیل والی حدیث سے متعلق قادیانی مغالطہ

قادیانی لوگ سادہ لوح عوام کو یوں بھی مغالطہ دیتے ہیں کہ اس مثال کو ظاہر پر رکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو محل کی اینٹ قرار دینا، آپؐ کی توہین ہے، اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ آپؐ نے پہلی تمام شریعتوں کو مکمل فرمادیا ہے۔

جواب :- حدیث میں شریعت کا کوئی تذکرہ نہیں ہے، آپؐ نے قیامت تک آیات الٰہیہ جھوٹے مدعیان نبوت کی تکذیب و تردید کیلئے یہ مثال بیان فرمائی ہے، اور مثال کے طور پر آپؐ کو محل کی اینٹ قرار دینے سے کوئی توہین لازم نہیں آتی، جیسے کہ بہادر کو شیر کہہ دیا جاتا ہے تو اس کا کوئی توہین نہیں سمجھی جاتی کہ اس کو جنگلی حیوان کہہ دیا۔

وسیکون خلفاء فیکثرون سے متعلق قادیانی مغالطہ

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ امت میں خلافت و نبوت جمع نہیں ہوگی یعنی جو بادشاہ خلیفہ ہوگا۔ وہ نبی نہ ہوگا۔ اور جو نبی ہوگا وہ بادشاہ نہ ہوگا۔

جواب :- یہ مطلب حدیث شریف کے سیاق کے بالکل خلاف ہے، حدیث شریف میں تو بموجب اہل

کے انبیاء کا حال بیان فرمایا گیا ہے کہ نبوا اسرائیل کی قیادت کے لئے یکے بعد دیگرے انبیاء آتے رہتے تھے۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ جو ان کی قیادت کرے، البتہ صرف میرے خلفاء بکثرت آئیں گے اور امت کی قیادت کا فریضہ انجام دیتے رہیں گے۔

کَذَابُونَ ثَلَاثُونَ وَالْأَوَّلُ مَعْلُومٌ قَادِرٌ عَلَى الْمُنَاطَلَةِ

اس حدیث میں تیس کذاب کی تعیین سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے بعد کچھ سچے نبی آئیں گے اور یہ دجال آج سے پہلے پورے ہو چکے ہیں۔ جیسا کہ اکمال الاکمال میں ہے۔

جواب اس حدیث میں قیامت تک بڑے بڑے صاحب شوکت و دبدبہ مدعیان نبوت کا ذریعہ کے ہونے کا تذکرہ ہے۔ مطلق مدعیان نبوت کا تذکرہ نہیں ہے کیوں کہ آپ کے بعد مدعیان نبوت تو بے شمار ہوئے ہیں، چنانچہ حافظ ابن حجر کہتے ہیں۔

اس حدیث سے ہر مدعی نبوت مطلقاً مراد نہیں ہے اس لئے کہ آپ کے بعد مدعی نبوت تو بیشمار ہوئے ہیں کیونکہ یہ بے بنیاد دعویٰ عمر بن الخطاب سے پیدا ہوتے ہیں، بلکہ اس حدیث میں جن تیس دجالوں کا ذکر ہے وہ وہی ہیں، جن کی شوکت قائم ہو جائے اور حاکم الزہراء مانا جائے۔

لَيْسَ الْمُرَادُ بِالْحَدِيثِ مَنْ
ادَّعى النبوة مطلقاً فإنهم لا
يُخصَّصون كثرة لكون عنايهم
ينشأ لهم ذلك عن جنون
وسوء ادب وإنما المراد من قامت
لها الشوكة (فتح الباری ۴/۵۵۵)

اور قیامت تک کی بات خود مرزا نے بھی تسلیم کی ہے، لکھتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا کے اخیر تک قریب تیس کے دجال پیدا ہوں گے (ازالہ ادھام در خزائن ص ۱۹)

بہر حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جتنے بھی مدعیان نبوت قیامت تک آئیں گے سب کے سب کذاب و دجال ہی ہوں گے۔ ان میں کسی کے سچے ہونے کا سوال نہیں پیدا ہوتا۔ کیونکہ فرمایا گیا۔ لَا يَنْبَغِي بَعْدِي۔

مرزا قادیانی کی جانب سے نبوت کی ملحدانہ تقسیم اور تعریف

اس ملعون شخص نے اپنی مطلب براری کیلئے اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے بنی اور نبوت کے اندر تقسیم جاری کی، کہا ہے۔

انبیاء دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) تشریفی (۲) غیر تشریفی، پھر غیر تشریفی بھی دو قسم کے ہوتے ہیں ۱۔ براہ راست نبوت پانے والے ۲۔ بنی تشریفی کی اتباع سے نبوت حاصل کر نیوالے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش تر صرف دو قسم کے بنی آتے تھے۔
(مباحثہ راولپنڈی صفحہ ۱۵)

مرزا بشیر احمد ایم۔ اے قادیانی لکھتا ہے۔

اس جگہ یاد رہے کہ نبوت مختلف نوع پر ہے اور آج تک نبوت تین قسم پر ظاہر ہو چکی ہے۔ (۱) تشریفی نبوت، اسی نبوت کو مسیح موعود نے حقیقی نبوت سے پکارا ہے (۲) وہ نبوت جس کیلئے تشریفی یا حقیقی ہونا ضروری نہیں ہے، ایسی نبوت حضرت مسیح موعود کی اصطلاح میں مستقل نبوت ہے ۳۔ ظلی و امتی بنی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے مستقل اور حقیقی نبوتوں کا دروازہ بند کیا گیا اور ظلی نبوت کا دروازہ کھولا گیا (مسلم کفر اسلام کی حقیقت ص ۱۲)

حقیقی یا تشریفی بنی کی تعریف

(از مرزا قادیانی)

بنی و رسول ایسے شخص کو کہتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے کامل شریعت یا احکام جدید لاتے ہیں، یا بعض احکام شریعت سابقہ کے منسوخ کرتے ہیں، یا انہی سابقہ کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی بنی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔
(مکتوب مسیح موعود مندرجہ اخبار الحکم اگست ۱۸۹۹ء) بحوالہ شان قائم النبیین ص ۲۱

(از مرزا غلام احمد قادیانی)

مستقل نبوت کا مفہوم

بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت بنی آئے، مگر ان کی نبوت موسیٰؑ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موبہبت تھیں، حضرت موسیٰؑ کی پیروی کا

لیکن وہ کچھ غلط تھا، اسی وجہ سے میری طرح ان کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے
اسی بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلاتے، اور براہ راست ان کو منصب نبوت ملا۔
(عاشیہ حقیقۃ الوحی در خزائن صحتہ)

ظلی اور بروزی نبوت کا مفہوم (از مرزا قادیانی)

(۱) ظلی نبوت جسکے معنی ایہ کہ فیض محمدی سے وحی
پانا۔ (حقیقۃ الوحی در خزائن صحتہ)

(۲) خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا
ہے۔ یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہوں۔
(چشمہ معرفت در خزائن صحتہ)

خلاصہ تحریرات سابقہ | چوں کہ بعین قادیان نبوت کا دعویٰ کرتا تھا، اسلئے اس
نے محض اپنی خواہش نفس کی پیروی کرتے ہوئے مذکورہ بالا
تقسیم جاری کی، جس کا حاصل یہ نکلا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبوت بلا واسطہ
ملا کرتی تھی اور اب بواسطہ اتباع حضور اقدس صلی اللہ وسلم ملتی ہے، اسی قسم کو وہ ظلی
بروزی، مجازی نبوت کا نام دیتا ہے، لیکن کسی دلیل شرعی و عقلی سے اس تقسیم کو ثابت
نہیں کیا جاسکتا، احادیث شریفہ سے نبوت کو کُل مان کر اس کے اجزاء کو ثابت ہیں۔ اگرچہ
ان اجزاء کی تفصیل نہیں بتائی گئی، البتہ بعض اجزاء کے انقطاع کی اطلاع دی گئی ہے
فرمایا گیا۔

لَمْ يَنْبَغِ مِنَ النَّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ | (اب) نبوت میں سے سوائے مبشرات کے کچھ
باقی نہیں رہا۔

لیکن کسی حدیث شریف میں نبوت کو مقسم کلی مان کر اس کی جزئیات و اقسام نہیں بتائی
گئیں، بلکہ نبوت ہمیشہ صرف ایک ہی طرح کی رہی ہے، جو محض موبہبت فداوندی سے حاصل
ہوتی ہے، کبھی بھی کسی نبی کو نبوت بلا واسطہ اتباع نبی سابق نہیں ملی، ارشاد ہے۔

اللَّهُمَّ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رَسَالَتَهُ | اللہ خوب جانتا ہے، جہاں رکھتا ہے اپنے پیغامات
(سورۃ الانعام ۱۲۳)

نیز ارشاد ہے۔

وَالَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ (آل عمران ۱۷۹)

لیکن اللہ چن لیتا ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے،

معلوم ہوا کہ نبوت و رسالت امور دہریہ میں سے ہے نہ امور کسبیہ میں سے، اسلئے اس میں بلا واسطہ اور بالواسطہ کی تقسیم جاری کرنا صراحتہ قرآن کریم سے معارضہ ہے، جس پر کفر و ارتداد کا حکم آئے گا، چنانچہ علامہ سفارینی حنبلی "شرح عقیدہ سفارینی" میں تحریر فرماتے ہیں جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ نبوت ملکب ہے تو وہ شخص زندیق ہے وہ واجب القتل ہے، اس لئے کہ اس کا کلام اور اعتقاد اس کا مقتضی ہے کہ نبوت (ابھی) منقطع نہیں ہوئی، حالانکہ یہ نص قرآنی اور احادیث متواترہ کے (سراسر) مخالف ہے (وہ نص قرآنی اور احادیث متواترہ کہ جن میں یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔)

(علیہم الصلاۃ والسلام)

وَمَنْ زَعَمَ أَنَّهَا مَكْتَسَبَةٌ فَهُوَ زَنْدِيقٌ يَجِبُ قَتْلُهُ لَا تَمُوتُ يَتَقَضَى عَلَامُهُ وَاعْتِقَادُهُ أَنَّ لَا تَنْقَطِعَ وَهُوَ مُخَالَفٌ لِلنَّصِ الْقُرْآنِيِّ وَالْأَحَادِيثِ الْمُتَوَاتِرَةِ بِأَنَّ نَبِيَّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ (مجلد ۲)

بروزی و ظلی نبوت کے ثبوت کیلئے مرزائی دلائل (تحریفات) کا اصولی و کلی جواب

جب قادیانیوں کو شرعی دلائل میں کوئی دلیل نہیں ملی، تو اہل باطل کا شیوہ اختیار کر کے آیات و احادیث میں تحریفات کر کے ان کو اپنے دلائل کے نام سے پیش کرنے لگے، چنانچہ ان کی زعم و قسم ظلی و بروزی نبوت کا تذکرہ نہیں، ان کی تحریف معنوی کے بعد زیادہ سے زیادہ ان سے جو مابت ہوتا ہے وہ یہ کہ مطلق نبوت جاری ہے، لہذا ان کو ہر قسم کی نبوت جاری ماننی چاہیے، جب کہ نبوت کی دو قسموں کو وہ بھی بند مانتے ہیں، تو وہ آیات و احادیث اگر ان کے خیال میں ہمارے دعویٰ

انقطاع مطلق نبوت کے خلاف ہیں۔ تو ان کے اس دعویٰ کے بھی خلاف ہیں کہ نبوت کی دو قسمیں منقطع ہیں، لہذا ان کی پیش کردہ آیات و احادیث سے نبوت کی خاص قسم کے جاری ہونے کا ثبوت نہیں ہو سکتا، کیوں کہ جب دعویٰ خاص ہے تو دلیل بھی خاص ہونی چاہیے، اب ان کی سہل بعض آیات و احادیث کو الگ الگ پیش کر کے انکے جوابات دیئے جاتے ہیں۔

آیات قرآنیہ میں مرزائی تحریف

تحریف

اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ
رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ (سورۃ الحج ۷۵)

(مرزائی ترجمہ) اللہ تعالیٰ چاہتا ہے یا چننے گا فرشتوں میں سے رسول اور انسانوں میں سے۔
اس آیت میں دو لفظ قابل غور ہیں یصطفیٰ اور رسلاً مضارع اگرچہ حال اور استقبال دونوں کے معنی دیتا ہے۔ مگر یہاں مال کے معنی اس لئے نہیں کئے جاسکتے کہ لفظ رسلاً جمع کا صیغہ ہے اگر حال کے معنی لیں گے تو رسلاً جمع کے صیغہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم (واحد) کو مراد لینا پڑے گا، جو غلط ہوگا، لہذا یصطفیٰ میں استقبال کے معنی لیکر رسلاً کا مصداق آئندہ آنے والے نبی ہوں گے لہذا ثابت ہو گیا کہ آپ کے بعد سلسلہ رسالت و نبوت جاری ہوگا۔

تردید

آیت کو یہ کہ یہ مطلب اس کے سیاق و سباق کے خلاف ہے، آیت کا اصل مقصد یہ ہے کہ ارسال رسل کی سنت الہیہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت کی جائے کہ یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے جو اس کا انکار کیا جائے۔ باری تعالیٰ تو فرشتوں اور انسانوں میں سے رسولوں کا انتخاب فرماتا رہا ہے، لہذا مضارع حکایت حال ماضیہ کے طور پر ہے، اگر اس کو استقبال کے معنی میں یا جلتے اور آپ کے بعد آنے والے انبیاء سے منقطع کلام کو کر دیا جائے تو آیت کو یہ کہ یہ مقصود ہی فوت ہو جائے گا، اسی کا نام تحریف ہے، نیز کہ یہ مطلب نصوص قرآنیہ و احادیث نبویہ کے معارض ہے۔

تحریف (۲) وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ

فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ

مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ

(مرزائی ترجمہ) جو لوگ اطاعت کریں گے اللہ کی اور

اس کے رسول کی، پس وہ ان لوگوں میں شامل

ہو جائیں گے، جن پر اللہ نے انعام کیا، یعنی نبی،

وَالصَّالِحِينَ (سورہ نسا آیت ۶۹)

صدیق شہدار اور صالح۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ اور رسول کی اطاعت و فرمانبرداری سے ایک انسان کمال کے مقام سے نبوت کے مقام تک پہنچ سکتا ہے۔

تردید

اس آیت میں دنیا کے اندر مراتب و درجات ملنے کا ذکر نہیں ہے، صرف اخروی رفاقت و معیت کا تذکرہ ہے، یعنی اللہ و رسول کی اطاعت کی وجہ سے آخرت میں انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین کی رفاقت نصیب ہوگی، یعنی مطیعین جب ان حضرات سے ملنا چاہیں گے، مل سکیں گے، مع کا مفہوم یہی ہے۔

البتہ دوسری آیات میں درجات کا ذکر ہے، مگر وہاں نبوت کا کوئی ذکر نہیں۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ

(عنکبوت ۹)

جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے وہ صالحین میں داخل کئے جائیں گے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ أُولَئِكَ
هُمْ الصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاءُ وَمَعَهُمْ
رَبُّهُمْ (سورہ الحدید ۱۹)

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے وہ خدا کے نزدیک صدیق اور شہداء ہیں۔

وَسُورَةُ

مرزائی کہتے ہیں کہ مع بمعنی من ہے، جیسے اپنی اَن یَکُونُ مَعَ السَّاجِدِ

ترجمہ: نہ مانا کہ ساتھ ہو سجدہ کرنے والوں کے (ترجمہ شیخ المنذر، ج ۳) کیونکہ سورہ اعراف میں اَلَمْ یَکُنْ مَعَ السَّاجِدِ دُیْنِ وار د ہوا ہے۔ ترجمہ: نہ تھا سجدہ کرنے والا اللہ کے ساتھ بمعنی من کلام عبر میں متعلق نہیں ہوتا، اور اہل زبان مع پر من داخل کر کے بولتے ہیں جنت من معاً یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مع و مع، من کے معنی میں نہیں آتا۔ رب سے استدلال سے پیش کردہ آیت تو اس میں مع رفاقت ہی کے معنی

میں ہے، کیوں کہ اس میں شیطان کے اس جرم کا بیان ہے کہ اس نے جماعت ساجدین سے مفارقت اختیار کی تھی، اور سورہ اعراف والی آیت میں اس کے دو مع جرم یعنی اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کر نیکاً بیان ہے۔ اسلئے پہلی آیت میں مع ہی مناسب ہے، اور دوسری آیت میں من ہی مناسب ہے۔

تَلْسِيْمِي تَحْرِيف :- اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ
عَلَيْهِمْ (الفاتحة)

بتلا ہم کو راہ سیدھی، راہ ان لوگوں کی جن
پر تو نے فضل فرمایا۔
(ترجمہ شیخ الہند)

ایک طرف تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ دعا سکھلائی ہے کہ مجھ سے وہ انعامات
جو گذشتہ لوگوں پر میری طرف سے ہوتے رہے ہیں اور دوسری طرف عود انعامات کی تشریح فرمادی ہے کہ ان
انعامات سے مراد نبوت صدیقیت، اور شہادت و صالحیت ہے گویا باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ہم سے
نبوت، صدیقیت، شہادت اور صالحیت کے حصول کی دعا کیا کریں، اب اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبوت کا سلسلہ جاری ہے۔

تردید | بس اس آیت میں منع علیہم کی راہ پر چلانے کی دعا سکھلائی گئی ہے، نہ کہ
بنی بننے کی۔ ۱۔ نبوت کا حصول بذریعہ دعاؤں کے نہیں ہوتا، یہ محض
موہبت ربانی سے حاصل ہوتی ہے۔ ۲۔ یہ دعا عورتیں بھی پڑھتی ہیں۔ مگر آج تک ایک
عورت بھی نبیہ نہیں ہوئی۔ ۳۔ آیت سے اجرائے نبوت کا مضمون نکالنا۔ نصوص ختم نبوت
کے خلاف ہے

چوتھی تحریف :- يٰ اَيُّهَا اٰدَمُ اِمَّا
يٰ اَيُّهَاكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ
عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنْ اَتٰنِىْ وَاصْلَحَ
فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ
(الاعراف ۲۵)

اے اولاد آدم کی یا اگر آیتیں تمہارے پاس کہ
سنائیں تم کو آیتیں میری توجو کوئی درے
اور نیکی پکڑے تو نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ
وہ غمگین ہوں گے۔
(ترجمہ شیخ الہند)

اس آیت کریمہ کے سیاق و سباق سے پتہ چلتا ہے کہ اسمیں ”بنی آدم“ سے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے بعد کے لوگ مراد ہیں، نہ کہ گذشتہ زمانے کے لوگ
جس سے واضح ہے کہ نبوت جاری ہے۔

تردید | اہمیت کریمہ کا سیاق و سباق صاف بتا رہا ہے کہ اسمیں ”بنی آدم“ کا مطلب حضرت
آدم علیہ السلام کی اولین اولاد ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے حضرت آدم کے پیدا
کئے جانے اور شیطان کے بہکاوے میں آکر جنت سے ان کے مع ذریت کے نکالے جانے کا

تذکرہ ہے۔ پھر آگے چلکر اسی ذیل میں یہ فرمایا گیا کہ اگر تمہارے پاس میرے رسول آئیں ان کا کہنا ماننا، جو صلاح اختیار کرے گا ان پر کوئی خوف نہیں اور جو تکذیب کرے گا وہ اصحاب النار میں سے ہے۔

اسی طرح کا مضمون سورہ بقرہ میں بھی قصہ آدمؑ کی تفصیل کے بعد ارشاد فرمایا گیا ہے۔

فَاَمَّا يٰۤاٰدَمُ فَسُورُۃً مِّنْ جَنۡنٍ	پھر اگر تم کو پہنچے میری طرف سے کوئی ہدایت
تَّبِعْ هٰذَا لَا تَاۡخُوفُ عَلَيۡهِمۡ وَلَا	تو جو چلا میری ہدایت پر نہ خوف ہو گا ان
هٗٓ اَنۡ يَّخۡنَ نَوۡٓنَ (بقرہ ۳۷)	پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے (ترجمہ شیخ المہدیؒ)

اگر انا یا تم کو رسل منکم سے اجرائے نبوت پر استدلال کیا جاسکتا ہے تو اس آیت سے اجرائے ہدایت (قرآن) پر بھی استدلال ہو سکتا ہے، یعنی قرآن کریم کے بعد کوئی اور کتاب بھی آسکتی ہے جب کہ مرزائی اس کو تسلیم نہیں کرتے۔

احادیث نبویہ میں تحریفات مرزانیہ

تحفیر (۱) حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادہ ابراہیمؑ کی وفات پر فرمایا۔

لَوْ عَاشَ اِبْرٰهِيْمُ لَكَانَ صِدِّيقًا	یعنی اگر میرا یہ بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور
نَبِيًّا (ابن ماجہ ص ۱۱۱)	صدیق بنی بن جاتا۔

معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا امکان ہے۔

تردید | اول تو یہ حدیث سنڈا مجروح ہونے کی وجہ سے محدثین کے نزدیک غیر معتبر ہے لیکن اگر اس کو صحیح بھی مان لیا جائے تو اس میں صرف حضرت ابراہیمؑ کی فضیلت

بیان کرنی مقصود ہے نہ کہ امکان نبوت، جیسے کہ لَوْ كَانَ مُوسٰی حَيًّا لَمَّا وَسَّعْنَا اِلٰہِ اِثْبَاعًا میں یہ مطلب نہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شریف لا سکتے ہیں، بلکہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ نبوت کو بیان فرمایا گیا ہے۔

تحفیر (۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ | اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ

وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ
إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ
إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ۔

آل پر رحمت کا نازل فرما، جیسا کہ تو نے
رحمت نازل فرمائی حضرت ابراہیمؑ اور انکی
آل پر بے شک تو ہی تعریف کے لائق ہے اور
بزرگی والا ہے۔

تمام مسلمان درود شریف میں یہ دعا کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی رحمت ہو
جیسی ابراہیمؑ اور انکی آل پر ہوتی، یعنی دیگر رحمتوں کے ساتھ نبوت بھی لہذا آپؐ کی امت میں
نبوت جلدی ہونی چاہیے۔

تردید (۱) درود شریف میں جن رحمتوں کی دعا مانگی جاتی ہے وہ نبوت کے علاوہ ہیں کیونکہ
نصوص تطبیعہ سے نبوت کے سلسلہ کا بند ہونا ثابت ہو چکا ہے۔

(۲) آل ابراہیمؑ پر تو یہ بھی رحمت ہوتی تھی کہ انہیں صاحب کتاب و صاحب شریعت بنی ہوئے
تھے کیا تم امت محمدیہ میں ایسے بنی کی آمد کی دعا کرتے ہو؟

تحریف (۱) اِنِّیْ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَ اِنِّ
مَسْجِدِیْ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ (مسلم ج ۳)

میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد
ہے۔

مسجد نبوی کے بعد بہت سی مسجدیں وجود میں آچکی ہیں، اسلئے یہاں آخر کے معنی یہ نہیں
ہے کہ اسکے بعد کوئی اور مسجد نہیں ہو سکتی، اسی طرح آخر الانبیاء کے معنی یہ نہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی
نبی نہیں آ سکتا بلکہ آپؐ کی موافقت و اتباع سے نبی ہو سکتا ہے۔

تردید ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد کی تشریح فرمادی ہے،
اَنَا خَاتِمُ الْاَنْبِیَاءِ وَ مَسْجِدِیْ
خَاتِمُ مَسَاجِدِ الْاَنْبِیَاءِ (کنز العمال ج ۶)

میں خاتم الانبیاء ہوں، اور میری مسجد انبیاء کی
مسجدوں کی خاتم ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ ہیکہ ہر نبی نے اپنے زمانے کی مطابق عبادت کے طریقوں
اور عمارت عبادت کی تعمیر کی ہے۔ میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد انبیاء کی آخری مسجد ہے اب
میں بعد نہ کوئی نیا نبی آئے گا اور نہ کوئی نیا عبادت کا طریقہ پیش کریگا۔

آپؐ نے دیکھ لیا کہ مرزائی گروہ اپنی ایجاد کردہ نبوت کی قسم (ظلی و بدروزی) کے جادوی جھوٹے

کو ثابت کرنے کیلئے کس طرح آیات و احادیث میں کھینچا جاتا ہے اور مطلقاً ختم نبوت کی نصوص مکملہ صریحہ میں ملحدانہ شبہات پیدا کر کے ان کو اپنے مقصد کے مطابق بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ جب کہ قادیانی گروہ پر لازم ہے کہ ایسی آیات و نصوص پیش کرے جن میں صراحتاً یا کیا یہ اس بات کا ذکر ہو کہ آپ کے بعد نبوت جاری ہے، مطلقاً نبوت کے متعلق آیات پیش کرنا غلط سمجھتا ہے۔

وسوسہ | اس پر کوئی قادیانی کہہ سکتا ہے کہ حیب مطلق اجراء نبوت ثابت ہو گیا، خواہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی اور خواہ موہبت سے ہو یا اکتساب سے، تو اسکے ذیل میں ہماری پیش کردہ قسم بھی ثابت ہو گئی۔

جواب | اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بتاؤ کہ نبوت کو دوہی مانتے ہو یا اکتسابی، اگر اکتسابی مانتے ہو تو ہر شخص کسب کر کے نبی بن سکتا ہے، ہر زاکی کیا تخصیص، اور اگر دوہی مانتے ہو تو پھر صرف غیر تشریعی نبوت کو جاری کیوں مانتے ہو، تشریعی نبوت کو بھی جاری ماننا چاہیے مگر تم اسکی بندش کرتے ہو۔

ان تحریفات اور مغالطوں کے جوابات سے واضح ہو گیا کہ نبوت کوئی مقسم کلی نہیں ہے۔ جس کی کوئی قسم ہو، نبوت صرف ایک ہی شکل میں وجود پذیر ہوتی ہے، اور وہ ہے موہبت ربانی، کسب و اکتساب اور اتباع کا اسمیں کوئی دخل نہیں۔

قادیانی گروہ کی طرف سے مسئلہ ختم نبوت پر اجماع امت کے سلسلہ میں مغالطہ انگیزی

جس طرح قادیانی گروہ نے ختم نبوت کی آیات و احادیث میں تاویلات زائذہ کر کے عام مسلمانوں کو مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے کہ ان سے ظلی و بردزی نبوت کے منقطع ہونے کا ثبوت نہیں بلکہ صرف حقیقی اور مستقل نبوت کا بند ہونا ثابت ہوتا ہے اسی طرح مطلق ختم نبوت پر امت مسلمہ کے اجماع کے سلسلہ میں بھی ان لوگوں نے مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے اور یہ کہا ہے کہ امت مسلمہ کا اس مسئلہ پر اجماع ہونے کی بات غلط ہے، کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور دوسرے

بزرگان امت مثلاً شیخ محی الدین بن عربیؒ علامہ عبد الوہاب شرانی وغیرہ غیر تشریحی ثبوت کے اجراء کے قائل ہیں۔ اور اس کے ثبوت میں شیخ اکبر محی الدین بن عربیؒ کی یہ عبارت پیش کی جاتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے کرائی
الرِّسَالَةُ وَالنَّبُوءَةُ قَدْ انْقَطَعَتْ اِنَّكَ مَعْنٰی یہ ہیں
کہ کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو میری شریعت
کے خلاف شریعت رکھتا ہو، بلکہ حبیب بھی کوئی
نبی ہو گا تو میری شریعت کے ماتحت ہو گا۔

مَعْنٰی قَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
"اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنَّبُوءَةَ قَدْ انْقَطَعَتْ
فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ" لَا يَنْبَغِي
يَكُونُ عَلَى شَرْعٍ يُخَالِفُ شَرْعِي بَلْ
اِذَا كَانَ يَكُونُ تَحْتَ حُكْمِ شَرْعِي
(فتوحات کبریٰ ص ۱۶۶)

اور عبد الوہاب شرانیؒ کی یہ عبارت پیش کی جاتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول لَا نَبِيَّ بَعْدِي
وَلَا رَسُولَ بَعْدِي، سے مراد یہ ہے کہ آپ کے
بعد شریعت لانے والا نبی نہیں ہو گا۔

وَقَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَبِيَّ
بَعْدِي وَلَا رَسُولَ بَعْدِي اِمَّا مَّا
قَدْ مَنْ يَشْرَعُ بَعْدِي شَرْعًا
خَاصًّا. (ابو اوقیت و الجواہر ص ۱۶۶)

جواب حضرت عائشہؓ کے کلام سے قادیانی مغالطہ کا جواب مغالطہ کے ذیل میں
دیا جا چکا ہے۔

ربا شیخ اکبرؒ اور علامہ شرانیؒ اور دیگر صوفیاء کرام کی عبارت میں قادیانیوں کی مغالطہ
انگریزی تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان حضرات کے پیش نظر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ہے۔
جو بظاہر آیت خاتم النبیین اور لَا نَبِيَّ بَعْدِي کے خلاف معلوم ہوتی ہے، اسلئے ان حضرات نے مخالف
صوری کو ختم کرنے کیلئے یہ قید لگا دی کہ ایسا نبی نہیں آئے گا جو شریعت محمدیہ کے علاوہ کوئی اور شریعت
پیش کرے، رہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو وہ تو بغیر شریعت جدیدہ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک علوم کی
حقیقت میں آپؐ کی شریعت کی مطابقت کا کرینگے، اسلئے ان کا نزول ختم نبوت کی خلاف نہیں۔ اور اگر صاحب
کشف کی بیان کردہ معنی اختیار کر لئے جائیں تو پھر اس قید کے لگانے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ وہ فرماتے ہیں۔

مَعْنَى كَوْنِهِ الْآخِرِ الْأَنْبِيَاءِ (أَنْتُمْ لَا يُنْبِئُ أَحَدٌ بَعْدَكُمْ وَعَيْشِي مِمَّنْ بَيْنِي قَبْلَكُمْ)
(تفسیر کشاف ص ۵۰۵)

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر الانبیاء ہونیکا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کو نبی نہیں بنایا جائیگا اور حضرت عیسیٰؑ تو ان لوگوں میں شامل ہیں جن کو آپ سے قبل نبی بنایا جا چکا ہے۔

خاتم النبیین کے یہی معنی دیگر معتبر کتب تفسیر میں مذکور ہیں۔

بہر حال صوفیاء کرام کے کلام سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ ان کے نزدیک نبوت بالمعنی الشرعی کی ایک قسم غیر شرعی بھی ہے اور وہ جاری ہے، ان حضرات پر بہتان ہے اسلئے کہ ان حضرات نے نہایت وضاحت سے اس بات کی صراحت فرمادی ہے کہ جس قسم کی وحی حضرات انبیاء پر اترتی ہے وہ بالکل مسدود ہو گئی ہے اب نہ یہ منصب باقی ہے اور نہ کسی کیلئے جائز ہے کہ اپنے اوپر نبی و رسول کا لفظ اطلاق کرے، چنانچہ شیخ اکبر فرماتے ہیں۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کا لفظ کسی پر نہیں بولا جاسکتا، کیونکہ آپ کے بعد وحی جو تشریعی صورت میں صرف نبی پر آتی ہے ہمیشہ کیلئے ختم ہو چکی ہے۔

كَذَلِكَ اسْمُ النَّبِيِّ زَالَ بَعْدَ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّمَا زَالَ
التَّشْرِيعُ الْمُنْتَزِلُ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ
بِالْوَحْيِ بَعْدَكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
(فتوحات مکیہ ص ۵۸)

جواب

نبوت اور کمالات نبوت الگ الگ چیزیں ہیں، مبشرات درو یا صالحہ، ولایت کو شیخ محی الدین بن عربیؒ نے غیر تشریعی نبوت سے تعبیر ضرور کیا ہے، لیکن وہاں نبوت کے شرعی معنی امراد نہیں ہیں، کیونکہ شیخ اکبرؒ نے فتوحات مکیہ کے باب ۱۷ کے وصل میں تصریح کی ہے کہ نبوت سے انکی مراد شرعی اصطلاح نہیں ہے بلکہ معنی الخوی ہے۔ بہر حال صوفیاء کرام نے نبوت بمعنی خیر دادن کو مقسم بنا کر تغویہ خبر دہی ولایت کو بھی اسکے تحت درج کر دیا ہے اور اس کو غیر تشریعی اسلئے کہہ دیا کہ اولیاء کے الہام سے کوئی حکم شرعی ثابت نہیں ہوتا۔ اصل حکم شرعی قرآن و سنت ہی سے معلوم ہوگا، الہام اگر انکے مطابق ہے تو وہ الہام رحمانی ہے، اور اس پر عمل جائز ہے ورنہ الہام شیطانی ہے صوفیاء کرام نے نبوت بالمعنی الشرعی کو مقسم بنا کر اسکی ایک قسم غیر تشریعی نبوت کو جاری ہرگز نہیں مانا۔
(تفصیل دیکھیے خاتم النبیین ص ۵۸)

چوتھا محاضرہ علیہ

بر موضوع

4



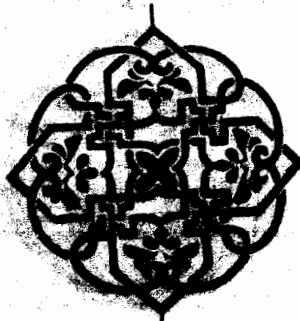
پیش کردہ

حضرت مولانا قاری محمد عثمان حسام منصو پوری

استاذ حدیث و ادب و اہل العلوم دیوبند



نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ————— اما بعد !
 عقیدہ ختم نبوت کی طرح حیات عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفع و نزول کا عقیدہ بھی اسلام
 کا ایک بنیادی عقیدہ اور ضروریات دین میں شامل ہے جو قرآن کریم کی نصوص قطعیہ اتحاد
 متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اور جس کو علماء امت نے کتب تفسیر، شروح احادیث
 اور کتب علم کلام میں مکمل تو ضیحات و تشریحات کے ساتھ منع فرمادیا ہے، اس لئے اس
 مسئلہ پر کسی غفلت گو کی ضرورت نہیں تھی، لیکن ہندوستان میں جب مرزا غلام احمد نے
 مشنری میں اپنے بارے میں شیل مسیح اور مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کی بنیاد حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور ان کے رفع جسمانی الی السماء اور قرب قیامت میں ان کے
 نزول کے انکار پر رکھی تو ہندوستان کے علماء حق نے اس مسئلہ پر خصوصی توجہات مبذول
 فرمائی، اور اس مسئلہ کو نئے انداز سے منع فرمایا تاکہ عام مسلمان قادیانی فریب سے محفوظ
 رہیں اور مرزا قادیانی کی طرف سے جو شکوک و شبہات مذکورہ دلائل میں پیدا کر دئے گئے ہیں
 ان کا ازالہ ہو جائے۔



نزل قرآن کے وقت حضرت عیسیٰ بن مریم ؑ کے متعلق یہود و نصاریٰ کے عقائد باطلہ

یہاں یہ معلوم رہنا ضروری ہے کہ کتب سابقہ میں جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی بشارت مذکور تھی اسی طرح ایک مسیح ہدایت (عیسیٰ ابن مریم) کی آمد کی بشارت تھی اور ایک مسیح ضلالت (دجال اعور) سے ڈرایا گیا تھا چنانچہ متعدد صحابہ کرام رض سے یہ حدیث صحیح مروی ہے :

ما من نبی الا قد انذر امتہ کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس نے اپنی قوم کو
المسیح الدجال حتی یوح انذر امتہ دجال سے نہ ڈرایا ہو حتیٰ کہ نوح علیہ السلام
نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا۔

اسلامی لٹریچر میں بھی ان ہی دو مسیحوں کا تذکرہ ہے۔ بہر حال ان پیش گوئیوں کی بنا پر یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں کا متفقہ نظریہ یہ ہے کہ مسیح ضلالت ابھی تک نہیں آیا ہے البتہ مسیح ہدایت کے بارے میں اختلاف ہے۔

یہودیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ مسیح ہدایت بھی ابھی نہیں آیا اور عیسیٰ بن مریم منامی جس شخص نے اپنے آپ کو مسیح اور رسول اللہ کہا ہے (نغوز باللہ) وہ جادوگر اور جھوٹا دعویٰ نبوت کرنے والا تھا اسی لئے یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بغض و عداوت کا معاملہ کیا اور ان کو قتل کرنے اور سولی پر چڑھانے کا منصوبہ بنایا بلکہ ان کے بقول یہ منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچا دیا جیسا کہ ارشاد ہے :

لہ مشکوٰۃ ص ۴۲۳: عنہ حضرت عیسیٰ بن مریم اور دجال کو مسیح کہنے کی وجہ الگ الگ ہے چنانچہ جمع الباریں ہے "سمی الدجال مسیحا لان احدی عینہ ممسوحة وعینی سمی به لانه کان یسبح ذاللعالمۃ فینبأ (جمع الباری ص ۱۵۱) (دجال کا نام مسیح اس لئے رکھا گیا کہ اس کی ایک آنکھ بالکل ہموار ہوگی اور عیسیٰ کا نام مسیح اس لئے رکھا گیا کہ وہ بیل پر باتہ پیرتے تھے تو وہ اچھا ہو جاتا تھا۔

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى
بْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ .
اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا مسیح
عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا ۔

(ترجمہ شیخ الہند)

(سورۃ نساء آیت ۱۵۷)

دعویٰ قبل عیسیٰ میں تو تمام یہود متفق ہیں، البتہ ان میں ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ قتل کئے
جانے کے بعد اہانت اور تشہیر کے لیے عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لٹکایا گیا، اور دوسرا فرقہ کہتا
ہے کہ سولی پر چار میخ کئے جانے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا گیا۔
اور نصاریٰ کا متفقہ عقیدہ یہ ہے کہ مسیح ہدایت آپگے ہیں اور وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم
ہیں۔ اس کے بعد ان میں دو فرقے بن گئے۔

۱ : ایک بڑا فرقہ یہ کہتا ہے کہ ان کو یہود نے قتل کیا، سولی پر چڑھایا، پھر اللہ تعالیٰ نے
زندہ کر کے ان کو آسمان پر اٹھایا، اور یہ سولی پر چڑھایا جانا عیسائیوں کے گناہوں کا
کھارہ ہو گیا۔ اسی لئے عیسائی صلیب کی پوجا کرتے ہیں۔

۲ : دوسرا فرقہ یہ کہتا ہے کہ بغیر قتل و صلب کے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کو آسمان پر اٹھایا۔

پھر یہ دونوں فرقے بالاتفاق اس بات کے قائل ہیں کہ مسیح ہدایت میں قیامت کے
کے دن جیم ناسوتی یا جیم لاہوتی ہیں، خدا بن کر آئیں گے۔ اور مخلوق کا حساب لیں گے۔
حاصل یہ کہ تمام یہود اور نصاریٰ کی بڑی اکثریت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت الصلیب
کی قائل ہے، اور یہود و تمام نصاریٰ کو ایک مسیح ہدایت کا انتظار ہے۔ یہود کو تو اس وجہ سے
کہ ابھی یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی، اور نصاریٰ کو اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت
کے دن برائے فیصلہ حقائق خدا کی شکل میں آنے والے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اسلامی عقیدہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ وہ حضرت مریم کے بطن مبارک
سے محض نغہ جبرئیل سے پیدا ہوئے پھر بنی اسرائیل کے آخری نبی بن کر مبعوث ہوئے، یہود

نے ان سے بغض و عداوت کا معاملہ کیا، آخر کار جب ایک موقع پر ان کے قتل کی مذموم کوشش کی تو بحکم خداوندی ہر شے ان کو اٹھا کر زندہ سلامت آسمان پر لے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو طویل عمر عطا فرمادی اور قرب قیامت میں جب دجال کا ظہور ہو گا اور دنیا میں فتنہ و فساد پھیلانے لگا، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ قیامت کی ایک بڑی علامت کے طور پر نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔

دنیا میں آپ کا نزول ایک امام عادل کی حیثیت میں ہو گا اور اس امت میں آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوں گے اور قرآن و حدیث (اسلامی شریعت) پر خود بھی عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی اس پر چلائیں گے۔ ان کے زمانہ میں دجو اس امت کا آخری دور ہو گا، اسلام کے سوا دنیا کے تمام مذاہب مٹ جائیں گے اور دنیا میں کوئی کافر نہیں رہے گا، اس لئے جہاد کا حکم موقوف ہو جائے گا، نہ خراج وصول کیا جائے گا اور نہ جزیہ، مال و زراعت عام ہو گا کہ کوئی دوسرے سے قبول نہیں کرے گا۔

نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نکاح بھی فرمائیں گے ان کی اولاد بھی ہوگی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو جائے گی اور مسلمان آپ کی نماز بخارہ پڑھ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روحہٗ اقدس میں دفن کر دیں گے۔

یہ تمام امور احادیث صحیحہ متواترہ میں پوری وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں جن کی تعداد ایک سو سے متجاوز ہے۔

اسلامی عقیدہ کے اہم اجزاء یہ ہیں

- ① حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہی مسیح ہدایت ہیں جن کی بشارت کتب سابقہ میں دی گئی ہے وہ سچے نبی کی حیثیت سے ایک مرتبہ دنیا میں مبعوث ہو چکے ہیں۔
- ② یہود بے ہود کے ناپاک اور گندے ہاتھوں سے ہر طرح محفوظ رہے۔

۳) زندہ بجسد عنصری آسمان پر اٹھائے گئے۔

۴) وہاں بقید حیات موجود ہیں۔

۵) قیامت سے پہلے اس کی ایک بڑی علامت کے طور پر بعینہ وہی مسیح ہدایت و حضرت عیسیٰ بن مریمؑ نزول فرما کر مسیح ضلالت (دجال) کو قتل کریں گے، ان سے الگ کوئی اور شخص ان کی جگہ مسیح کے نام سے دنیا میں نہیں آئے گا، اور نہ قیامت کے دن اپنے ناسوتی یا لالہ ہوتی جسم میں برائے فیصلہ خلایق اتریں گے۔

حضرت عیسیٰؑ کے متعلق قادیانی عقائد

مرزا قادیانی نے اپنی کتب ”ازالہ اوہام“ تحفہ گوٹرویہ، نزول مسیح اور حقیقت الوحی وغیرہ میں جو کچھ لکھا ہے، اس کا خلاصہ مرزا بشیر احمد ایم اے قادیانی نے اپنی کتاب ”حقیقی اسلام“ میں تحریر کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ:

”اس بحث کے دوران میں (مرزا قادیانی نے) مندرجہ ذیل اہم مسائل پر بحث

بذریعہ دست روشنی ڈالی

۱) یہ کہ حضرت مسیح نامری دوسرے انسانوں کی طرح ایک انسان تھے جو دشمنوں کی شرارت سے صلیب پر مژور چڑھائے گئے، مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لعنتی موت سے بچا لیا اس کے بعد وہ خفیہ خفیہ اپنے ملک سے ہجرت کر گئے۔

۲) اپنے ملک سے نکل کر حضرت مسیح آہستہ آہستہ سفر کرتے ہوئے کشمیر میں پہنچے اور وہیں انکی وفات ہوئی۔ (۸۷ برس کے بعد) اور وہیں ان کی قبر (سری نگر کے محلہ خانیان میں ناقل) موجود ہے۔

۳) اسلامی تعلیم کی روش سے کوئی فرد بشر اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر نہیں جاسکتا۔ اس لئے مسیح کے زندہ آسمان پر چلے جانے کا خیال بھی باطل ہے۔

۴) بے شک مسیح کی آمد ثانی کا وعدہ تھا مگر اس سے مراد ایک مثیل مسیح کا آنا تھا نہ کہ خود مسیح کا۔

⑤ یہ کہ مثیل مسیح کی بعثت کا وعدہ خود آپ (مرزا قادیانی) کے وجود میں پورا ہو گیا اور آپ ہی وہ مسیح موعود ہیں جس کے ہاتھ پر دنیا میں حق و صداقت کی آخری فتح مقدر ہے۔
خود مرزا غلام احمد قادیانی نے قسم کھا کر لکھا ہے :

”میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احادیثِ مصمیمہ میں خبر دی ہے جو صحیح بخاری اور مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ وَكُنَّا بِمَا لِلَّهِ شَهِيدًا“

یہود و نصاریٰ کے اختلافات کا فیصلہ بذریعہ قرآن کریم :

اب دیکھنا یہ ہے کہ اہل کتاب کے خیالات میں سے کون سا کتنا صحیح ہے ؛ اس کے جاننے کا قطعی و یقینی ذریعہ قرآن کریم ہے۔ کیوں کہ قرآن کریم کے متعلق ارشاد ہے :

وَمَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لَتَبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ۔
(سورہ نحل آیت ۶۴)

اور ہم نے اتاری تجھ پر کتاب اسی واسطے کہ کھول کر سنادے تو ان کو وہ چیز کہ جس میں جھگڑ رہے ہیں (ترجمہ شیخ الہند)

چنانچہ اہل کتاب کے اس اختلافی معاملہ میں قرآنی فیصلہ یہ ہے :

وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا۔ (سورہ نسا آیت ۱۵۷)

اور انھوں نے نہ اس کو مارا اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن وہی صورت بن گئی ان کے آگے اور جو لوگ اس میں مختلف باتیں کرتے ہیں تو وہ لوگ اس جگہ شبہ میں پڑے ہوئے ہیں کچھ نہیں ان کو اس کی خبر صرف اٹکل پر چل رہے ہیں اور اس کو قتل نہیں کیا بیشک بلکہ اس کو اٹھالیا اپنی طرف اور اللہ ہے

زبردست حکمت والا (ترجمہ شیخ الہند)

قرآن کریم نے بتایا کہ صحیح صورت حال نہ یہود کو معلوم ہے اور نہ نصاریٰ کو۔ محض اندازے اور اٹکل سے باتیں بنا رہے ہیں۔ پھر یہود کے دعویٰ قتل عیسیٰ کی دوبارہ تردید فرماتے ہوئے اصل صورت حال واقعہ کی بتلادی کہ یہ بات یقینی ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ ابن مریم ؑ کو قتل نہیں کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے بغیر اس کے کہ یہود اپنے ناپاک ہاتھوں سے انھیں کسی قسم کا کوئی گزند پہنچائیں، زندہ سلامت اپنے پاس اوپر اٹھالیا، جیسا کہ باری تعالیٰ کا ان سے وعدہ تھا، "وَمَطَّهِرُكُم مِّنَ الذِّمِّیْنَ كَفَرُوْا"۔ اور پاکے دوں گا تمہ کو کافروں سے۔ (ترجمہ شیخ الہند) اس سے نصاریٰ کے بڑے فرقے کی بھی تردید ہو گئی جو رفع عیسیٰ سے پہلے ان کے قتل و صلب کو تسلیم کرتا ہے۔ نیز اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ یہود نے جس عیسیٰ بن مریم ؑ نامی شخص کو قتل کرنے کی کوشش کی اور جسے اللہ تعالیٰ نے بحفاظت تمام اوپر اٹھالیا وہ واقعہ وہی مسیح ہدایت تھے جن کی بشارت کتب سابقہ میں دی گئی تھی، کیوں کہ عیسیٰ ابن مریم کے قتل کی تدبیر کر لے اور دعویٰ قتل کی وجہ سے بھی یہود لعنت خداوندی کے مستحق بنے ہیں جیسا کہ دیگر افعال و اقوال شنیعہ کی وجہ سے، اگر وہ نفوذ باللہ جھوٹے مدعی نبوت ہوتے تو ان کے ساتھ اس طرح کے برتاؤ کو یہود کے اسباب لعنت میں نہ شمار کرایا جاتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پر چڑھائے جانے

کو تسلیم کرنا یہود و نصاریٰ کی موافقت ہے، اور رفع

کا انکار کر کے نیز بجائے مسیح ہدایت (حضرت عیسیٰ)

قادیانی عقائد پر تبصرہ

کے کسی اور شخصیت کی آمد کو تسلیم کر کے یہود بے یہود کی موافقت کی گئی ہے، بہر حال اکثر امور میں یہود کی موافقت ہے۔ بس اتنی بات زائد ہے کہ منتظر نے مسیح ہدایت کا مصداق مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو بتلایا ہے جب کہ یہود اپنے خیال کے مطابق اصلی مسیح ہدایت کے منتظر ہیں۔



بحث کا اصل نقطہ رفع و نزول عیسیٰؑ

قادیانی خیالات کی تردید کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صرف حیات کی بحث کافی نہیں ہے، اس کی مکمل تردید جب ہی ہوگی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع و نزول ثابت کر دیا جائے۔ ہا حیات کا سلسلہ وہ اسی بحث کے ضمن میں لزوماً خود بخود ثابت ہو جائے گا، قرآن کریم نے بھی یہودی تردید کے موقع پر قتل عیسیٰؑ کی نفی کر کے اس کے مقابلہ میں حیات عیسیٰؑ کا تذکرہ مراخبا نہیں کیا، بلکہ بَلْ رَفَعَهُ اللہُ فرمایا ہے، جس کے ضمن میں حیات عیسیٰؑ خود بخود معلوم ہو گئی۔

اسلامی عقیدہ کے اجزاء کے الگ الگ دلائل | حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق اسلامی عقیدہ کا تجزیہ

کیا جا چکا ہے۔ اب ہم ہر حزب کی دلیل ذکر کرتے ہیں۔

① حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہنچے نبی و رسول تھے۔

دلیل | اِذْ قَالَ عِيسَىٰ بْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِي اِسْرٰٓئِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْ مِنَ التَّوْرَةِ وَبَشِّرَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِیْ مِنْ بَعْدِیْ اِسْمٰهُ اَحْمَدُ۔ (سورۃ المصفٰت ۱۷)

جب کہ عیسیٰ بن مریمؑ نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں، کہ مجھ سے جو پہلے توڑا ہے میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور میرے بعد جو ایک رسول آنے والے ہیں جن کا نام احمد ہوگا، ان کی بشارت دینے والا ہوں (حضرت تھانویؒ)

② حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہودی کے ہاتھوں مقتول مصلوب نہیں ہوئے۔

دلیل | وَ مَكْرُوۡا وَمَكْرَ اللّٰہِ وَاَللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ۔ (ال عمران آیت ۵۴)

اور ان لوگوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ نے خفیہ تدبیر فرمائی، اور اللہ سب تدبیریں کرنے والوں سے اچھے ہیں۔ (حضرت تھانویؒ)

مکر کے اصلی معنی تدبیر محکم (مضبوط و کامل تدبیر) ہیں، لیکن عرف میں اب یہ لفظ خصوصاً ایسی تدبیر کے لئے استعمال ہوتا ہے جو کسی کو نقصان پہنچانے کے لئے کی جائے۔ (تفسیر کبیرہ ج ۳) یہودی بے یہود نے حضرت عیسیٰ ؑ کی نبوت کو تسلیم نہیں کیا تھا، ان کے معجزات کو جادو قرار دیا تھا، اس لئے ان کے قتل و سولی دینے کی تدبیر کی، لیکن باری تعالیٰ نے ان کی تدبیر کو ناکام کرنے کی کامل و مکمل تدبیر فرمائی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں تو خیر ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے شر سے پوری طرح محفوظ رکھ کر ان کو آسمان پر اٹھالیا، مگر یہ تدبیر یہودیوں کے حق میں شر ثابت ہوئی کہ ان میں سے ایک شخص پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھے شبابت ڈال دی گئی اور انھوں نے اسی کو پکڑ کر سولی پر چڑھا دیا اور قتل کر دیا۔

دلیل ۲ وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَىٰ بْنِ مَرْيَمَ رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ
اور انکے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم ؑ کو جو کہ رسول ہیں، اللہ تعالیٰ کے قتل کر دیا، حالانکہ انھوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا، لیکن ان کو شبابہ ہو گیا (بیان القرآن)

(سورۃ ساد آیت ۷۵)

اس آیت میں دو طریقوں سے عدم مصلوبیت پر استدلال ہو سکتا ہے۔

۱۱۔ باری تعالیٰ نے صراحۃً قتل و صلب کی نفی فرمائی ہے۔

۱۲۔ سیاق کلام پر نظر ڈالنے سے واضح ہے کہ باری تعالیٰ نے اس موقع پر یہودیوں پر

ہونے کے اسباب میں کچھ ان کے افعال شنیعہ اور کچھ اقوال باطلہ ذکر فرمائیں ہیں۔

افعال شنیعہ کی نسبت صاف صاف ان کی طرف کی گئی ہے کہ واقعہ یہ حسرتیں

ان سے صادر ہوئی ہیں، یعنی نقص میثاق، کفر اور قتل انبیاء علیہم السلام، لیکن حضرت

عیسیٰ ؑ کے متعلق یہودیوں کی گستاخی کا تذکرہ فرماتے وقت قتل مسیح کی نسبت ان کی

طرف نہیں کی، بلکہ ان کا صرف یہ قول نقل فرمایا اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَىٰ بْنِ

مَرْيَمَ یعنی یہ ان کا بزدل دعویٰ ہے، واقعہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں، جیسے ان کا

قلوبہم غلف کہنا خلاف واقعہ ہے اور جیسے حضرت مریم کے بارے میں ان کی بکو اس

بتان عظیم ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر یہود نے واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھایا ہوتا اور ان کو قتل کیا ہوتا تو دیگر حرکات قبیحہ کی طرح قتل و صلب کی نسبت ان کی جانب کر کے ان کی ملعونیت کو بتایا جانا اور عبارت یوں ہوتی۔ و بقتلہم وصلبہم المسیح کیوں کہ یہ بمقابلہ محض قول کے زیادہ بڑا جرم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے زندہ جسد عنصری کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

(۳)

کو آسمان پر اٹھالیا

جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے عیسیٰ میں لے لوں گا تجھ کو اور اٹھا لوں گا اپنی طرف اور تم کو ان لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں جو منکر ہیں اور جو لوگ تمہارا کہنا ماننے والے ہیں ان کو غالب رکھنے والا ہوں ان لوگوں پر جو کہ منکر ہیں، روز قیامت تک پھر میری طرف ہوگی سب کی واپسی، سو میں تمہارے درمیان فیصلہ کر دوں گا، ان امور میں جن میں تم باہم اختلاف کرتے تھے۔

ادّٰقَالَ اللّٰهُ يٰعِيسٰى اِلٰى دَلِيلٍ اُمْتَوِّبِيْكَ وَّرَافِعُكَ اِلَیَّ وَمَطْهَرُكَ مِنَ الدِّیْنِ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الدِّیْنِ اسْتَبْعُوْكَ فَوْقَ الدِّیْنِ كَفَرُوْا اِلَیَّ یَوْمَ الْقِیْمَةِ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمْ بَیْنَكُمْ فِیْمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (سورہ ال عمران ۵۵)

(ترجمہ شیخ الہند)

اس آیت کریمہ کے متصل ماقبل کی آیت کریمہ دمکروا و منکروا اللہ میں باری تعالیٰ کی جس خفیہ و کامل تدبیر کی جانب اشارہ فرمایا گیا تھا۔ اس کی تفصیل حسب بیان مفسرین آیت حاضرہ میں فرمائی گئی ہے۔ اس محکم تدبیر کے وقوع سے پہلے ہی جب کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ کی جائے قیام کا محاصرہ کر کے قتل و سولی پر چڑھانے کا ناپاک منصوبہ بنا رہے تھے، حضرت حق جل مجدہ نے ایسے نازک وقت میں حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کو

تسلّی دینے کے لئے بشارت دے دی کہ آپ کے دشمن خائب و خاسر رہیں گے، اس سلسلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چار وعدے فرمائے گئے۔

① میں تجھے پورا پورا لے لوں گا۔

② اور تجھے اپنی طرف آسمان پر اٹھالوں گا۔

③ اور تجھے کفار (یہود) کے شر سے صاف بچالوں گا۔

④ تیرے متبعین کو تیرے دشمنوں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔

یہ چار وعدے اس لئے فرمائے گئے کہ یہود کے مکر و تدبیر میں یہ تفصیل تھی کہ:

۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑیں۔

۲۔ اور طرح طرح کے عذاب دے کر ان کو قتل کریں۔

۳۔ اور پھر خوب رسوا اور ذلیل کریں۔

۴۔ اور اس ذریعہ سے ان کے دین کو فنا کریں کہ کوئی ان کا متبع و نامہ لیا بھی نہ رہے۔

لہذا ان کے پکڑنے کے مقابلہ میں متوفیؑ فرمایا، یعنی تم کو مہر پور لینے والا ہوں تم

میری حفاظت میں ہو۔ اور ارادہٴ ایذا و قتل کے مقابلہ میں راضیؑ الی فرمایا، یعنی

میں تم کو آسمان پر اٹھالوں گا۔ اور رسوا و ذلیل کرنے کے مقابلہ میں مہر کے من

الدین کفروا فرمایا، یعنی میں تم کو ان یہودنا سعود سے پاک کروں گا، رسوائی و بے حرمتی

کی نوبت ہی نہیں آئے گی اور اعدام امت اور اعدام دین کے مقابلہ میں جاعل

الدین اتبعولہ الخ فرمایا، یعنی تیرے رفع کے بعد تیرے متبعین کو ان کفار پر غلبہ دوں گا۔

توفی کے معنی | بہر حال پہلا وعدہ لفظ توفی سے فرمایا گیا ہے، اس کے حروفِ اصلہ

وفا، ہیں جس کے معنی ہیں پورا کرنا، چنانچہ استعمال عرب ہے و فی

بعہدہ اپنا وعدہ پورا کیا۔

باب تفعل میں جانے کے بعد اس کے معنی ہیں اخذ الشئ و افنا، یہ معنی کسی چیز

کو پورا پورا لینا، تو فی کا یہ مفہوم جنس کے درجہ میں ہے جس کے تحت یہ تمام انواع آتی ہیں، موت
نہیں اور رفع جمائی۔ چنانچہ امام رازیؒ فرماتے ہیں،

قوله انی متوفیک يدل على حصول التوفی وهو جنس تحته انواع بعضها بالموت وبعضها بالاصعاد الى السماء فلما قال بعده ورافعک الى کان هذا تعینا للنوع ولم یکن تکراراً
باری تعالیٰ کا ارشاد انی متوفیک صرف حصول توفی پر دلالت کرتا ہے اور وہ ایک جنس ہے جس کے تحت کئی انواع ہیں کوئی بالموت اور کوئی بالرفع الی السماء۔ پس جب باری تعالیٰ نے اس کے بعد ورافعک الیٰ کان ہذا تعیناً للنوع ولم یکن تکراراً الیٰ فرمایا، تو یہ نوع کو متعین کرنا ہوا، نہ کہ تکرار۔

یہ سہ قاعدہ ہے کہ کسی لفظ جنس کو بول کر اس کی خاص نوع مراد لینے کے لئے قرینہ
حالیہ و متعالیہ کا پایا جانا ضروری ہے۔ تو یہاں توفی بمعنی رفع جمائی الیٰ السماء لینے کے لئے
ایک قرینہ یہ ہے کہ اس کے فوراً بعد ورافعک الیٰ فرمایا گیا۔ رفع کے معنی ہیں، اوپر اٹھا
لینا، کیوں کہ رفع وضع و خفض کی ضد ہے جس کے معنی نیچے رکھنا، اور پست کرنا۔

اور دوسرا قرینہ و مطہرک من الذین کفروا ہے۔ کیوں کہ تطہیر کا مطلب یہی ہے
کفار (یہود) کے ناپاک ہاتھوں سے آپ کو صاف بچالوں گا۔
چنانچہ ابن جریرؒ م سے محدث ابن جریرؒ نے نقل فرمایا ہے،

عن ابی جریج قوله انی متوفیک و رافعک الیٰ و مطہرک من الذین کفروا
تفسیر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالینا ہی آپ کی توفی ہے اور
یہی کفار سے ان کی تطہیر ہے۔

اور تیسرا قرینہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت مرفوعہ ہے جس کو امام بیہقیؒ نے منقول
فرمایا ہے، اور جس میں نزول من السماء کی تصریح ہے۔

کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکملہ

اس لئے کہ نزول سے پہلے رفع کا ثبوت ضروری ہے۔

اسی طرح جب یہ لفظ موت کے معنی دے گا تو قرینہ کی احتیاج ہوگی۔ مثلاً :

قَدْ يَتَوَقَّكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي
وَكِيلٌ بِكُمْ (الم سجده ص ۱۱)

اے پیغمبر ان سے کہدو کہ تم کو قبض کرے گا

ملک الموت جو تم پر مقرر کیا گیا ہے (یعنی تم کو

مارے گا۔

اس میں ملک الموت قرینہ ہے، دیگر متعدد آیات میں بھی بر بنائے قرآن توفی معنی موت

آیا ہے کیوں کہ موت میں بھی توفی یعنی پوری پوری گرفت ہوتی ہے۔

ایسے ہی جہاں نیند کے معنی دے گا، تو بھی قرینہ کی ضرورت ہوگی۔ مثلاً :

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَقَّكُمْ بِاللَّيْلِ

خدا ایسی ذات ہے کہ تم کو رات کے وقت

پورا لے لیتا ہے، یعنی سلا دیتا ہے۔

(انعام آیت ص ۱۱)

یہاں یل اس بات کا قرینہ ہے کہ توفی سے مراد نوم ہے کیوں کہ وہ بھی توفی (پوری

پوری گرفت) کی ایک نوع ہے۔

یہ تمام تفصیلات مبلغاء کے استعمال کے مطابق ہیں۔ البتہ عام لوگ توفی کو امانت

اور قبض روح کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔

چنانچہ کلیات ابوالبتاء میں ہے :

”التوفی الاماتۃ وقبض الروح وعلیہ استعمال العامة

او الاستیفاء واخذ الحق وعلیہ استعمال البلغاء“

بہر حال زیر بحث آیت کریمہ میں بر بنائے قرآن توفی کے معنی رفع جسمانی کے ہیں۔

امانت کے نہیں ہیں۔ البتہ قبض روح بصورت نیند کے معنی ہو سکتے ہیں کیونکہ قبض روح

کی دو صورتیں ہیں،

ایک مع الاساک اور دوسری مع الارسال۔ تو اس آیت میں تو فی بقرینہ رافک الیٰ بمعنی نیند ہو سکتی ہے اور یہ ہمارے مدعا کے خلاف نہیں ہوگا، کیوں کہ منام اور رفع جسمی میں جمع ممکن ہے۔ چنانچہ مفسرین کی ایک جماعت نے اس کو اختیار کیا ہے،

”الشانی، المراد بالتونی النوم ومنه قوله تعالى الله يستوفي الانفس حين موتها والتي لم تمت في منامها فجعل النوم وفاة وكان عيسى قد نام فرفعه الله وهو نائم لئلا يلحقه خوف“ ۱

دلیل ۲ | وَمَا قَتَلُوهُ يَقِيْنًا
بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ إِلَیْهِ۔ اور اس کو قتل نہیں کیا بے شک بلکہ اسکو اٹھالیا اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف۔

(سورہ نساء آیت ۱۵۷-۱۵۸) (ترجمہ شیخ الہند)

یہودیوں کی جانب سے مماصرہ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کے زندہ رفع جسمانی کا جو وعدہ خداوندی ہوا تھا، اس کے پورا ہونے کی اطلاع مذکورہ بالا آیات کربہ میں دی گئی ہے۔

لفظ رفع کی تحقیق | رفع کے لغوی معنی اوپر بتائے جا چکے ہیں۔ المصباح المنیر میں مذکور ہے،

فالرفع فی الاجسام حقيقة فی الحركة والانتقال وفي المعانی محمول علی ما يقتضيه المقام، ۲

لفظ رفع جسموں کے متعلق حقیقی معنی کی رو سے حرکت اور انتقال کے لئے ہوتا ہے، اور معانی کے متعلق جیسا موقع و مقام ہو ویسی مراد ہوتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ رفع کے حقیقی و وضعی معنی جب کہ اس کا متعلق جسم ہو یہی ہے کہ اس کو نیچے سے اوپر حرکت دے کر منتقل کر دینا، ان حقیقی معنی کو بلا تعذر حقیقہً ترک نہیں

کیا جائے گا اور بل رفعہ اللہ کو حقیقی معنی پر محمول کرنے میں ذرہ برابر کوئی تعذر ہے نہیں جب کہ محاورات میں اس کی بہت سی نظائر موجود ہیں۔ مثلاً حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے کے انتقال کی حدیث میں آتا ہے :

فرفع الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصبی۔^۱
یعنی وہ لڑکا (آپ کا نواسہ) آپ کے پاس اٹھا کر لایا گیا۔

اور اہل زبان بولا کرتے ہیں :

رفعت الزرع الی البیدر۔^۲
میں کھیت کاٹ کر اور غلہ اٹھا کر خرمن گاہ میں لے آیا۔

بہر حال بل رفعہ اللہ میں رفع جسمانی مع الروح تو یقیناً مراد ہے جو اس کا معنی حقیقی ہے، کیوں کہ ضمیر عسیٰ کی طرف راجع ہے جو جسد مع الروح کا نام ہے نہ کہ صرف روح کا، البتہ اس کے ساتھ معنی کنائی کے طور پر رفع منزلت کے معنی بھی لئے جاسکتے ہیں۔ کیوں کہ رفع جسمانی کے ساتھ رفع منزلت بھی پایا جاسکتا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَرَفَعَ الْبُؤْيَةَ عَلَى الْعَرْشِ
(سورہ یوسف آیت ۵۶)
یعنی یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو تخت پر چڑھا کر بٹھایا۔

اور جہاں قرینہ پایا جائے گا وہاں لفظ رفع مجازاً صرف رفع منزلت کے معنی دیگا اس کے ساتھ رفع جسم کے معنی نہیں لئے جاسکتے کیوں کہ حقیقۃً و مجازاً کا جمع ہونا جائز نہیں ہے۔ جیسے ارشاد ہے :

وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ
(سورہ زحرف ۴۲)
اور ہم نے ایک کو دوسرے پر رفعت دے رکھی ہے۔

بہر حال بل رفعہ اللہ میں نہ تو حقیقی معنی متعذر ہیں اور نہ کوئی قرینہ صارفہ موجود ہے اس لئے یہاں صرف رفع منزلت کے معنی نہیں ہو سکتے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کو سمجھنے کے لئے ایک آیت بھی کافی تھی مگر قرآن کریم میں دو جگہ صراحتاً لفظ رفع کے ساتھ اس کو بیان فرمایا گیا، لیکن بے بصیرت و بے بصارت قادیانی گروہ یہی رٹ لگاتا رہتا ہے کہ ”سارے قرآن شریف میں ایک آیت بھی ایسی نہیں کہ جس سے حضرت مسیحؑ کا زندہ مجدد عصری آسمان پر جانا ثابت ہو“ فَسُحْقاً لَهُمْ۔

حالانکہ مذکورہ دو آیتوں کے علاوہ متعدد آیات کریمہ سے رفع عیسیٰؑ مجیدہ کا مضمون ثابت ہے۔ مثلاً :

۱. وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ - (نساء ۱۵۹)
۲. وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلْعَالَمِينَ - (زخرف ۷۱)
۳. وَجِئْهَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ - (ال عمران ۴۵)
۴. لَنْ يَسْتَنْفِذَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدَ اللَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ - (نساء ۱۷۲)

۵. وَكَلَّمَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَلَّمَ الَّذِينَ الصَّالِحِينَ - (ال عمران ۴۷)
۶. وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ - (مائدہ ۷۱)
۷. وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَمَا كُنْتُ - (مريم ۳۱)

ان آیات کریمہ سے رفع عیسیٰ کے مسئلہ پر استدلال کی تقریروں کی تفصیلات کتاب شہادت القرآن، مولفہ جناب مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمہ کے حصہ اول میں ملیں گی۔

۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام رفع سماوی کے بعد قید حیات میں

ابن جریر و ابن ابی الحاتم نے حضرت ربیع سے روایت کیا ہے کہ نصاریٰ وفد بخیران حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور حضور سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام	روی ابن جریر و ابن ابی الحاتم عن الربیع قال ان النصاری اتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاجابوہم
--	---

النبي صلى الله عليه وسلم الى ان قال الستر تعلمون ان ربنا حي لا يموت وان عيسى يا اتي عليه الفناء معلوم ہوا کہ ابھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، نزول کے بعد ان کی وفات ہوگی۔

دلیل ۲ | عن الحسن قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لليهود ! ان عيسى لم يموت وانه راجع اليكم قبل يوم القيمة، ۱

دلیل ۳ | وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا الْيَوْمِئِنْ يَكْفُرُونَ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (سورۃ نساء آیت ۱۵۹)

اس سے متصل پچھلے کلام میں باری تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل و صلب کی نفی فرمادی ہے۔ اس پر سوال ہو سکتا ہے کہ زمین پر تو ان کی موت طبعی نہیں ہوئی، تو کیا آسمان پر اٹھائے جائیں گے بعد وہیں وفات پائیں گے۔ اس سوال کا جواب آیت حاضرہ میں دیا گیا ہے کہ وہ ابھی زندہ ہیں اور ان کے نزول کے بعد اس وقت کے تمام یہود و نصاریٰ ان کی وفات سے پہلے پہلے ان پر ایمان لائیں گے۔



قیامت پہلے اسکی ایک بڑی علامت کے طور پر بعینہ وہی مسیح ہدایت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ایک انسان اور نبی ہیں آسمان سے اتریں گے اور

مسیح ضلالت (دجال اعمور) کو قتل کریں گے پھر ان کی وفات ہوگی

قرب قیامت میں قتل دجال کے لئے نزول عیسیٰ علیہ السلام کا مضمون احادیث صحیحہ متواترہ میں صراحت آیا ہے جس سے رفع عیسیٰ بھی لزوماً ثابت ہو جاتا ہے جیسا کہ رفع عیسیٰ کا مضمون رفع کی صراحت کے ساتھ قرآن کریم میں آیا ہے۔

آیات قرآنیہ سے نزول عیسیٰ کا ثبوت | اشارۃً قریب بصراحت کے موجود ہے،

۱۔ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ (نساء ۱۵۹) ترجمہ: اور اہل کتاب میں سے کوئی نہ رہے گا مگر وہ حضرت عیسیٰ م پر ان کی موت سے پہلے ضرور ایمان لائے گا۔

۲۔ وَإِنَّهُ لَعِلَّمَ السَّاعَةَ (زخرف ۷۱) ترجمہ: اور بے شک وہ قیامت کی ایک نشانی ہیں۔ چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وفزول عیسیٰ من السماء کما قال اللہ تعالیٰ وإنه لعلم للساعة ای علامۃ القیامۃ، وقال اللہ تعالیٰ: وإن من اهل الكتاب الا لیؤمننَّ به قبل موتہ ای قبل موت عیسیٰ بعد نزوله عند قیام الساعۃ فیمیر الملل ملة واحدة (مترجم فقہ اکبر ص ۳۷)

آسمان سے نزول عیسیٰ، قول باری تعالیٰ کہ عیسیٰ قیامت کی علامت ہیں، سے ثابت ہے۔ نیز اس ارشاد سے ثابت ہے کہ اہل کتاب ان کی آسمان سے تشریف آوری کے بعد اور موت سے پہلے قیامت کے قریب ان پر ایمان لائیں گے پس ماری ملتیں ایک ہو جائیں گی

ان دو آیتوں کے علاوہ بعض دیگر آیات سے بھی علماء اسلام نے نزول عیسیٰ کو ثابت کیا ہے۔

احادیث نبویہ سے نزول عیسیٰ کا ثبوت

پہلی حدیث

عن النّوأس بن السّعمان قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیہ وسلم اذا بعث اللّٰه المسیح بن مریم ینزل عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق بین مہرودتین واضعاً کفہ علی اجنحة ملکین اثم فیطلبہ حتی یدرکہ بباب لد فیقتلہ۔

کی تلاش میں نکلیں گے تا آنکہ اسے باب لد کے مقام پر پائیں گے پھر اسے قتل کر دیں گے۔

حضرت نواس بن سمان رضی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اچانک اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمائیں گے وہ دمشق کی جامع مسجد کے سفید مشرقی منار پر اتریں گے وہ دو زرد چادریں پہنے ہوں گے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے ہوں گے، پھر وہ دجال کی تلاش میں نکلیں گے تا آنکہ اسے باب لد کے مقام پر پائیں گے پھر اسے قتل کر دیں گے۔

اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ بطور معجزہ ان کے منہ کی ہوا حدنگاہ تک پہنچے گی اور اس سے کافر مر جائیں گے۔

دوسری حدیث

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیہ وسلم کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم من السماء

حضرت ابو ہریرہ رضی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری خوشی کا اس وقت کیا حال ہوگا جب کہ عیسیٰ بن مریم تم میں آسمان سے نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا (یعنی امام ہدیٰ تمہارے امام ہونگے اور حضرت

لے تفصیل کے لئے دیکھئے 'روم زائیت کے زیر اصول' افادات حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی دامت برکاتہم۔ ۱۰۰/۱۰۰

واما مکرم منکم۔ عیسیٰ باوجود نبی و رسول ہونیکے امام مہدی کا اقتدار کریں گے۔

تنبیہ ۱: اس حدیث میں لفظ "نساء" کی صراحت ہے۔

تنبیہ ۲: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مہدیؑ الگ الگ شخصیتیں ہیں۔

تیسری حدیث | عن ابی ہریرۃؓ
قال قال رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذی
نفسی سیدۃ لیوشکن ان یزول
فیکم ابن مریم حکما ھذا لافیکسر
المصلیب ویقتل الخنزیر ویضع
الحرب ویضع المال حق لا یقبلہ
احد حق تکلون السجدة الواحدة
خیرا من الدینا وما فیھا..... ثم
یقول ابو ہریرۃ واقروا ان شئتم
وان من اهل الکتاب الا لیومنن
بہ قبل موته ویوم القیامۃ
یکون ھلہم شہیدا۔

حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات
کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے مقرب
تم میں عیسیٰ بن مریم حاکم عادل کے طور پر نازل
ہوں گے۔ پس وہ صلیب توڑ ڈالیں گے اور
خنزیر قتل کر دیں گے اور جہاد کو ختم
کر دیں گے اور مال کی افراط اس قدر
ہوگی کہ کوئی بھی اس کو قبول نہیں کرے گا
یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا و ما فیہا سے بہتر
ہوگا..... پھر حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے
تھے کہ اگر تمہارا جی چاہے تو اس آیت کو
پڑھ لو وان من اهل الکتاب الا
اہل کتاب میں سے کوئی نہ رہے گا مگر وہ

عیسیٰ علیہ السلام کی ان کے مرنے سے پہلے ضرور تعین کر لے گا اور قیامت کے

روز وہ ان پر گواہی دیں گے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

بخاری اور مسلم کی روایت میں لفظ واقروا الخ موقوفاً علی ابی ہریرہؓ نقل کیا گیا ہے۔ لیکن
یہ مرفوع کے حکم میں ہے کیوں کہ امام طحاویؒ شرح معانی الآثار میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرتے تھے تو ان سے سوال کیا جاتا کہ کیا یہ حدیث حضورؐ تک متقل ہے۔ تو وہ فرماتے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہر حدیث سند متقل ہی ہوتی ہے۔

عن محمد بن سيرين كان اذا حدث عن ابي هريرة لم يقل له عن النبي صلى الله عليه وسلم فقال كل حديث ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم

لیکن بعض دیگر روایات میں یہ حصہ مرفوعاً بھی نقل کیا گیا ہے۔
بہر حال اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قبل موتہ میں ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جیسا کہ لیومنین ۱۱۱ میں ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔
چنانچہ ارشاد الساری شرح بخاری میں ہے :

یعنی اہل کتاب میں سے کوئی بھی نہ ہوگا مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر عیسیٰ کی موت سے پہلے ایمان لے آئے گا اور وہ اہل کتاب ہوں گے جو ان (حضرت عیسیٰ) کے زمانہ (نزول) میں ہوں گے، پس صرف ایک ہی ملت اسلام ہو جائے گی۔ اور حضرت ابی عباس رضی اللہ عنہ نے اس پر جزم کیا ہے اس روایت کے مطابق جو ابن جریر نے ان سے سعید بن جبیر کے طریق سے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کی۔

وان من اهل الكتاب احد الا ليؤمنن بعيسى قبل موت عيسى وهم اهل الكتاب الذين يكونون في زمانه فتكون الملة واحدة وهي ملة الاسلام وبهذا اجزم ابن عباس فيمارواه ابن جرير من طريق سعيد بن جبير عنه باسناد صحيح۔

حیاتِ نزول عیسیٰ پر امت کا اجماع ہے | آیاتِ کریمہ و احادیث مرفوعہ متواترہ کی بناء پر حضراتِ صحابہ سے لے کر

آج تک امت کا حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کے قطعی عقیدہ پر اجماع چلا آ رہا ہے۔ ائمہ دین میں سے کسی سے بھی اس کے خلاف مروی نہیں ہے۔ معتزلہ جو بہت سے مسائلِ کلامیہ میں اہل سنت والجماعت سے اختلاف رکھتے ہیں، ان کا عقیدہ بھی یہی ہے جیسا کہ کثافت میں زحشریؒ نے اس کی تشریح کی ہے۔

چنانچہ ابن عطیہؒ فرماتے ہیں،

حياة المسيح بجسمه الى اليوم و نزوله من السماء بجسمه العنصري مما اجمع عليه الامة وتواتر به الاحاديث ۱۰
تمام امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آسمان پر زندہ ہیں۔ اور قرب قیامت میں بحکمِ عنصری پھر تشریف لانے والے ہیں جیسا کہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔

یہ ایک سو سے زیادہ احادیث تیس صحابہ کرامؓ سے مختلف انداز سے مروی ہیں جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

ابو ہریرہؓ، جابر بن عبد اللہؓ، نواس بن سمعانؓ، ابن عمرؓ، حذیفہ بن اسیدؓ، ثوبانؓ، ابو امامہؓ، ابن مسعودؓ، ابونضرؓ، سمرہؓ، عبدالرحمن بن جحیرؓ، ابوالطفیلؓ، انسؓ، واثلہؓ، عبداللہ بن سلامؓ، ابن عباسؓ، اوشؓ، عمران بن حصینؓ، عائشہؓ، سفینہؓ، حذیفہؓ، عبداللہ بن مغفلؓ، عبدالرحمن بن سمرہؓ، ابوسعید الخدريؓ، عمارؓ، ربیعؓ، عروہ بن رومؓ، الحسنؓ، کعبہؓ۔

ان حضرات کی تفصیلی روایات ”المترج بما تواتر فی نزول المسیح“ میں ملاحظہ کی جائیں۔ یہ کتاب درحقیقت زہریؒ وقت حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ قدس سرہ سابق

صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند کی الماکرہ ہے جس کو ان کے شاگرد رشید حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان نے بہترین انداز میں مرتب فرما کر اہل اسلام کی ایک نمایاں خدمت انجام دی ہے۔ جزاء اللہ وافیاً۔ اور اس کتاب پر اس زمانہ کے محقق نامور عالم حضرت شیخ عبدالفتاح ابو غدہ مدظلہ نے تحقیقی کام کیا ہے اور مزید تلاش و جستجو کے بعد بیس احادیث کا اضافہ ”استدراک کے نام سے فرمایا ہے۔

قَادِيَانِي تَلْبِيسَاتٌ اَوْ اِنْكَازَالُهُ

مُتَوَفِّكَ سَمْتَعْلَق قَادِيَانِي مُعَاَلَطَه

قرآن شریف میں اول سے آخر تک توفی کے معنی روح کو قبض کرنے اور جسم کو بیکار چھوڑ دینے کے لئے گئے ہیں۔

چنانچہ یہاں بھی متوفیک کے معنی رئیس المنسرين حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی بخاری میں تعلیقاً میستک نقل کئے گئے ہیں۔ اگر یہ معنی صحیح نہ ہوتے تو اپنی صحیح میں اس کو نہ لاتے۔

مُتَوَفِّكَ کے یہ معنی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرنے والا راوی علی بن ازالہ ابی طلحہ ہے۔

علماء اساء الرجال نے اس کے متعلق ضعیف الحدیث، منکر، لیس، محمود المذہب کے جملے فرمائے ہیں۔ اور یہ کہ اس نے حضرت عبداللہ ابن عباس کی زیارت بھی نہیں کی درمیان میں مجاہدہ کا واسطہ ہے۔ بہر حال یہ روایت غیر صحیحہ ہے۔

۱۔ ازالہ اوہام در خرائن ص ۲۴۶، ۲۔ تفسیر ابن جریر ص ۱۸۴ جلد ۳،

۳۔ دیکھئے میزان الاعتدال ص ۲۲۶، تہذیب التہذیب ص ۳۳۹-۳۴۰،

رہا یہ کہ پھر صحیح بخاری شریف میں یہ روایت کیسے آگئی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام بخاری کا یہ التزام صرف احادیث سندہ کے بارے میں ہے نہ کہ تعلیقات و آثار صحابہ کے ساتھ۔ چنانچہ فتح المغیث میں ہے :

”قول البخاری ما دخلت فی کتابی الا ما صح علی، مقصود بہ

هو الاحادیث المصححة المسندة دون التعالیق والاشارة الموقوفة

علی الصحابة فمن بعد هم والاحادیث المترجمة بها ونحو ذلك ۱

ازالہ ۲ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے دوسری صحیح روایت میں اگرچہ توفی کے معنی منقول ہیں مگر اسی روایت میں کلمات آیت کے اندر تقدیم و تاخیر بھی ملاحظہ مذکور ہے جس سے قادیانی گروہ کی خود بخود تردید ہو جاتی ہے۔

اخرج ابن عساکر واسحاق بن بشر
عن ابن عباسؓ قال قوله تعالى
نغیثنی الی متوفیک ورافعک
الی قال الی رافعک ثم متوفیک
فی اخر الزمان ۲

یعنی ابن عساکر اور اسحاق بن بشر نے
(بروایت صحیح) ابن عباسؓ سے روایت
کی ہے کہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ میں
آپ کو اٹھانے والا ہوں اپنی طرف۔ پھر
آخر زمانہ میں (بعد نزول) آپ کو موت
دیئے والا ہوں۔

ازالہ ۳ تفسیر ابن کثیر میں عبداللہ بن عباسؓ سے صحیح روایت منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنیہر قتل کے زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔

ورفع عیسیٰ من روضۃ فی البیت
الی السماء هذا اسناد صحیح الی
ابن عباسؓ ۳

عیسیٰ علیہ السلام گھر کے روضہ سے (زندہ)
آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ یہ اسناد
ابن عباسؓ تک بالکل صحیح ہے۔

ازالہ ۲ | یہ دعویٰ بالکل بے بنیاد ہے کہ قرآن میں توفی کے معنی صرف قبض روح یعنی موت کے ہیں۔ کیوں کہ نوم اور رفع جسمانی میں توفی کا استعمال موجود ہے جس کی مثالیں گزر چکیں۔

رافعہ الیٰ اور بل رفعہ اللہ الیہ میں قادیانی مغالطہ

مغالطہ ۱ | مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ ----- مسیح مصلوب و مقتول ہو کر نہیں مرا، بلکہ خدا تعالیٰ نے عزت کے ساتھ اسکو اپنی طرف اٹھالیا۔ یہ امر واضح ہے کہ بلا توقف اور فوراً رفع کا وعدہ ہوا تھا۔

تردید ۱ | مرزا قادیانی کو بھی یہ بات تسلیم ہے :

”خود یہ الفاظ دلائل کرتے ہیں کہ وہ وعدہ جلد پورا ہونے والا ہے اور اس میں کچھ توقف نہیں“۔

لہذا اگر رفع کے معنی عزت کی موت کے لئے جائیں تو مطلب یہ ہوگا کہ مسیح اسی وقت وفات پاگئے۔ جس سے یہودی عقیدہ کی تائید ہوگی جو قرآن کی نظر میں لفظی عقیدہ ہے۔ رفع کے معنی عزت کی موت، ادلاً تو لغت کے خلاف ہے، دوسرے تمام مفسرین و مجددین نے رافعہ الیٰ اور رفعہ اللہ میں رفع سے مراد رفع جسمانی ہی لیا ہے، کسی ایک نے بھی عزت کی موت اس کا ترجمہ نہیں کیا۔

تردید ۲ | اگر رفع کے معنی عزت کی موت کے لئے جائیں تو باری تعالیٰ کے کلام میں تضاد لازم آئے گا۔ اس لئے کہ متوفیک کو بمعنی اخذ الشئ و اٹھانے کو ایک طرف یہ وعدہ فرمانا کہ تمہارا جسد مع الروح (زندہ) بلا توقف پورا پورا اٹھالوں گا۔ دوسری جانب اگلے فقرہ میں ابھی عزت کی موت دینے کی خبر دینے میں کھلا ہوا تضاد ہے، جو کلام الہی کی شان کے خلاف ہے۔

اور اگر متوفیک کے معنی موت دینے کے کئے جائیں تو بلا ضرورت تکرار ہو جائے گا جو فصاحت کے خلاف ہے۔

قادیانی گروہ کا کہنا ہے کہ یہاں رفع روحانی یا رفع درجات مراد ہے نہ کہ رفع بجد عنصری اور سارے قرآن شریف میں ایک آیت

دوسرا مغالطہ

بھی ایسی نہیں کہ جس سے حضرت مسیح کا زندہ بجد عنصری آسمان پر جانا ثابت ہو۔ لفظ رفع کی لغوی تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ آیت کریمہ میں رفع عیسیٰ بجدہ تردید اور وجہ تو یقیناً مراد ہے جو اس کے حقیقی معنی ہیں، کیوں کہ ضمیر عیسیٰ کی طرف راجع ہے جو جدمع الروح کا نام ہے نہ صرف جدمکا۔ لہذا صرف رفع روحانی مراد نہیں ہو سکتا۔

رہے رفع منزلت کے معنی تو وہ بطور کنایہ کے حقیقی معنی رفع جہانی کے ساتھ لئے جاسکتے ہیں۔ کیوں کہ کنایہ میں حقیقی و مجازی کنائی معنی جمع ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ رفع جہانی کے ساتھ رفع منزلت پایا گیا ہے جیسے،

وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ - اور اپنے والدین کو تخت پر اونچا بٹھایا

(بیان القرآن)

(یوسف ۳۱)

ہاں اگر قرینہ پایا جائے تو صرف رفع منزلت کے معنی مجاز لئے جاسکتے ہیں۔ اُس موقع پر رفع جہانی کے معنی نہیں ہو سکتے۔ کیوں کہ حقیقت و مجاز کا جمع کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسے،

وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ - اور ہم نے ایک کو دوسرے پر رفعت دے رکھی

ہے۔ (بیان القرآن)

(زخرف آیت ۳۲)

یہاں لفظ درجت کے قرینہ کی وجہ سے رفع منزلت کے معنی ہیں۔

بہر حال بدلہ اللہ میں نہ تو حقیقی معنی متعذر ہیں اور نہ کوئی قرینہ صارف موجود ہے لہذا صرف رفع منزلت کے معنی لینا غلط ہے۔

تیسرا مغالطہ | رافعك الى اور بدل رفعه الله اليه میں رفع عيسى الى السماء اور نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ اول تو آیت میں سماء کا ذکر نہیں، دوسرے

اس سے باری تعالیٰ کا ایک جہت میں محدود ہونا لازم آتا ہے جو باطل ہے

باری تعالیٰ کے لئے فوق و علو ثابت ہے اسی لئے فرمایا گیا،

تردید | مَا آمَنْتُمْ مِنْ فِي السَّمَاءِ
أَنْ يُخْصِفَ بِكُمْ الْأَرْضَ (سورہ مائدہ ۱۷)
کیا تم لوگ اس سے بے خوف ہو گئے ہو
جو کہ آسمان میں ہے کہ وہ تم کو زمین میں
(دھندلا دے۔ بیان القرآن)

تفسیر کشاف و مدارک میں ہے

ورافعك الى اى الى سمائي ومقرر
ملائكتي۔ اور میں اپنی طرف اٹھانے والا ہوں یعنی
اپنے آسمان کی طرف اور اپنے فرشتوں کی

قیام گاہ کی طرف۔

جا ر اللہ ز محضی نے باوجود معتزلی ہونے کے الٰہی کی کوئی تاویل نہیں کی اور سرزا
قادیانی نے بھی سماء کے ساتھ ترجمہ کیا ہے۔ لکھتا ہے،

”قرآن سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے فوت ہو جانے کے بعد ان کی روح
آسمان کی طرف اٹھالی گئی۔ (ازالہ اوہام درخشاں ص ۲۳۳)

اور حدیث شریف میں نزول من السماء کی تصریح موجود ہے جب نزول آسمان
سے ہو گا تو رفع بھی آسمان کی جانب ہوا ہے

رفع سماوی کے بعد حیات عیسیٰ کے دلائل میں قادیانی مغالطے

مغالطہ ۱: متعلق دلیل ۱: ان عیسیٰ یاتی علیہ الفنا | اس روایت میں
علامہ واحدی

سے بجائے یاتی فعل مضارع کے الٰہی علیہ الفنا ماضی کا صیغہ آیا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام پر وفات طاری ہو چکی۔

دفع تفسیر کی معتبر کتابوں میں یہ لفظ بصیغہ مضارع ہی آیا ہے اور علامہ واحدی نے بھی تفسیر غرائب القرآن (للعلامہ نظام الدین القمی) میں یاتی مضارع کے صیغہ کے ساتھ منقول کیا۔

مغالطہ ۲: دلیل ۲ حسن بھریؒ کی روایت کے متعلق | یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ حسن بھریؒ

اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ضرور کوئی واسطہ ہے جس کو حذف کر دیا گیا۔ لہذا اس سے استدلال درست نہیں۔

دفع حضرت حسن بھریؒ کے مراہیل محدثینؒ کے یہاں معتبر ہیں کیوں کہ ایک سوال کے جواب میں حضرت حسن بھریؒ نے فرمایا تھا،

انی فی زمان کماتری وکان فی عمل
الحجاج سمعتنی کل شیئ احتول
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فلہو عن علی بن ابی طالب عن غیر الخ
فی زمان لا استطیع ان اذکر علیاًؑ

جیسا کہ تم کو معلوم ہے میں ایک خاص زمانہ
میں ہو (وہ حجاج کے زمانہ میں تھے) تم نے
مجھ سے جو کچھ یہ کہتے ہوئے سنا، قال رسول اللہ
تو وہ سب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے
ہے، مگر میں ایسے زمانہ میں ہوں کہ علیؑ کا نام
نہیں لے سکتا۔

لیومن بہ قبل موتہ میں قادیانی مغالطے

قادیانی مغالطہ ۱: قبل موتہ کی ضمیر کا مرجع کتابی ہے نہ کہ حضرت عیسیٰ، یعنی ہر شخص
جو اہل کتاب میں سے ہے وہ اپنی موت کے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم پر، یا حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئے گا۔

دفع قبل موت الکتابی کا اگر یہ مطلب ہے کہ اپنی زندگی میں مرنے سے پہلے کسی دینے
ایمان لے آئیں گے۔ تو یہ واقعہ کے خلاف ہے۔

دفع

دفع

دفع

فح

ایمان نہ رکھتا ہو جو ہم نے اہل کتاب کے خیالات کی نسبت ظاہر کیا ہے، قبل اس کے کہ اس حقیقت پر ایمان لاوے کہ مسیح ایسی طبعی موت سے مر گیا۔

۱۰ ازاله اوہام درختہ الٰہی ص ۲۹۱۔

دفعہ ۱ مرزا کے پہلے جانشین حکیم نور الدین نے بھی قبل موتہ کی ضمیمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع کی ہے: "نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر البتہ ایمان لاوے گا ساتھ اس کے پہلے موت۔ اس کی کے اور دن قیامت کے ہوگا اور اس کے گواہ"۔

قادیانی مغالطہ ۲ قبل موتہ کے بجائے قبل موتہم بھی ایک قرأت ہے جس میں مرجع اہل کتاب ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبل موتہ کا مرجع بھی کتابی ہے۔ چنانچہ بعض مفسرین نے بھی کتابی کو مرجع بنا کر ترجمہ کیا ہے۔

دفعہ ۱ یہ قرأت ابن عباس سے بروایت ضعیف منقول ہے۔ اور شاذ ہے اور قرأۃ شاذہ باتفاق علماء قرآن نہیں کہلاتی۔

دفعہ ۲ خود حضرت عباس سے ابن جریر کی بروایت نقل کی جا چکی ہے جس میں انہوں نے قبل موتہ کا ترجمہ قبل موت عیسیٰ سے کیا ہے۔

دفعہ ۳ قرأۃ شاذہ کو قرأۃ متواترہ کے معنی پر حمل کیا جاتا ہے نہ یہ کہ قرأۃ شاذہ کے معنی پر قرأۃ متواترہ کو محمول کیا جائے۔ لہذا اس قرأۃ شاذہ کو متواترہ پر محمول کرتے ہوئے معنی یہ ہوں گے کہ قوم یہود اپنے فنا ہونے سے قبل حضرت عیسیٰ پر ایمان لائیں گے اگرچہ اس وقت بہت قلیل ایمان لائے ہیں۔

دفعہ ۴ رہا بعض مفسرین کا کتابی کو مرجع بنانا، تو اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ وہ احتمال ضعیف ہے، اور دوسرا جواب یہ ہے کہ انہوں نے نہ تو اس ضمیمہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرنے سے انکار کیا ہے اور نہ وہ مفسرین حیات و نزول عیسیٰ کے منکر ہیں بلکہ پھر بھی وہ اس آیت سے حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کے قائل ہیں۔

بہر حال اس احتمال ضعیف سے مرزا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

۱۔ فصل الخطاب منہ جلد ۲ از حکیم نور الدین۔

۲۔ تفصیل کے لئے دیکھئے، تقابلی مطالعہ ص ۱۶۹۔

۳۔ فتح الباری وعمدة القاری وغیرہ۔

آیات قرآنیہ میں قادیانی تحریفات برائے اثبات وفات عیسیٰ علیہ السلام

پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا چونکہ یہ دعویٰ ہے کہ میں، عیسیٰ
وہ مسیح موعود ہوں جس کی رسول اللہ علیہ وسلم نے احادیث صحیحہ میں خبر دی ہے۔ لہ
اس لئے قادیانی گروہ پورا زور اس بات پر لگاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی
وفات ثابت کی جائے، کیوں کہ اس دعویٰ کی صحت کی پہلی سیڑھی یہی ہے، اسی کی بنیاد
پر وہ اپنے خیال میں رفع و نزول عیسیٰ کا انکار کرتا ہے۔

اس دجالی گروہ نے اس بے بنیاد دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے قرآن کی تیس آیات
میں تحریف سے کام لیا ہے، وہ آیات تین قسم کی ہیں۔

- ① وہ آیات جن میں خاص طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔
- ② وہ آیات جو دیگر انبیاء، علیہم السلام کی وفات پر دلالت کرتی تھیں اور مرزا قادیانی
نے اس خیال سے کہ مسیح علیہ السلام بھی ایک پیغمبر تھے، آپ کی وفات ثابت کرنے کی
سعی لا حاصل کی ہے۔

- ③ وہ آیات جن میں نہ تو خصوصاً حضرت مسیح علیہ السلام کا تذکرہ ہے اور نہ ضمن عموم
میں بلکہ مرزائے لعین نے اپنے ذہنی اختراع سے ان کو وفات کی دلیل سمجھا ہے۔
اب ہر قسم کی بعض آیات میں قادیانی تحریفات کے نمونے مع ان کے جوابات کے مذکور ہیں۔

پہلی قسم (آیت) اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسٰى اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ
جس وقت کہا اللہ نے اے عیسیٰ میں نے تو کا
تجہ کو اور اٹھا لوں گا اپنی طرف۔
(آل عمران ۵۵) (ترجمہ شیخ الہند)

مرزا قادیانی نے اس آیت میں توئی یعنی موت لے کر وفات عیسیٰ قبل النزول ثابت

کرنے کی کوشش کی ہے اور رفع کے معنی عزت کی موت کے کئے ہیں۔

جواب | یہی آیت اہل اسلام کی دلیل ہے۔ چنانچہ اس کا تفصیلی بیان گذر چکا ہے کہ اولاً یہاں تو فی بمعنى موت نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو کلمات آیت میں تقدیم و تاخیر ہے اس طرح قادیانی استدلال کی قلعی کھل جاتی ہے۔

امیت (۲) وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا
مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنتَ
الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ (مائدہ ۷۷)

میں ان پر مطلع رہا جب تک کہ ان میں رہا
پھر جب آپ نے مجھ کو اٹھالیا تو آپ ان پر
مطلع رہے۔ (بیان القرآن)

وفات عیسیٰ پر اس آیت سے قادیانی استدلال کی بنیاد ان کے خیال میں بخاری شریف کی ایک تفصیلی روایت پر ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

انه يجاء برجال من امتي فيؤخذ بهم
ذات الشمال فاقول يارب اصحابي
اصحابي فيقال انك لاتدرى ما
احدثوا بعدك فاقول كما قال
العبد الصالح : وكنت عليهم
شهيدا ما دمت فيهم الخ

میری امت کے بعض لوگ لائے جائیں گے
اور بائیں طرف یعنی جہنم کی طرف ان کو چلایا
جائے گا، اے میرے رب یہ تو میرے صحابی
ہیں۔ پس کہا جائے گا کہ آپ کو اس کا علم
نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کچھ کیا
پس میں ایسے ہی کہوں گا جیسا کہ عبد صالح
یعنی عیسیٰؑ نے کہا کہ جب تک میں ان میں

ص ۲۷۱ ج ۴

(بخاری شریف)

موجود تھا، ان پر گواہ تھا اور جب تو لے مجھے تمامہ بحر پور لے لیا تھا، اس وقت
آپ نگہبان تھے۔

تو تو فی کا لفظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں کے کلام میں آیا
ہے اور ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تو فی بصورت وفات ہے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی تو فی بھی بصورت وفات ہوگی۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ حضرت عیسیٰؑ کا ارشاد
زمانہ ماضی میں ہو چکا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ وفات پا چکے ہیں۔

جواب اس تحریف کا جواب بھی معلوم ہو چکا ہے کہ توفی کے حقیقی معنی پورا پورا لینے کے ہیں۔ لہذا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں یہ معنی موت ہے، کیونکہ سب جانتے ہیں کہ آپ کی وفات ہوئی۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلام میں توفی بطور اصعاد الی السماء پائی گئی ہے کیوں کہ اس کا قرینہ ورافع الی موجود ہے۔

جواب اگر دونوں حضرات کی توفی ایک طرح کی ہوئی تو آپ یوں فرماتے "فَأَقُولُ مَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ۔"

تو فاقول کما قال العبد الصالح فرمانا بتا رہا ہے کہ مشہ اور مشہ بہ میں جو کچھ تغایر ہو اکر تا ہے۔ اس لئے آپ کی توفی اور حضرت عیسیٰ ؑ کی توفی میں بھی تغایر ہے کیونکہ اصل مقصد ہر دو حضرات کا امت کے درمیان اپنی غیر حاضری کو بطور عذر پیش کرنا ہے۔ لہذا حضرت عیسیٰ ؑ نے اپنی غیر موجودگی توفی بمعنی اصعاد الی السماء سے بیان فرمائی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی غیر موجودگی توفی بصورت موت سے بیان فرمائی ہے۔ رہا یہ کہ آپ نے اپنے متعلق فرمایا اقول اور حضرت عیسیٰ ؑ کے متعلق فقال

جواب ماضی کا صیغہ فرمایا۔ تو اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ جس وقت آپ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی۔ سورہ مائدہ کی مذکورہ آیت نازل ہو چکی تھی اور اس میں حضرت عیسیٰ کا قول جو قیامت کے دن باری تعالیٰ کے سوال اُنت قلت للناس اتخذوا بی والہم من دون اللہ کے جواب میں فرمائیں گے۔ حکایت کیا گیا ہے۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ کلام پہلے ہو چکا گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ بعد میں پیش آئے گا۔

دوسری قسم وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ۔ (ال عمران ۱۴۴)

ترجمہ: اور محمد صرف ایک رسول ہیں۔ اس سے پہلے کے سب رسول فوت ہو چکے

ہیں۔ پس اگر وہ وفات پا جائے یا قتل کیا جائے، تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل

لوٹ جاؤ گے۔

اس آیت میں قادیانی گروہ خلو کو بمعنی موت لیتا ہے، اور من قبلہ کو الرسل کی صفت مانتا ہے، اور الرسل پر لام استغراق مانتا ہے۔ اس لئے استدلال کا حاصل یہ ہوا کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں، تو بس مسیح علیہ السلام بھی انہی میں آگئے۔

خلت خلو سے شتق ہے جس کے لغوی معنی مکان سے متعلق ہونے کی صورت میں جگہ خالی کرنے کے، اور زمان سے متعلق ہونے کی صورت میں گزرنے کے آتے ہیں اور جن چیزوں پر زمانہ گذرتا ہے ان کو بھی تبعاً خلو سے موصوف کر دیتے ہیں۔

مثالیں

وَلَاذْأَخْلَوْا إِلَى شَيْطَانِهِمْ (بقرہ ۱۴)
(اور جب خلوت میں پہنچتے ہیں اپنے شریر سرداروں کے پاس)۔

يَمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ (سورۃ حاقہ ۱۴)
ترجمہ: ان اعمال کے صلہ میں جو تم نے بائید صلہ گذشتہ ایام میں کئے ہیں۔

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ (بقرہ ۱۴)

ترجمہ: یہ ایک جماعت جو گذر چکی (بیان القرآن)

بہر حال خلو کے معنی جگہ خالی کرنا خواہ زندہ گذر کر یا موت سے، اور ایک جگہ سے دوسری جگہ ہجرت جانا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے دلائل قطعیہ ہوتے ہوئے اس کو موت کے معنی میں لینا تعریف ہی تجھے۔

جواب

من قبلہ الرسل کی صفت نہیں ہے جس کے بعد معنی یہ ہوں کہ محمد سے پہلے کے تمام پیغمبر مر گئے کیونکہ یہ الرسل سے مقدم ہے بلکہ یہ خلت کا ظروف ہے۔ اب صحیح معنی یہ ہیں کہ محمد سے پیشتر کئی رسول گذر چکے۔

جواب

الرسل پر لام تعریف جنس کا ہے کیوں کہ استغراق کے معنی لینے کی صورت میں آیت کے جلوں میں تعارض لازم آئے گا۔ بایں طور کہ واما محمد لا رسول سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت رسالت ثابت کی، اور جب خلوت من قبلہ الرسل میں الرسل استغراق کے لئے

ہوا اور من قبلہ کا ظرف ہونا ثابت ہو ہی چکا۔ تو اب ترجمہ یہ ہوگا، کہ جتنے اشخاص صفت رسالت سے موصوف تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے فوت ہو چکے ہیں۔ اس سے نوز باللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول برحق ثابت نہیں ہوں گے۔ اس لئے لام جنس ماننا ضروری ہے۔

اور اگر علی سبیل النضرل قادیانی گروہ کی تیئوے باتیں مان لی جائیں تو بھی اس

جواب

سے زیادہ سے زیادہ رسل کے عموم میں حضرت عیسیٰؑ کی وفات ثابت ہوگی نہ کہ بطریق خصوص، اور اس صورت میں یہ آیت ان کی دلیل بننے کے قابل نہیں رہے گی۔ کیوں کہ علم اصول کی کتابوں میں اس قاعدہ مسلمہ کی تصریح ہے کہ کوئی امر خاص دلیل سے ثابت ہو، تو اس کے خلاف عام دلیل سے تمک کرنا جائز نہیں ہے۔ اور یہاں دلائل قطعیہ مخصوصہ سے حضرت عیسیٰؑ کی حیات ثابت کی جا چکی ہے۔

تیسری قسم | وَكُفِّرُنِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرًّا
(انمرزا) تم اپنے جسم خاکی کے ساتھ زمین پر ہی رہو گے یہاں تک کہ اپنے متبع کے دن پورے کر کے مر جاؤ گے۔ (بقرہ ۷۳)

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ یہ آیت جسم خاکی کو آسمان پر لے جانے سے روکتی ہے۔ کیوں کہ لکم جو اس جگہ فائدہ تخصیص کا دیتا ہے اس بات پر بصرحت دلالت کر رہا ہے کہ جسم خاکی آسمان پر نہیں جاسکتا بلکہ زمین سے ہی نکلا، زمین میں ہی رہے گا۔ اور زمین میں ہی داخل ہوگا کسی مقام کا کسی کے لئے اصل جائے رہائش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ عارضی

جواب

طور پر کہیں اور نہ جاسکے تو آیت کریمہ کا ضابطہ اپنی جگہ پر درست ہے مگر اس سے یہ کہاں لازم آیا کہ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ اور وہ عارضی طور پر آسمان پر نہیں اٹھائے گئے۔ بہر حال وہ بھی مقررہ وقت پر پھر زمین پر آئیں گے اور دیگر انسانوں کی طرح وفات پا کر زمین میں دفن ہوں گے۔

علماء اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عیسیٰؑ علیہ السلام کو پیدا الٰہی طور پر

جواب

ملائکہ سے مشابہت تھی۔ لہذا ان کو آسمان پر اٹھایا جانا، اور زیر بحث آیت کے حکم سے ان کا عارج ہونا اپنے فطری مادہ کے اعتبار سے ہے۔

یہیں قادیانی تحریفات کے چند نمونے۔ اختصار کے پیش نظر ان ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے اس سلسلہ میں شہادۃ القرآن کے حصہ دوم کا مطالعہ کیا جائے، جو ان تمام تیس آیات کے مفصل جوابات پر مشتمل ہے، جو قادیانی گروہ بڑے زور و شور سے وفات مسیح و عدم رفع و نزول کے اثبات میں پیش کیا کرتا ہے۔ ان جوابات سے قادیانی دلائل ہباء منثورا ہو گئے ہیں۔ (جزاء اللہ خیراً)

مسیح اور مہدی الگ الگ شخصیت ہیں

قادیانیت کے موضوع پر گفتگو کے وقت ایک بحث یہ بھی سامنے آتی ہے کہ مسیح و مہدی الگ الگ شخصیتیں ہیں، یا ایک شخصیت کے دو لقب ہیں؟ قادیانیوں کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ دو علیحدہ علیحدہ شخص نہیں ہیں۔۔۔۔۔ نیز مرزا قادیانی نے اپنے بارے میں دعویٰ کر رکھا ہے :

ایہا الناس انی انا المسیح المحمدی وانی انا احمد المہدیؑ

ترجمہ : اے لوگو! میں وہ مسیح ہوں کہ جو محمدی سلسلہ میں ہے اور میں احمد مہدی ہوں۔

قاضی محمد نذیر قادیانی لکھتا ہے :

”امام مہدی اور مسیح موعود ایک ہی شخص ہے۔“ؑ

قادیانی گروہ دلیل میں ابن ماجہ کی روایت پیش کرتا ہے :

”لا المہدی الا عیسیٰ بن مریمؑ“ؑ

قادیانی مغالطہ

یہی قاضی محمد نذیر اس حدیث کے متعلق لکھتا ہے :

”اس حدیث نے ناطق فیصلہ دے دیا ہے کہ عیسیٰ بن مریم ہی المہدی ہے اور

اس کے علاوہ کوئی ”المہدی“ نہیں ہے“

۱۔ خطبہ الہامیہ در خزان ص ۶۱۔ ۲۔ امام مہدی کا ظہور ص ۱۷۱۔

۳۔ ابن ماجہ ص ۳۳۳ باب شدۃ الزناں۔

دفع

یہ حدیث اولاً تو ضعیف ہے۔ ثانیاً اس کا مطلب وہ نہیں ہے جو تادیانی سمجھاتے ہیں۔

ملا علی جاری فرماتے ہیں :

حدیث لامہدی الاعیسیٰ بن مریم ضعیف باتفاق المحدثین کا صرح بہ العجزی علی اسند من باب لا حتی الا علی۔ (مرقات ص ۱۵ جلد ۵)

حدیث لامہدی عیسیٰ بن مریم باتفاق محدثین ضعیف ہیں جیسا کہ ابن جوزی نے اس کی صراحت کی ہے۔ علاوہ ازیں یہ لا فتی الاعلیٰ کے قبیل سے ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی درجہ میں حدیث کو صحیح مان لیا جائے تو اس کا وہی مطلب ہے جو لا فتی الاعلیٰ کا ہے۔ یعنی مہدی صفت کا صیغہ ہے اور اس کے لغوی معنی مراد ہیں اودید بتایا گیا ہے کہ اعلیٰ درجہ کے ہدایت یافتہ عیسیٰ بن مریم ہی ہیں۔ بطور حصر اضافی جیسے لا فتی الاعلیٰ کے معنی اعلیٰ درجہ کے جوان اور بہادر حضرت علیؑ ہیں۔

یہ مطلب لینا غلط ہے کہ جس شخصیت کا نام مہدی ہے وہ عیسیٰ بن مریم ہی کی شخصیت ہے۔ اس لئے نزول عیسیٰ کی مذکورہ بالا روایات صحیحہ متواترہ سے صاف طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان سے اتریں گے نہ یہ کہ وہ دنیا میں کسی خاندان سے پیدا ہوں گے جب کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حدیث ہے :

۱: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المهدى من عترتي من اولاد فاطمة۔^۱

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی میری عترت سے ہوگا یعنی حضرت فاطمہ کی اولاد سے۔

۲: يواطى اسمه اسمي واسم ابيه اسم ابى۔^۲

ترجمہ: جو میرا نام ہے وہی اس کا نام ہوگا جو میرے باپ کا نام ہے وہی اس کے باپ کا نام ہوگا۔

اور حدیث مندرجہ ذیل نے معاملہ بالکل منقہ کر دیا ہے۔

۳: كيف تهللك امة انا اولها والمهدى وسطها والسيح اخرها۔^۳

بے بصیرت و بے بصارت قادیانی گروہ کو یہ صاف صاف روایتیں بھی نظر نہیں آتیں اور پوری بے شری کے ساتھ مسیح و مہدی کے ایک ہونے کی رٹ لگاتا رہتا ہے۔ حالانکہ دونوں کے بارے میں روایات الگ الگ اور متواتر آئی ہیں۔

چنانچہ علامہ شوکانی لکھتے ہیں

چنانچہ یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ مہدی منتظر کے بارے میں وارہ شدہ احادیث بھی متواتر ہیں اور حضرت عیسیٰ بن مریم کے بارے میں وارد شدہ احادیث بھی متواتر ہیں۔

فتقران الاحادیث الواردة فی المہدی المنتظر متواترة والاحادیث الواردة فی نزول عیسیٰ بن مریم متواترة

اور حافظ عسقلانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں

ابوالحسن خضعی ابدی رم نے مناقب شافعی میں لکھا ہے کہ احادیث اس بارے میں متواتر ہیں کہ مہدی اسی امت میں سے ہوں گے اور یہ کہ عیسیٰ مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے ابوالحسن خضعی نے یہ بات اس لئے ذکر فرمائی تاکہ اس حدیث کا رد ہو جائے جو ابن ماجہ نے حضرت انس سے روایت کی ہے اور جس میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ ہی مہدی ہیں۔

قال ابوالحسن الخضعی الابدی فی مناقب الشافعی : تواترت الاخبار بان المہدی من هذه الامة و ان عیسیٰ یصل خلفه ذکر ذلك رد الحديث الذی أخرجه ابن ماجہ عن انس و نبه ولا مہلای الا عیسیٰ۔

حافظ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جن احادیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ان میں سے

ایک یہ ہے :

حضرت جابر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے

عن جابر بن عبد اللہ قال قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يقول لا تزال طائفة من امتي
يقاتلون على الحق ظاهرين الى
يوم القيامة قال فينزل عيسى بن
مريم صلى الله عليه وسلم فيقول
امينهم تعالى فضل يقول لا ان
بعضكم على بعض امر اوتكرمة الله
على هذا الامة . ۱

سنہ ہے کہ میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ
حق کے مقابلہ میں جنگ کرتی رہے گی، دشمنوں
پر غالب رہے گی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا
آخر میں عیسیٰ ابن مریم اتریں گے نماز کا وقت
ہوگا (مسلمانوں کا امیر ان سے عرض کرے گا
تشریف لائیے اور نماز پڑھا دیجئے وہ فرمائیں
گے، یہ نہیں ہو سکتا۔ اس امت کا اللہ تعالیٰ
کی طرف سے یہ اکرام و اعزاز ہے کہ تم خود ہی
ایک دوسرے کے امام و امیر ہو۔

اس حدیث سے جہاں ایک جانب یہ ثابت ہو اگر حضرت امام مہدی اور حضرت مسیحی
الگ الگ مقدس ہستیاں ہیں، دوسری جانب اس سے امت محمدیہ کی کرامت و شرافت
عظمیٰ بھی ثابت ہوتی ہے کہ قرب قیامت تک اس امت میں ایسے برگزیدہ افراد موجود رہیں
کہ اسرائیلی سلسلہ کا ایک مقدس رسول آکر بھی اس کی امامت کی حیثیت کو برقرار رکھ کر انکے
پیچھے نماز ادا فرمائیں جو اس بات کا صاف اعلان ہے کہ جس شرافت اور کرامت کے مقام
پر تم پہلے فائز تھے آج بھی ہو۔ یہ واقعہ بالکل اس قسم کا ہے جیسا کہ مرض و فاسد میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وقت کی نماز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں ادا فرما کر
امت کو گویا صریح ہدایت دی کہ میرے بعد امامت و اقتدار کی پوری صلاحیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
میں موجود ہے۔

وَاجْرِدْهُمْ عَنْهُمُ اَنْ اُحْمَدَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرزا قادیانی کا سفید جھوٹ کہ حضرت مسیح کی قبر کشمیر میں ہے

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے دعویٰ مسیحیت کی بنیاد وفات مسیح کی اثبات پر رکھی ہے، کیوں کہ فوت شدہ لوگ دنیا میں نہیں آیا کرتے، ادھر احادیث میں حضرت مسیح کی آمد ثانی کی خبر تو اتر کے ساتھ مذکور ہے، تو اگر وہ حیات ہیں تو مرزا کے دعویٰ کے مسیحیت پر کوئی دھیان نہیں دے گا، ہاں اگر ان کی وفات فرض کر لی جائے تو چونکہ مردے دوبارہ دنیا میں نہیں آیا کرتے لہذا مرزا کو یہ فریب دینے کی گنجائش نکل آتی ہے کہ ان احادیث میں مسیح کی آمد ثانی سے مراد کسی مثیل مسیح کی آمد ہے اور وہ شخص میں ہوں، چنانچہ مرزا قادیانی اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل جھج ہیں اور اگر وہ درحقیقت قرآن کی رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں اب قرآن درمیان میں ہے سوچو۔

(تحفہ گولڑویہ: ص ۱۶۶ حاشیہ خزائن: ج ۱، ص ۲۶۴)

بہر حال مرزا کے دعاوی میں وفات مسیح ایک اہم مسئلہ ہے جس کو اس نے اپنے دُعم فاسد کے موافق قرآن کریم کی تیس آیات سے ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے، اہل حق نے ایک ایک آیت کی صحیح تشریح و تفسیر کر کے مرزا کی تحریفات کو طشت از باہم کر دیا ہے جیسا کہ پچھلے صفحات میں مختصر اُیہ بحث آچکی ہے۔
مرزائی عقیدہ کے مطابق سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضرت مسیح کی وفات ہو گئی تو ان کی قبر کہاں ہے، اس سوال کا جواب مرزا نے یہ دیا ہے ”جو سری نگر میں محلہ خانیاں میں یوز آسف کے نام سے قبر موجود ہے درحقیقت بلا شک وہ شبہ عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے“ (راز حقیقت: ص ۲، خزائن: ج ۱، ص ۱۷۲)
نیز دوسری کتاب میں لکھتا ہے:

و ثبت بثبوت قطعی ان عیسیٰ ہاجر الی ملک کشمیر بعد مانحہ اللہ من الصلیب

بفضل کبیر و لبث فیہ الی مدۃ طویلة حتی مات ولحق الاموات وقبرہ موجود الی الآن فی بلدۃ سری نگر الی ہی من اعظم امصار هذه الخطة. (الہدی والتبصرہ لمن یری: ص ۱۰۹)

ترجمہ: اور قطعی طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ملک کشمیر کی طرف ہجرت کی بعد اس کے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے (اپنے) بڑے فضل سے صلیب سے نجات دی اور اس ملک میں بہت مدت تک بستے رہے، حتیٰ کہ مر گئے اور مردوں کو جا ملے، اور آپ کی قبر شہر سری نگر میں جو اس خطہ کے سب شہروں سے بڑا شہر ہے اب تک موجود ہے۔

مرزا قادیانی نے اس معاملہ میں دو دعوے کیے ہیں:

۱- حضرت مسیح نے صلیب سے نجات پانے کے بعد ملک کشمیر کا سفر کیا اور وہیں بس گئے آخر کار وہیں انتقال ہوا۔

۲- سری نگر کے محلہ خانیاں میں یوز آسف کے نام کی جو قبر مشہور ہے وہ حضرت مسیح ہی کی قبر ہے کیوں کہ یوز یسوع کا بگڑا ہوا تلفظ ہے اور آسف بھی حضرت عیسیٰ کا نام انجیل سے معلوم ہوتا ہے۔

چوں کہ یہ دونوں دعوے مرزا کا اپنے من گھڑت دعوے ہیں اس لیے قرآن کریم، احادیث شریفہ، اقوال صحابہ کہیں بھی ان کی دلیل نہیں مل سکتی؛ لیکن مرزا قادیانی نے اپنی دجالی روش کے مطابق ان دعووں میں سے پہلے دعوے کے لیے قرآن کریم کی بعض آیات کو مستدل بنانے کے لیے ان میں تحریف سے کام لیا ہے۔ اور دوسرے دعوے کے لیے اسے قرآن کریم کی کوئی آیت نہیں ملی جس میں تحریف کرتا اس لیے غیر معتبر تاریخی روایتوں کا سہارا لے کر محض ظن و تخمین کی وادیوں میں بھگتارہا اور ان میں بھی جھوٹ کا اضافہ کر کے بہر حال پہلے دعوے پر مرزا قادیانی نے آیت کریمہ وجعلنا ابن مریم وامہ آية وآوینا ہما

الی ربوة ذات قرار ومعین میں تحریف کرتے ہوئے یوں استدلال کیا ہے:

خدا کا کلام قرآن شریف گواہی دیتا ہے کہ وہ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) مر گیا اور اس کی قبر سری نگر کشمیر میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وآوینا ہما الی ربوة ذات قرار ومعین (آیت نمبر: ۵۰ سورہ مؤمنون) یعنی ہم نے عیسیٰ اور اس کی ماں کو یہودیوں کے ہاتھوں سے بچا کر ایک ایسے پہاڑ پر پہنچا دیا جو آرام اور خوشحالی کی جگہ تھی اور مصطفیٰ جانانی کے چشمے اس میں جاری تھے سو وہی کشمیر ہے اسی وجہ سے حضرت مریمؑ کی قبر زمین شام میں کسی کو معلوم نہیں اور کہتے ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ کی طرح مفقود ہے۔ (حقیقۃ الوحی حاشیہ: ج ۱۰، خزائن ج ۲۲، ص ۱۰۲)

قادیانی استدلال کا جواب

۱- الی ربوة ذات قرار ومعین رہنے کے قابل اونچی جگہ، اور بہتے چشمہ والی۔

یہ دو وصف دنیا کے بہت سے مقامات میں پائے جاتے ہیں اس لیے بغیر کسی قرینہ کے کسی مقام کا تعین نہیں کیا جاسکتا، مذکورہ آیت کریمہ میں اس لفظ سے کسی مفسر مجدد نے کشمیر تو مرا نہیں لیا پھر کوئی جگہ مراد ہے اور اس کا کیا قرینہ ہے اس بارے میں مفسر ابن کثیر تحریر فرماتے ہیں:

واقرب الاقوال فی ذلك ما رواه العوفی عن ابن عباس فی قوله واوینا هما الی ربوة ذات قرار ومعین قال المعین الماء جاری وهو النهر الذی قال الله تعالی قد جعل ربك تحتك سرباً، وكذا قال الضحاك وقتادة الی ربوة ذات قرار ومعین هو بیت المقدس فهذا والله اعلم هو الاظهر لانه المذكور فی الآیة الاخری والقرآن یفسر بعضه بعضاً. (ابن کثیر: جلد سابع)

ترجمہ: اور سب قولوں سے اقرب وہ ہے جو عوفی نے ابن عباس سے اس آیت واوینا هما السرخ کی بابت روایت کیا ہے کہ معین جاری پانی کو کہتے ہیں اور اس سے وہ نہر مراد ہے جس کی بابت دوسری جگہ فرمایا: قد جعل ربك تحتك سرباً. (سورہ مریم) یعنی میرے پروردگار نے میرے نیچے ایک چشمہ بہا دیا۔

یعنی حضرت عیسیٰ کی ولادت پر جو نہر حضرت مریم کے لیے خدا نے ظاہر کی اور اسی طرح تھکا ک اور قتادہ نے کہا کہ ربوة ذات قرار ومعین سے مراد بیت المقدس ہے، اور یہی قول اظہر ہے کیوں کہ یہ دوسری آیت میں مذکور ہے اور قرآن کی بعض آیتیں بعض آیتوں کی تفسیر کرتی ہیں۔ واللہ اعلم چنانچہ دوسرے موقع پر سورہ مریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے ذکر کے بعد اسی چشمہ کا تذکرہ یوں آیا ہے:

فحملته فانتبذت به مکاناً قصياً فاجاءها المخاض الی جذع النخلة قالت یلیننی مت قبل هذا وکنت نسیاً منسیاً فناداها من تحتها ان لا تحزنی قد جعل ربك تحتك سرباً وهزنی الیک بجذع النخلة تساقط علیک ربطاً جنیا.

ترجمہ: پس (جبریل کے بشارت سناتے ہی خدا کی قدرت سے) اس (بیٹے) کو اٹھا لیا (جس کی بشارت سنائی گئی تھی) پس اس کو درزہ کھجور کے تنے کی طرف لے پہنچا، کہنے لگی اے کاش! اس سے پہلے مر چکی ہوتی اور بھولی بسر ہو گئی ہوتی، اس پر اس کو اس کے نیچے سے آواز دی تو کوئی اٹھ بیٹھ نہ کر

(دیکھو) تیرے پروردگار نے تیرے نیچے ایک چشمہ بہا دیا ہے اور کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلا دے تجھ پر پکی پکی تازہ کھجوریں جھاڑے گا۔

اس سے ثابت ہوا کہ موجودہ آیت میں بھی بعد ذکر ولادت عیسیٰ علیہ السلام اسی واقعہ کی جانب اشارہ ہے جس میں چشمہ کا تذکرہ ہے یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ باری تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے مریم کے بیٹے (عیسیٰ علیہ السلام) کی پیدائش اور ان کی ماں کو نشانی بنایا یعنی ماں باپ دونوں مشترکہ طور پر ایک امر میں، قدرت خداوند کی نشانی میں، دو الگ الگ نشانیاں نہیں ہیں اس لیے آیتیں نہیں فرمایا گیا بلکہ یوں ارشاد ہے:

وجعلنا ابن مریم وامه آية --- ایسے ہی بشارت کے وقت ولنجعلہ آية للناس فرمایا۔

ترجمہ: ہم نے اس کو بلا پدر کے پیدا کر کے لوگوں کے لیے اپنی قدرت کا نشان بنانا چاہتے ہیں۔
برخلاف اس کے دوسری جگہ رات اور دن کو مستقل دونشانیاں قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے
وجعلنا الليل والنهار آيتين --- ہم نے رات اور دن کو (اپنی قدرت کی) دونشانیاں بنایا۔

بہر حال تفسیر ابن کثیر کے حوالے سے معلوم ہو چکا ہے کہ ربوۃ ذات قرار و معین سے ولایت کشمیر مراد ہونا نہ قرآن سے ثابت ہے اور نہ کسی صحابی و تابعی و مفسر و مجدد کے قول سے، اس لیے مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کرنا کہ قطعی الثبوت کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ نے کشمیر کی طرف ہجرت کی، بالکل ناقابل التفات اور سفید جھوٹ ہے۔

رہا یہ سوال کہ اس سے بیت المقدس (شام) مراد ہے اس کی کیا دلیل ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم کی متعدد آیات میں موجود ہے جن میں اس خطہ کی صفات مذکور ہیں کہیں التی بار کنا فیہا (اعراف) ہے، کہیں الذی بار کنا حولہ (بنی اسرائیل) ہے، کہیں الارض المقدسة (مائکہ) ہے۔ یہ برکات روحانی بھی ہیں اور جسمانی بھی: روحانی یہ ہے کہ بہت سے پیغمبر وہاں ہوئے اور جسمانی یہ کہ باغات بہت ہیں اور میٹھی نہریں بہتی ہیں۔

بہر حال ثابت یہ ہوا کہ ٹھکانہ دیا جانا ولادت عیسیٰ علیہ السلام کے معا بعد کا قصہ ہے نہ کہ صلیب پر چڑھائے جانے کے بعد جیسا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد عیسیٰ علیہ السلام سیر کرتے ہوئے کشمیر پہنچے ہیں، حالاں کہ قرآن صاف صاف اعلان کر رہا ہے کہ:

وما قتلوه وما صلبوه (آیت: ۱۵۷ پارہ ۶، سورہ نساء) یہود نے حضرت عیسیٰ کو نہ قتل کیا اور نہ صولی پڑھا یا۔

جب واقعہ صلیب پیش ہی نہیں آیا تو اس کے بعد سیاحت کشمیر کا کیا مطلب؟

اس لیے آیت میں ربوۃ ذات قرار و معین سے کشمیر مراد لینا سراسر غلط ہے نہ قرآن سے اس کی تائید ہوتی ہے نہ آثار صحابہ و تابعین سے اور اگر بالفرض علی سبیل التزلزل اس بات کو مان لیا جائے کہ آوینا الخ والی آیت سے کشمیر مراد ہے تو زیادہ سے زیادہ یہی ثابت ہوگا کہ حضرت عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کو کشمیر میں ٹھکانا دیا مگر وہاں جا کر حضرت عیسیٰ کی وفات ہونا تو اس سے کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا جس کے اوپر مرزا کے دعویٰ مسیحیت کی بنیاد قائم ہے۔

جیسا کہ شروع میں ذکر کیا گیا ہے کہ مرزا کا دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ سری نگر (کشمیر) کے محلہ خانیاں میں یوز آسف کے نام کی جو قبر مشہور ہے وہ حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام ہی کی قبر ہے، یسوع (مسیح) کا بگڑا ہوا لفظ یوز ہے اور آسف بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام ہے، جیسا کہ انجیل سے ظاہر ہوتا ہے جس کے معنی ہیں یہودیوں کے متفرق فرقوں کو تلاش کرنے والا یا اکٹھا کرنے والا۔ (براہین احمدیہ: ص ۲۲۸-تحدہ گولڈویہ: ص ۱۴۲) لہذا حضرت عیسیٰ اور یوز آسف سے ایک ہی شخصیت مراد ہے جو یہودی کی جانب سے صلیب پر چڑھائے جانے کے بعد بھی زندہ بچ گئے اور ہجرت کر کے کشمیر آ گئے تھے۔

اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کو کوئی ایسی آیت یا حدیث نہیں ملی جس میں تحریف کر کے اس کو اپنے دعویٰ باطلہ کے ثبوت میں پیش کرتا، اس لیے اس نے یوز آسف کے بارے میں تاریخی روایات کا سہارا لے کر اپنا مدعا ثابت کرنے کی کانا کام کوشش کی ہے، لیکن ماہرین فن تاریخ نے مکمل تحقیق کر کے مرزا قادیانی کے دعویٰ کی دھجیاں اڑادی ہیں اور ثابت کر دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یوز آسف دو الگ الگ انسان ہیں جن میں پہلی ذات سچا پیغمبر ہے اور دوسرا شخص بعض مؤرخین کی تحقیق میں ہندوستان کے کسی بادشاہ کا شہزادہ گذرا ہے جس نے ترک دینا کر کے عابدوں و زاہدوں کی زندگی اختیار کرنی تھی اور لوگوں کو نیکی کی تبلیغ کیا کرتا تھا، اس سلسلہ میں وہ کشمیر پہنچا اور وہیں انتقال ہوا۔ اور بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ یوز آسف نے نبوت کا دعویٰ بھی کیا تھا۔ بہر حال دونوں شخصوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے جس کو تقابلی انداز میں سمجھایا جاتا ہے۔

احوال شہزادہ یوز آسف

احوال حضرت مسیح علیہ السلام

۱- یوز آسف کا باپ تھا (راجہ جنسیر)

۱- حضرت مسیح کا کوئی باپ نہ تھا۔

۲- یوز آسف کی ماں کا نام مریم نہ تھا۔

۲- حضرت عیسیٰ کی ماں کا نام مریم تھا۔

۳- یوز آسف کو انجیل نہ ملی تھی۔

۳- حضرت مسیح کو انجیل ملی تھی۔

۴- یوز آسف مصر نہ گئے تھے۔

۴- حضرت مسیح بچپن ہی میں مصر گئے تھے۔

- ۵- مصر سے واپس آ کر ناصرہ گاؤں گئے۔
 ۵- یوز آسف ناصرہ نہیں گئے۔
 ۶- حضرت مسیح ملک شام کے باشندہ
 ۶- یوز آسف ملک ہند ارض سولابط کے
 رہنے والے تھے۔

شہزادہ یوز آسف کے حالات

شیخ سعید ابو جعفر محمد علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی متوفی ۳۸۱ھ کی کتاب اکمال الدین و اتمام النعمۃ فی اثبات الغیہ و کشف الحیرۃ میں یوز آسف کا مفصل قصہ لکھا ہے۔ یہ کتاب مطبوعہ ہے اور ایران میں ناصر الدین شاہ ایران کے زمانہ میں ۱۳۰۱ھ میں طبع ہوئی ہے، تقریباً چار سو صفحات کی کتاب ہے۔ یہ لندن کے سرکاری کتب خانہ میں بزبان فارسی موجود ہے اور اس کا اردو ترجمہ تنبیہ الغافلین کے نام سے مطبع صادق لاہور سے شائع ہوا ہے۔

الغرض شیخ ابن بابویہ اس کتاب میں بسند خود محمد بن زکریا سے نقل کرتے ہیں: ممالک ہندوستان میں ایک بادشاہ تھا جس امر کو امور دنیا میں سے چاہتا، آسانی میسر ہو جاتا تھا، اس کی مملکت میں دین اسلام شائع ہو چکا تھا جب یہ تخت پر بیٹھا تو اہل دین سے بغض رکھنے لگا اور ان کو ستانے لگا، بعض کو قتل کر دیا اور بعض کو جلاوطن کر دیا اور بعض اس کے خوف سے روپوش ہو گئے۔ اس بادشاہ نے بت پرستوں کی حمایت کی اور بڑے بڑے بت بنوائے۔ اس بادشاہ کے یہاں زرینہ اولاد نہیں تھی، لیکن کچھ عرصہ کے بعد باوجود ناامیدی کے اس کے یہاں ایک خوبصورت لڑکا پیدا ہوا جس کی بڑی خوشی منائی اور اس لڑکے کا نام یوز آسف رکھا، شہزادہ کی ولادت پر منجموں نے اس کے طالع کی نسبت بالاتفاق کہا کہ یہ شہزادہ فرخندہ طلعت، نیک اختر، نہایت اقبال مند ہوگا۔ لیکن ایک بوڑھے منجم نے کہا کہ اس کا طالع و اقبال جاہ و چشم کے متعلق نہیں بلکہ یہ سعادت مندی عاقبت کی ہے، اور گمان قوی ہے کہ یہ شاہزادہ پیشوایان زہاد و عباد سے رہے گا۔

بادشاہ یہ سن کر نہایت حیران و غمگین ہوا اور اس کی تربیت کے لیے حکم دیا کہ ایک شہر و قلعہ خالی کر لیا جائے جس میں شہزادہ اور اس کے خادم سکونت کریں، اور ان سب کو تاکید کی کہ کوئی تذکرہ دین حق اور مرگ و آخرت کا ہرگز نہ کریں تاکہ یہ خیالات اس کے کان میں نہ پڑیں، لیکن ان سارے انتظامات کے باوجود شہزادہ کو دین حق کی طرف رغبت ہو گئی اور علم دین کی بھی تعلیم حاصل کی اور سلطنت ترک کر کے فقر اختیار کر لیا۔

اس کی شہرت سن کر لڑکا سے ایک عابدانا شخص حکیم بلوہر دریا کا سفر کر کے سولابط کے علاقہ میں آیا اور شہزادہ سے روابط قائم کیے، جب اسے معلوم ہوا کہ شہزادہ پر ہدایت کے دروازے کھل گئے تو اس سے

رخصت ہو کر اپنے وطن لٹکا واپس چلا گیا، جس کے بعد یوز آسف غمگین اور تنہا رہ گیا، یہاں تک کہ وہ وقت آ گیا کہ وہ دینداروں اور عابدوں میں مل جائے اور تمام خلق کو ہدایت کرے یوز آسف کے پاس خدا کی طرف سے ایک فرشتہ آیا یوز آسف نے شاہانہ پوشاک گلے سے اتار کر وزیر کو دے دی وزیر شہر چلا گیا اور یوز آسف نے اپنی راہ لی۔

اور ایک مدت تک اس ملک میں یوز آسف رہا اور لوگوں کو دین حق کی ہدایت کی، اس کے بعد پھر سرزمین سولابٹ میں آیا جو کہ پہلے باپ کا ملک تھا، جب اس کے باپ نے اس کے آنے کی خبر سنی تو تمام رؤساء و امراء کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور تمام اہل شہر وغیرہ اس کے پاس آئے، یوز آسف نے بہت سی باتیں کیں اور سب کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آیا۔

پھر یوز آسف سولابٹ علاقہ سے نکل کر بہت سے شہروں میں گیا اور لوگوں کو دین حق کی ہدایت کرتا رہا، آخر ایک ایسی زمین پر آیا جس کا نام کشمیر ہے اور اس ملک کے لوگوں کو ہدایت کی اور وہیں رہا، یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت آ گیا، اس نے ایک خادم مرید کو جس کا نام یابد تھا بلایا اور اس کو وصیت کی اور کہا کہ میری روح کا عالم قدس کی طرف پرواز کرنا قریب ہے، چاہیے کہ آپس میں فرائض الہی کا خیال رکھو اور حق کو چھوڑ کر باطل کی طرف توجہ نہ کرو، اور عبادت و بندگی الہی ہاتھ سے نہ چھوڑو۔

اسی شہزادہ یوز آسف کی قبر سری نگر محلہ خانیا میں سرسید نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے پاس ہے۔

(تاریخ کشمیر: ج ۸۲)

مذکورہ حالات سے صاف واضح ہو گیا کہ شاہزادہ یوز آسف ایک باہدایت اور با ایمان شاہزادہ ہوا ہے جسے خدا تعالیٰ نے اپنے دین کی راہ دکھائی اور اس کے بارے میں کہیں یہ نہیں آیا کہ وہ ملک شام کی طرف سے آیا تھا جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شام کے باشندے تھے، لہذا یوز آسف کی قبر کو حضرت مسیح ناصری کی قبر قرار دینا سراسر جھوٹ بولنا ہے، جو مرزا قادیانی کا محبوب مشغلہ رہا ہے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ یوز آسف کا یہ قصہ محض تاریخی چیز ہے جو خود صاحب کتاب ابن بابویہ کی نظر میں قابل اعتماد نہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

لیس هذا الحديث وما شاكله من اخبار المعمر بن وغيرها مما اعتمد في امر الغيبة

ووقعها . (اکمال الدین: ص ۳۵۹)

ترجمہ: معمر بن (زیادہ عمر والے لوگ) کے متعلق یہ افسانہ اور اسی قسم کے دوسرے قصے

وغیرہ اس قابل نہیں ہیں کہ میں مسئلہ غیبت اور اس کے وقوع کے اثبات میں ان پر اعتماد کر سکوں۔

معلوم ہوا کہ اس کتاب کا موضوع مسئلہ غیبت امام منتظر ہے، مسئلہ غیبت ورجعت امام شیعوں کا مشہور عقیدہ ہے جس کا خلاصہ فرقہ اثنا عشریہ کے یہاں یہ ہے کہ امام ابو القاسم محمد بن الحسن العسکری صحیح قول کے مطابق (بتصریح ابن خلکان) ۲۵۶ھ میں پیدا ہوئے اور نو سال کی عمر میں ۲۶۵ھ کو شہر "سمرن راء" کی ایک غار میں والدہ کے دیکھتے دیکھتے گھس گئے، پھر اب تک واپس نہیں آئے، اخیر زمانہ میں غار سے نکلیں گے اور اسلام پھیلائیں گے۔ اہل نظر جانتے ہیں کہ مسئلہ غیبت ورجعت امام اگرچہ شیعوں کے عقاید کا بڑا رکن ہے مگر بہت دور از عقل و قیاس ہے، حیرت افزا ہے اسی حیرت کے ازالہ کے لیے ابن بابویہ نے اکمال الدین کتاب فرقہ اثنا عشریہ کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھی ہے، پھر لطف یہ کہ سفر موسیٰ اور ہجرت ابراہیم جلا وطنی و قید یوسف علیہم السلام کو غیبت قرار دیا ہے اور ان پر غیبت امام منتظر کو قیاس کیا ہے۔

اسی بحث کے دوران مصنف نے بعض طویل العمر اشخاص مثلاً ابوالدینا وغیرہ کے قصے لکھے ہیں اور ان خیالات کا اظہار کیا ہے کہ زمانہ گذشتہ میں بھی اہل دین، اصحاب ورع و زہد میں مخصوص اشخاص کی غیبتیں ثابت ہوتی ہیں، جنہوں نے بے بسی اور خوف کے وقت دین کو چھپانا ہی مناسب سمجھا جب امن اور استطاعت دیکھی تو اپنے خیالات کے اظہار میں بھی تامل نہیں کیا۔

اس کے بعد یوز آسف کا قصہ لکھ کر اس پر مذکورہ تبصرہ کیا ہے کہ یہ قابل اعتماد قصہ نہیں ہے۔ مگر مرزا قادیانی ان خرافات و باطل کی پوٹ پر ایمان لا کر یوز آسف کی موت کا پرچار کرتا ہے اور اسی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بتانے کی سعی لا حاصل کرتا ہے، اور خوف خدا و شرم خلق سے لا پرواہ ہو کر لکھتا ہے: "کتاب اکمال الدین میں صاف لکھا ہے کہ ایک نبی یوز آسف کے نام سے مشہور تھا اور اس کی کتاب کا نام انجیل تھا"۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۱۳-۱۴)

یہ سراسر اختراع اور غلط بیانی ہے، اس کتاب میں کہیں نہیں لکھا ہے کہ یوز آسف نبی پر انجیل اتری تھی۔

پانچواں محاضرہ علمیہ

بر موضوع

5



پیش کردہ

حضرت مولانا قاری محمد عثمان جصاص منٹو پوری

استاذ حدیث و ادب و الالعلوم دیوبند

طبعات :- شیر والی آرٹ پر غرز دہلی ۱۰۰۰۶۱۱ فون : 2943292

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ
آمَنَّا بِحَدِّهِ

مرزا غلام احمد قادیانی نے مبلغ اسلام کی حیثیت سے شہرت حاصل کرنے کے بعد شیطانی تسویل کی وجہ سے اپنے بارے میں طرح طرح کے دعوے کرنے شروع کر دیے تھے، جس کو علماء نے اس کی تالیفات وغیرہ سے چھانٹ کر مستقل رسائل میں جمع کر دیا ہے۔ ان دعاوی باطلہ میں مامور و ملہم و محدث من اللہ ہونا، امام زمان، مجدد، اور مسیح بن مریم و ہمدی ہونا مزید ترقی کر کے آخر کار ظلی نبی و صاحب شریعت مستقل نبی و رسول ہونا یہ اس کے مشہور دعوے ہیں، جیسا کہ معلوم ہے، اس نے عام مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے ایک دم نبوت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ تدریجی چال چلی ہے۔ بہر حال جیب اس نے اصلی و آخری دعویٰ کرنے کے لئے حالات سازگار سمجھے تو کھل کر صاحب شریعت مستقل نبی و رسول ہونے کا دعویٰ کر کے بڑی دھڑائی سے اعلان کر دیا کہ جو اس کو مانے وہ مسلمان ہے اور جو اس کو نہیں مانتا بلکہ اس کی تکذیب کرتا ہے وہ کافر ہے اور جہنمی ہے۔ چنانچہ مرزا لکھتا ہے:

”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہ ہوگا اور

تیرا مخالف رہے گا وہ خدا و رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے“

مرزا نے اپنے دعاوی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے جہاں اور حربے اختیار کئے وہیں ایک بڑا حربہ طرح طرح کی پیشین گوئیاں کرنے کا اختیار کیا اور اس کو بڑی اہمیت دی۔ لکھتا ہے:

(الف) بد خیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری

پیشین گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محکم امتحان نہیں ہو سکتا۔ (آئینہ کمالات اسام غزائن صفحہ ۲۵۵)

(ب) توریت اور قرآن نے بڑا ثبوت نبوت کا صرف پیشین گوئیوں کو قرار دیا ہے۔ (رسالہ استقنار ص ۳)

اول تو یہی ضروری نہیں کہ جس کی پیشین گوئی کبھی سچی نکل جائے وہ مومن اللہ یا نبی ہو، کیونکہ بہت سے کاهنوں اور تنجومیوں کی پیشین گوئیاں بھی کبھی درست ہو جاتی ہیں۔

مگر مرزا قادیانی پر خدا تعالیٰ کی ایسی پھینکا رہے کہ اس کی اکثر پیشین گوئیاں غلط نکلی ہیں جبکہ اس کے جھوٹا ہونے کے لئے صرف ایک پیشین گوئی کا غلط ہونا کافی تھا۔ ارشاد باری ہے!

إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ - (سورة المؤمنین آیت ۳۱)	اللہ راہ نہیں دیتا اس کو جو بے لحاظ جھوٹا۔ (ترجمہ شیخ الہند)
---	---

ہاں مرزا کی ایسی بعض پیشین گوئیاں ضرور پوری ہوئی ہیں جو اس کے خلاف پڑیں اور جن سے اس کا کذاب ہونا آفتاب نصف النہار کی طرح واضح ہو گیا۔ مثلاً حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کو مخاطب کر کے مرزا قادیانی نے اشتہار شائع کیا کہ:

”آپ اپنے پرچہ میں مری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اذقات آپ اپنے پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی ہمیں ہلاک ہو جاؤں گا۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے، جیسے طاعون، مہیضہ وغیرہ ہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئی تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔“ (مجموعہ اشتہارات ص ۵)

عبرت ناک نتیجہ | یہ پیشین گوئی پوری طرح صحیح ثابت ہوئی یعنی حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے مرزا کی زندگی میں اور اس کے بعد بھی بفضل خدا

تمام آفات سے محفوظ رہ کر ۱۹۰۷ء میں انتقال فرمایا اور مرزا، مولانا مرحوم سے بہت پہلے ۲۶ مئی ۱۹۰۶ء میں بمرض مہیضہ مبتلا ہو کر راہی ملک عدم ہوا اور اپنے کذب پر

مہر تصدیق ثبت کر گیا۔ اس کے برخلاف انبیاء صاومین علیہم السلام کی شان یہ ہوتی ہے کہ انکی ہر پیشنگوئی پوری ہوتی ہے اور وہ ان کی صداقت کی دلیل بن جاتی ہے، ارشاد باری ہے

فَلَا تَحْصِبَنَّ اللَّهُ مَخْلِفَ وَعْدِهِ
رُسُلَهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ۔

سو خیال مت کر کہ اللہ خلاف کرے گا اپنے وعدہ اپنے رسول سے بے شک زبردست ہے بدلہ لینے والا۔ (سورہ ابراہیم آیت ۷۴)

یہ بات مرزا قادیانی بھی تسلیم کرتے ہوئے لکھتا ہے؛

”اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشین گوئیاں ٹل جائیں“ (کشتی نوح خزائن ص ۱۴۵)

بہر حال مرزا قادیانی نے جس چیز کو اپنے صدق و کذب کی جانچ کی سب سے بڑی کسوٹی قرار دیا تھا۔ اس پر مسلمانوں نے مرزا قادیانی کو خوب پرکھا اور بار بار اس کی پیشین گوئیوں کے غلط ثابت ہونے پر اس کے کذاب و دجال ہونے کا یقین بڑھاتے چلے گئے، اور مسیلمہ کذاب کی لائن میں اس کو کھڑا کر دیا۔ بطور نمونہ کے مرزا قادیانی کی چند پیشین گوئیاں اختصار کے ساتھ ذکر کی جاتی ہیں۔

مرزا کی غلط پیشین گوئیاں

(۱) اپنے پانچویں بیٹے کے بارے میں جنوری ۱۹۰۳ء میں مرزا کی بیوی حاملہ تھی مرزا نے اپنی

کتاب مواہب الرحمن میں پیشین گوئی کی۔

سب تعریف خدا کو ہے جس نے مجھے بڑھاپے میں چار لڑکے اپنے وعدے کے موافق دیے اور پانچویں کی بشارت دی۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ اَرْبَعَةً مِنَ الْبَنِينَ وَتَسْرِعُنِي بِمَوْتِي

(مواہب الرحمن درخشاں ص ۳۶)

نتیجہ :- اس حمل سے مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۰۳ء کو مرزا کے یہاں بجائے لڑکے کے لڑکی پیدا ہوئی جو چند مہینہ زندہ رہ کر وفات پا گئی۔ (اخبار الحکم قادیان)

(۲) اپنی عمر میں اضافہ سے متعلق غلط پیش گوئی:

اما نَرْيُكَ بَعْضَ الْغَيْثِ نَعْدُ هَذَا
نَزِيدُ عُمُرِكَ - (البشوی ص ۱۷)
(تذکرہ صفحہ ۶۷۹) (بدر اخبار جلد ۱۰ شمارہ ۳۱)
ہم تجھے بعض وہ امور دکھلا دیں گے جو غافل
کی نسبت ہمارا وعدہ ہے اور تیری عمر زیادہ
کریں گے۔

نتیجہ: مرزا قادیانی کی عمر میں اضافہ کیا ہوا۔ اس کے ایک اور الہام کے مطابق مقدر
عمر کے پورے اسی سال بھی زندہ رہنا نصیب نہ ہوا۔ اور ۷۲ سال قمری (۶۹ سال شمسی
کی عمر میں داخل جہنم ہو گیا۔

(۳) زلزلة الساعة کی غلط پیش گوئی۔

۱۹۰۵ء میں مرزا نے اس خوفناک زلزلہ کی پیش گوئی کے لئے بہت سے اشتہارات
شائع کئے تھے جل کی وجہ سے لوگ بہت سہم گئے تھے، اس نے لکھا:
”آئندہ زلزلہ کی نسبت جو پیش گوئی کی گئی ہے وہ کوئی معمولی پیش گوئی نہیں اگر
وہ آخر کو معمولی بات مکی یا میری زندگی میں اس کا ظہور نہیں ہوا تو میں خدا کی طرف سے
نہیں۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم درخشاں ص ۲۵۳)

نتیجہ: مرزا کی یہ کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۸ء کو یعنی مرزا کی
فات (۲۶ مئی ۱۹۰۸ء) کے پونے پانچ ماہ بعد شائع ہوئی۔

بہر حال اس کی زندگی میں ایسا کوئی زلزلہ نہیں آیا، اور جو زلزلے اس کی زندگی میں
ئے وہ خفیف تھے، اور اس قابل نہیں تھے کہ انہیں پیش گوئی کا مصداق قرار دیا جائے
بنا چہ مرزا لکھتا ہے ”اب یاد رکھیے وحی الہی کے بعد اس وقت تک جو ۲۲ جولائی ۱۹۰۶ء ہے اس ملک
بہ تین زلزلے آچکے ہیں ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء اور ۲۰ مئی ۱۹۰۶ء اور ۲۱ جولائی ۱۹۰۶ء مگر
بالا خدا کے نزدیک یہ زلزلوں میں داخل نہیں کیونکہ بہت ہی خفیف ہیں۔

(حاشیہ حقیقۃ الوحی درخشاں ص ۶۶)

قادیانی زلزلہ کے مقابلہ میں | بلکہ مرزا کی زندگی ہی میں ایک سچے مسلمان ملا محمد بخش خفی
ایک سچے مسلمان کی پیش گوئی | (سکرٹری انجمن حامی اسلام لاہور) نے مرزا

کی تردید میں ایک لمبا جوڑا اشتہار شائع کیا۔ اور اس میں لکھا:

» بڑے زور سے اطمینان اور تسلی دیتا ہوا خوشخبری سناتا ہوں کہ خدا کے فضل و کرم سے شہر لاہور وغیرہ میں یہ قادیانی زلزلہ ہرگز نہیں آئے گا! نہیں آئے گا! نہیں آئے گا! — مجھے یہ خوشخبری حقیقی نور الہی اور کشف کے ذریعہ دی گئی ہے جو انشاء اللہ بالکل ٹھیک ہوگی — ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ قادیانی ہمیشہ کی طرح اس زلزلہ کی پیش گوئی میں بھی ذیل در سوا ہوگا۔ « (مجموعہ اشتہارات ص ۵۲۱-۵۲۲)

نتیجہ: چودھویں صدی کے میلہ کذاب مرزا قادیانی کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں ایک سچے مسلمان کی پیش گوئی سچی کر دکھائی آخر کار مرزا خود اپنے اقرار سے جھوٹا ثابت ہوا۔

(۴) مولانا محمد حسین بٹالوی کے بارے میں جھوٹی پیش گوئی:

مولانا محمد حسین بٹالوی مرزا قادیانی کے دوست تھے جب تک اس نے اُلٹے سیدہ دعادی شروع نہیں کئے موصوف پر بنائے حسن ظن اس کے ساتھ لگے رہے اور اسکی دینی خدمات کا اپنے پرچہ اشاعت السنہ میں اعتراف فرماتے رہے۔ اور اسی حسن ظن کی بنیاد پر مرزا کی شان میں ان کے قلم سے کچھ قابل ذکر تعریفی کلمات بھی تحریر میں آئے۔ جنہیں آج کل قادیانی لٹریچر میں بار بار دہرایا جاتا ہے۔ اور یہ باور کرایا جاتا ہے کہ مرزا کے شدید ترین مخالفین بھی ایک زمانہ میں اس کے بارے میں یہ وقیع رائے رکھتے تھے۔ بہر حال جب مرزا کے زبغ و ضلال کی حقیقت مولانا مرحوم پر پوری طرح منکشف ہو گئی تو بلا خوف و ہمت لائٹ بر ملا اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے، مرزا کو اپنے سے انکی عقیدت کے پھر جانے کا بہت رنج تھا، اور چاہتا تھا کہ مولانا مرحوم کسی طرح پھر اس کے ثنا خواں کی صف میں آجائیں، آخر کار ان کے بارے میں پیش گوئی کو ذی۔

» ہم اس کے ایمان سے ناامید نہیں ہوئے بلکہ اُمید بہت ہے، اسی طرح خدا کی وحی خبر دے رہی ہے (اے مرزا) تجھ پر خدا تعالیٰ تیرے دوست محمد حسین کا مقوم ظاہر کر دے گا۔ — اور میرا کلام سچا ہے، اور میرے خدا کا قول ہے جو شخص تم میں سے

کچھ زمانہ زندہ رہے گا وہ دیکھ لے گا (اعجاز احمدی درخزائن ص ۱۹۲)

نتیجہ:۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ مولانا محمد حسین بنالوی مرزا نے بعین پر نود بابت ایمان تو کیا لاتے۔ مرحوم نے دوبارہ اس سے دوستانہ روابط بھی قائم نہیں کئے۔

مرزا کی مزعومہ صداقت کا خاص آسمانی نشان و معیار محمدی بیگم سے نکاح

دستخط کی ضرورت پیش آئی اس وقت تو مرزا نے ان کو یہ کہہ کر مال دیا کہ بلا استخارہ اور بلا استعزا الہی کوئی کام کرنے کی ہماری عادت نہیں، لیکن کچھ دنوں کے بعد انتہائی بے شرمی و بے غرتی کے ساتھ مرزا احمد بیگ کو جواب لکھا کہ "اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص یعنی احمد بیگ کی بڑی لڑکی کے نکاح کے لئے پیغام دے اور اس سے کہہ دے کہ پہلے وہ تہیں دلا دے میں قبول کرے اور تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے بہہ کرنے کا حکم مل گیا ہے جس کے تم خواہشمند ہو، بلکہ اس کے ساتھ اور بھی زمین دی جائیگی اور دیگر مزید احسانات تم پر کئے جائیں گے بشرطیکہ تم اپنی لڑکی کا مجھ سے نکاح کر دو۔ میرے اور تمہارے درمیان یہی عہد ہے تم مان لو گے تو میں بھی تسلیم کر لوں گا، اگر تم قبول نہ کر دو گے تو خبردار رہو، مجھے خدا نے یہ بتلایا ہے کہ اگر کسی اور شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہو گا تو نہ اس لڑکی کے لئے یہ نکاح مبارک ہو گا اور نہ تمہارے لئے۔

۱۰ مئی ۱۸۸۸ء (آئینہ کمالات اسلام خزائن ص ۱۵۶)

کوئی شریف اور غیور انسان اپنی لخت جگر کی توہین برداشت نہیں کر سکتا خواہ اس کی جان ہی جاتی رہے۔ چنانچہ اس ناشائستہ اور دھمی آمیز خط کا نتیجہ یہ ہوا کہ خاندان میں مرزا کی رہی سہی عزت بھی مٹی میں مل گئی اور مرزا احمد بیگ اور خاندان والوں نے نہ صرف یہ کہ سختی سے اس رشتہ کا انکار کر دیا بلکہ وہ خط مرزا کے مخالفین کے اخباروں میں شائع کر دیا۔

مرزا قادیانی نے مرزا احمد بیگ کو رام کرنے کی بے حد کوشش کی خط و کتابت اور دھیکوں کا سلسلہ ایک عرصہ تک چلتا رہا آخر کار محمدی بیگم مرحومہ کی شادی کی بات چیت پٹی ضلع لاہور

کے رہنے والے ایک شخص سلطان محمد سے ہونے لگی۔ یہ معلوم ہو جانے کے بعد اولاً تو مرزا نے ایٹری چوٹی کا زور لگایا کہ یہ نکاح نہ ہو اور رشتہ ٹوٹ جائے اس سلسلے میں خود سلطان محمد کو خطوط لکھے کہ تم یہ نکاح منظور نہ کرو جب ساری تدبیریں ناکام رہیں تو الہام خداوندی کے حوالہ سے یہ پیشین گوئی شائع کر دی کہ محمدی بیگم میرے نکاح میں آوے گی۔

(۱) خواہیے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں جائے اور یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے۔ (مجموعہ اشتہارات ص ۲۱۹)

(۲) خدا تعالیٰ نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کے حق میں نشان کے طور پر پیش گوئی ظاہر کی ہے کہ ان میں سے جو ایک شخص احمد بیگ نام کا ہے اگر وہ اپنی بڑی لڑکی اس عاجز کو نہیں دے گا تو تین برس کے عرصہ تک بلکہ اس سے قریب فوت ہو جائے گا اور جو نکاح کرے گا وہ روز نکاح سے اڑھائی برس کے عرصہ میں فوت ہو گا اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہو گی۔

(مجموعہ اشتہارات ص ۱۳۰)

محمدی بیگم کے نکاح سے متعلق پیش گوئی
کے اجزاء

(۳) میری اس پیش گوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں؛
۱۔ نکاح کے وقت تک میرا

زندہ رہنا۔ ۲۔ نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا۔ ۳۔ پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرنا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا۔ ۴۔ اس کے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصہ تک مرجانا۔ ۵۔ اس وقت تک میں کہ اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا۔ ۶۔ آخر یہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آ جانا۔

(آئینہ کمالات اسلام در خزائن ص ۳۲۵)

لیکن مرزا احمد بیگ اور اس کے خاندان والوں نے کسی چیز کا اثر نہیں لیا۔ اور

۱۸۹۲ء میں محمدی بیگم کا نکاح سلطان محمد سے کر دیا، ان کے گھر میں ایک درجن کے قریب اولاد بھی ہوئی جبکہ مرزا نے لکھا تھا کہ "اس سے دوسرے شخص کا نکاح کرنا اس لڑکی کے لئے باعث برکت نہ ہوگا" اس لئے سلطان محمد کے گھر میں محمدی بیگم کے بطن سے اولاد میں برکت بھی مرزا کے کذب کی دلیل بن گئی۔

مرزا کو نکاح محمدی بیگم کی اس

میں محمدی بیگم سے اس کا نکاح نہ ہو سکا تو پیش گوئی کو صحیح کرنے کی کنجائش باقی رہے گی کہ بیوہ ہو کر پھر میرے یہاں بیوی بن کر آئے گی اس سلسلہ میں اس کا اختراعی عمرانی الہام یہ ہے:

سو خدا انکے لئے تجھے کنایت کریگا اور اس عورت کو تیری طرف واپس لائے گا یہ امر پہلوی طرف سے اور ہم ہی کرنے والے ہیں بعد واپسی کے ہم نے نکاح کر دیا تیرے رب کی طرف سے سمجھ ہے، پس تو شک کرنے والوں سے مت ہو خدا کے کلمے بدلا نہیں کرتے۔

فَسَيُفِينَهُمُ اللَّهُ وَيَرْزُقُهَُا
إِلَيْكَ أَمْرٌ مِّنْ لَّدُنَّا أَنَّا كُنَّا
فَاعِلِينَ زَوْجُنْكَمَا الْحَقُّ مِّنْ رَبِّكَ
فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ
لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ
(انجام آہم درخزانہ ج ۱)

جب مرزا کے مخالفین نے اس بات پر فائدہ نہ دیا تو انہیں خوشیاں منائیں کہ محمدی بیگم کا نکاح مرزا قادیانی سے نہ ہو کر سلطان محمد سے ہو گیا اور پیشین گوئی کی مدت تاریخ نکاح سے ایشیائی سال میں سلطان محمد کا انتقال نہیں ہوا تو بھی مرزا نے ہمت نہیں ہاری اور لکھا: (۱) یاد رکھو! کہ اس پیشین گوئی کی دوسری جز (یعنی سلطان محمد کا مرزا کے سامنے مرزا اور محمدی بیگم کا بیوہ ہو کر مرزا کے نکاح میں آنا) پوری نہ ہوتی تو میں ہر ایک بندے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا اختراع نہیں یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ملتیں (ضمیمہ انجام آہم درخزانہ ج ۱ ص ۳۲)

(۲) میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی دالامداد احمدیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو، اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائیگی۔
(انجام آہم درخائن ص ۱۱۷)

خلاصہ یہ کہ محمدی بیگم کے نکاح سے متعلق پیشین گوئی میں مرزا نے بار بار پینترے بدلے، پہلے تو کہا باکرہ یا بیوہ ہونے کی حالت میں میرا اس سے نکاح ہوگا اور باکرہ ہونے کی حالت میں نکاح کی صورت نہ بنے (واقعہ بھی یہی ہوا) تو کہا کہ سلطان محمد ڈھائی سال کی مدت میں مرجائے گا اور بیوہ ہو کر محمدی بیگم میرے نکاح میں آئے گی لیکن جب سلطان محمد مدت مقررہ میں نہیں مرا تو تیسرا پینترا بدلا کہ گو سلطان محمد مقررہ وقت میں نہیں مرا مگر میری زندگی میں ضرور مرے گا۔ اور اگر وہ میری زندگی میں نہ مرا تو میں بد سے بدتر اور جھوٹا ٹھہروں گا۔ اور جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو میرے ان بیوقوف مخالفین کی ناک نہایت صفائی سے کٹ جائے گی۔ اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔

(اختصاراً از ضمیمہ انجام آہم درخائن ص ۱۱۷)

کھلا نتیجہ ساری دنیا جانتی ہے کہ مرزا کا یہ آخری پینترا بھی بیکار گیا اور دجال و کذاب مرزا قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو کراچی ملک عدم ہو گیا جب کہ سلطان محمد زندہ تھا اور محمدی بیگم اسی کی بیوی تھی، سلطان محمد کا انتقال مرزا کے مرنے کے چالیس بعد یعنی ۱۹۰۸ء میں ہوا اور محمدی بیگم کا انتقال ۱۹۰۹ء میں ہوا بھلا نہ سلطان محمد مرزا کھذنگ میں مرا اور نہ محمدی بیگم بیوہ ہو کر مرزا قادیانی کے نکاح میں آئی اس لئے مرزا قادیانی خود اپنے فتویٰ کی رو سے بد سے بدتر اور جھوٹا ثابت ہوا اور ذلت کے سیاہ داغ ہمیشہ کے لئے اس کے منحوس چہرہ پر پڑ گئے۔

قرآن کریم کی حقانیت و صداقت اور اس کے کلام الہی ہونے کی ایک بڑی دلیل یہ ارشاد فرمائی گئی ہے:

مرزا قادیانی کے متضاد ناقابل تطبیق اقوال و دعاوی

أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ، وَ
لَوْ كُنَّا مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ
لَوْ جَدَدَا فِيهِ إِخْتِلَافًا كَثِيرًا
(سورہ النساء ۸۲)

ترجمہ: کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے
اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف
سے ہوتا تو اس کے مضامین (بوجہ)
ان کے کثیر ہونے کے واقعات سے
اور حد اعجاز سے (بکثرت تفاوت پاتے
(بیان القرآن)

انسان کے طویل کلام میں عموماً یکسانیت نہیں رہ پاتی، جملوں میں فصاحت و بلاغت
کافر ہو جاتا ہے کبھی ایک بات دوسری بات کے مخالف و متناقض ہو جاتی ہے۔ لیکن
قرآن کریم اتنی بڑی کتاب ہونے کے باوجود ہر قسم کے تناقض سے بالکل پاک صاف
ہے ایسا کلام پیش کرنا غیر اللہ کے بس میں نہیں ہے۔

مرزا قادیانی کو دعویٰ ہے کہ وہ مکالمات الہیہ سے بکثرت مشرف رہا ہے اور
اس کے مزعمہ خداوندی الہامات وغیرہ قطعی ہیں، اس کے لئے ضروری تھا کہ اس کی
تصنیفات میں اور اس کی باتوں میں اختلاف و تناقض نہ ہوتا، لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس کی
تصنیفات تناقض و تعارض سے بھری پڑی ہیں اور جس مدعی الہام کے کلام میں تعارض و
تخالف ہو اس کے مفتری علی اللہ ہونے کے لئے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔
بطور نمونہ کے اس کے چند تناقضات پیش کئے جاتے ہیں:

ایک جگہ آپ متعلق صرف محدث غیر نبی | اس عاجز کے رسالہ فتح الاسلام،
ہونے کا دعویٰ کرتا ہے | تو صبیح المرام، ازالہ اودام میں جسد
ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک

معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ
ہے یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں میں محمول نہیں صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں سے
بیان کئے گئے ہیں۔ مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں۔ بلکہ صرف محدث مراد ہے
جس کے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکلم مراد لئے ہیں آپ نے محدثوں کی نسبت

فرمایا :-

قَدْ كَانَ فِيكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ رِجَالٌ يَكْفُرُونَ مِنْ
غَيْرِ أَنْ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ - (حقیقتہ النبوة ص ۹۲۹)

اس عبارت میں مرزا نے صاف صاف اپنے صرف محدث ہونے کا اظہار کیا ہے،
اور حدیث شریف کے حوالے سے یہ ثابت کیا ہے کہ محدث نبی نہیں ہوا کرتا، لہذا میرا
دعویٰ بھی نبوت کا نہیں ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے :

نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے

(ازالہ اہم درخزائن ص ۳۲)

دوسری جگہ مرزا نے اپنے صرف محدث ہونے کا
انکار کر کے ظلی و بروزی نبوت کا دعویٰ کیا۔
ان (بروزی و ظلی) معنوں
کے رو سے مجھے نبوت و رسالت
سے انکار نہیں ہے.....

اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے
اس کو پکارا جائے، اگر کہو کہ اس کا نام (صرف) محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ
تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں مگر نبوت کے معنی اظہار امر
غیب ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۲۰۹ درخزائن ج ۱ ص ۱۵۷)

دوسرا نمونہ :

ایک جگہ مرزا کہتا ہے کہ میرے انکار سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا۔

”ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی
شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔“ (تریاق القلوب در روحانی خزائن ص ۳۲)

پھر حاشیہ پر لکھتا ہے :

”یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعویٰ کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا
صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے
ہیں لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جلال الہی

میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔ (حاشیہ تزیات القلوب در روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۲۳)

پھر دوسری جگہ اپنی دعوت قبول نہ کرنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا۔
 ”ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں“ (حقیقتہ الوحی در خزائن ج ۲۲ ص ۱۶)

تیسرا نمونہ: ایک جگہ مرزا اپنے بارے میں بغیر شریعت کے نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

”اب بجز محمدی نبوت کے سب جوتیں بند ہیں شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے، مگر وہی جو پہلے امتی ہو، پس اسی بنا پر میں امتی ہو ہوں اور نبی بھی“ (تجلیات الہیہ در خزائن ج ۲۲ ص ۱۶)

دوسری جگہ اپنے کو صاحب شریعت
 نبی بتلاتے

اگر کہو کہ صاحب الشریعہ افتراء کے
 ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مغتری تو
 ازل تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔
 خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی، ماسوا، اس کے یہ بھی سمجھو کہ
 شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور
 اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعہ ہو گیا۔ پس اس تعریف
 کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔
 (اربعین مکہ در خزائن ج ۲۲ ص ۱۶)

چوتھا نمونہ: ایک جگہ مسیح اللہ علیہ السلام کے نزول کا قائل ہوتا ہے:

اسی نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچا
 دین دے کر تاکہ اس کو غلبہ دے ہر دین
 پر۔

(ترجمہ شیخ الہند)

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ
 بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ
 عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ۔

(سورۃ الصف آیت ۲۴)

”یہ آیت جسمانی و سیاست مکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشین گوئی ہے۔ اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئے گا اور مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ میں اسلام جمیع آفاق میں پھیل جائے گا۔ (درخانہ براہین احمدیہ ص ۵۹۳)

دوسری جگہ مسیحؑ کے دوبارہ نزول کا انکار کرتے لکھا ہے۔

”قرآن شریف میں مسیح بن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں۔

(ایام الصلح درخزانہ ص ۳۹۲)

مرزا نے براہین احمدیہ کی تصنیف کے زمانہ سے ہی (جو اس کی مذہبی و تصنیفی زندگی کے آغاز کا زمانہ ہے) اپنے کو نبی و رسول کہنا شروع کر دیا تھا ساتھ میں یہ بھی کہ انبیاء کو ان کے دعویٰ میں غلطی نہیں ہو سکتی۔ (اعجاز احمدی ص ۱۳۵)

نیز مرزا کا قول ”لہم شخص کے بارے میں یہ ہے“

”اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربہ سے یہ معلوم ہے کہ روح القدس کی قدسیت

ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بلا فصل ”لہم“ کے تمام قومی میں کام کرتی رہتی ہے۔

(حاشیہ آئینہ کمالات اسلام درخزانہ ص ۹۳)

ان اصولوں کی روشنی میں مرزا کے دعویٰ نبوت یا محدثیت کی دھجیاں اڑ جاتی ہیں

کیونکہ اگر وہ بقرض محال نبی یا ملہم ہوتا تو اس کے دعادی و اقوال میں تعارض و مخالفت

نہ پایا جاتا جس کے رفع کرنے کی کوئی صحیح توجیہ پیش نہیں کی جاسکتی، یوں بے سرو پا

طریقہ پر ان میں تطبیق دینے کی کوشش مرزائیوں کی طرف سے اور خود مرزا کی

طرف سے بہت کچھ کی گئی ہے۔ مگر اہل حق نے ان تمام کوششوں کو ناکام بنا کر ثابت کر دیا ہے

کہ ان متعارض اقوال کی بنا پر مرزا قادیانی مراقی بلکہ مفتری علی اللہ اور حسب موقع

و ضرورت گرت گٹ کی طرح رنگ بدلا کرتا تھا۔

مرزا قادیانی کی طرف سے توہینِ انبیاء وصحابہؓ و صلحیہ کا ارتکاب

ہر عقلمند انسان جانتا ہے کہ
انبیاء کرام خداوند قدوس کے
برگزیدہ بندے ہوتے ہیں جنکی

ظاہری و باطنی تربیت باری تعالیٰ کی جانب سے ہوتی ہے۔ اس لئے وہ اخلاقیات
کے بلند ترین مقام پر فائز ہوتے ہیں وہ عام انسانوں کے ساتھ بھی غش گوئی و بد
زبانی کا شیوہ نہیں اپناتے چہ جائیکہ انبیاء علیہم السلام کی مقدس جماعت کے کسی فرد
کے بارے میں وہ کوئی توہین آمیز جملہ زبان سے نکالیں، کسی نبی کے بارے میں یہ
تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ وہ صلحیہ انبیاء کے بارے میں بد زبانی کرے، لہذا
مسلمہ پنجاب مدعی نبوت کا ذبہ مرزا غلام احمد قادیانی نے انبیاء و صلحیہ کی شان میں
جو گستاخیاں کی ہیں وہ کذاب و دجال ہونے کی روشن دلیلیں ہیں مرزا نے خود
لکھا ہے :

(الف) » وہ بڑا ہی خبیث اور ملعون اور بد ذات ہے، جو خدا کے برگزیدہ
و مقدس لوگوں کو گالیاں دے (مرزا کا آخری لکچر لاہور البلاغ المبین ص ۱۹)
(ب) جاہلوں کا ہمیشہ سے یہی اصول ہوتا ہے کہ وہ اپنی بزرگی کا پٹری جمن
اسی میں دیکھتے ہیں کہ بزرگوں کی خواہ مخواہ تحقیر کریں۔ (ست نجن مصنفہ)
مرزا قادیانی درخزانہ ص ۱۲)

لعین قادیان نے سب سے زیادہ توہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کی ہے اور
غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے ایک دعویٰ اپنے بارے میں یہ کر رکھا ہے کہ احادیث
شریفہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد کی جو اطلاعات دی گئی ہیں ان کا مصداق
میں ہی ہوں۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو انتقال فرما چکے ہیں۔ وہ دوبارہ دنیا پر
نہیں آئیں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بعض خاص مشاہدات اور مناسبتوں
کی وجہ سے مجھے ہی مجازاً عیسیٰ اور مسیح کہا گیا ہے، اس طرح وہ اپنے معتقدوں
کو یہ یاد کرانا چاہتا ہے کہ جس مسیح کا انتظار تھا وہ میں ہوں۔ اور شیرو کردار کے

لحاظ سے مسیح ناصری کے مقابلہ میں بلند ہوں، لہذا افضل کو چھوڑ کر ادنیٰ کا انتظار کرنا عقل کے خلاف ہے چنانچہ اس کا مشہور شعر ہے
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۲ درخائن ج ۱۸)

مرزا کا ایک فتویٰ | اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے۔ (ضمیمہ چشمہ معرفت ص ۳۹ درخائن ج ۲۳)

اب ہم ثابت کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین و تحقیر کی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین | (۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون

زمین پر ہے جو اس عقیدہ کو حل کر سکے، (اعجاز احمدی درخائن ص ۱۲ ج ۱۹)

(۲) عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے، مد کشتی نوح حاشیہ خزائن ص ۱۹ ج ۱۹)

(۳) مسیح کا چال چلن آپ کے نزدیک کیا تھا ایک کھاؤ پیو، شرابی نہ زائد نہ عابد نہ حتیٰ کا پرستار، بتکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔

(مکتوبات احمدیہ ص ۲۳) نور القرآن درخائن ص ۳۸ ج ۹)

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔

(چشمہ مسیحی در روحانی خزائن ص ۳۲۶ ج ۲۱)

(۵) عیسائیوں نے بہت سے آپ (عیسیٰ علیہ السلام) ناقص کے معجزات لکھے ہیں۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا، حاشیہ ضمیمہ انجام آتم در روحانی خزائن ص ۲۹ ج ۱۱)

یہ صاف طور پر قرآن کریم سے معارضہ ہے قرآن کہتا ہے:-

یعنی ہم نے عیسیٰ بن مریم کو بہت سے
بتن معجزے دیئے۔

وَآتَيْنَا عِيسَىٰ بَنَ مَرْيَمَ
الْمُبْتَلَاتِ (البقرہ آیت ۸۷)

(۶) مسیح کے معجزات اور پیشین گوئیوں پر جس قدر اعتراضات اور شکوک پیدا ہوتے
ہیں، میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے حواری یا پیش خبر لوگوں میں کبھی ایسے شبہات
پیدا ہوئے ہوں کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی روئی دور نہیں کرتا بلکہ اذالہ اوہام
در خزان چیلے (۷)

(۷) جو اس یہودی فاضل نے حضرت عیسیٰ کی پیش گوئیوں پر اعتراض کئے
ہیں وہ نہایت سخت اعتراض ہیں، بلکہ وہ ایسے سخت ہیں کہ ان کا آپس
بھی جواب نہیں آتا اور اگر مولوی شہار اللہ یا مولوی محمد حسین یا کوئی پادری صاحبوں
سے ان اعتراضات کا جواب دے سکے تو ہم ایک سو روپیہ نقد بطور انعام
اس کے حوالے کر دیں گے۔ (اعجاز احمدی در خزان چیلے ۱۱۱) ع

(۸) ایک دفعہ حضرت عیسیٰ زمین پر آئے تھے تو اس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ کئی کروڑ مشرک
دنیا میں ہو گئے (نادان لوگوں نے انھیں خدا بنا لیا۔ ناقل) دوبارہ آکر وہ دنیا میں کیا
بتائیں گے کہ لوگ ان کے آنے کے خواہشمند ہیں (اخبار بدر ۹ مئی ۱۹۷۷ء ص ۵)
(۹) ایک طرف تو مرزا نے عین اعتراف کرتا ہے کہ انبیاء کا خاندان ہمیشہ پاک
ہوتا ہے۔ دوسری طرف حضرت عیسیٰ کی شان میں اس کی دریدہ دہنی دیکھئے۔

ع اس حوالے میں اگرچہ مرزا قادیانی نے یہودی فاضل کے حوالہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی
پیش گوئیوں پر اعتراضات نقل کئے ہیں مگر اس کا اصل مقصد خود حضرت عیسیٰ پر تنقیص و اہانت تھی
کیونکہ مرزا محمود نے لکھا ہے۔

کسی کو گالی دینے کا ایک طریقہ یہ بھی ہوا کرتا ہے کہ دوسرے کا طرف گالی منسوب کر کے اس کا ذکر کیا جائے
جیسے کوئی اپنے منہ سے حرام زادہ نہ کہے مگر یہ کہہ دے کہ فلاں شخص آپ کو حرام زادہ کہتا تھا یہ بھی گالی ہوگی
جو اس نے دوسرے کو دوسرے کی زبان سے دلوائی۔ (احرار کے مبالغہ کا چیلنج ص ۱۱)

”آپ (یسوع) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نایاں آپ کی زنا کار اور کبھی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی آپ کا کبھی بچوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان کبھی کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر ناپاک ہاتھ لگا دے۔ اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے، اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے حاشیہ ضمیمہ انجام آتم درخزانہ ص ۲۹۱“

(۱۱۰) اور اس ظالم نے اپنے خیال فاسد کی تائید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کا مضمون آیت کریمہ سے نکالنے کی جسارت بھی کی ہے۔ سنئے۔

”مسیح کی لاستبازی اپنے زمانے میں دو سکر راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوئی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں پر اپنے سر کے بالوں سے اس کے جسم کو چھوا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے خدائے قرآن میں یحییٰ کا نام حضور رکھا، مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ (حاشیہ دافع البلاء خزائن ص ۲۲ ج ۱۸)“

مطلب صاف ہے کہ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ شراب و شباب سے لطف اندوز ہوتے تھے۔

(۱۱) مجھے وہ قوتیں عطا کی گئیں جو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں، تو پھر میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطری طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں۔

۱۱۰ اپنے نفس کو عورتوں سے باز رکھنے والا۔

کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے۔ اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس
نظرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت
دی۔، (حقیقۃ الوحی خزائن ص ۱۵۱)

اس گستاخ اور کمینہ شخص نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو گندی
وراہنت آمیز باتیں اپنی تالیفات میں درج کی ہیں ان کے چند نمونے بہت اختصار
کے ساتھ پیش کئے گئے ہیں۔
ان گندی گالیوں کی بنا پر جب مرزا قادیانی پر اعتراضات ہوئے تو تاویلات
بیکہ شروع کر دیں۔

پہلی تاویل ریک | حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں نہیں دی گئیں بلکہ اناجیل کے
بیانات کی بنیاد پر یسوع کو دی گئیں ہیں جو کوئی دوسرا
شخص مدعی الوہیت تھا۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

”اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں
لکھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا
س نے خدائی کا دعویٰ کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام ڈاکو اور بٹمار رکھا اور
اُنے والے مقدس نبی کے وجود سے انکار کیا اور کہا کہ میرے بعد سب جھوٹے نبی آئینگے
ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راست بازوں کے دشمن کو ایک بھلامنس آدمی
بھی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم در
وحانی خزائن ص ۲۹ ج ۱۱)

ابطال | یہ تاویل غلط ہے کیونکہ اول تو مرزا نے خود یسوع اور مسیح کو ایک
شخصیت قرار دیا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔

(راہبہ اعتقاد رکھنا پڑتا ہے کہ جیسا کہ ایک بندہ خدا کا عیسیٰ نام جسکو عبرانی
میں یسوع کہتے ہیں، تیس برس تک موسیٰ رسول اللہ کی شریعت کی پیروی کر کے خدا
کا مقرب بنا۔) (حاشیہ چشمہ مسیحی در روحانی خزائن ص ۳۸ ج ۲)

(۲) ہودس مسیح بن مریم بن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں (توضیح مرام در روحانی خزائن ص ۵۳ ج ۳)

دوسری تادیل اس لئے بھی غلط ہے کہ مرزا نے صاف طور پر عیسیٰ اور مسیح کا نام لے کر بھوس کی ہے۔

دوسری تادیل رکیک | مرزا قادیانی نے ان گالیوں کی یہ بھی تادیل کی ہے کہ جب پادریوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تو ہم نے بھی مجبور ہو کر عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مذکورہ واقعات یہودیوں سے لے کر عیسائیوں کے سامنے پیش کر دیئے۔

ابطال | یہ تادیل بناوٹی ہے کیوں کہ مرزا کہتا ہے۔
”مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو ایک مسلمان اس کے عوض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دے (ضمیمہ تریاق القلوب در روحانی خزائن ص ۱۹۴ ج ۱۵)

”مختلف فرقوں کے بزرگ، ہادیوں کو بدی اور بے ادبی سے یاد کرنا پڑے درجہ کی خباثت اور شرارت سمجھتے ہیں (براہین احمدیہ در روحانی خزائن ص ۹۲ ج ۱)

معلوم ہوا کہ یہ صرف بہانہ ہے کہ عیسائیوں کے جواب میں حضرت عیسیٰؑ کو برا بھلا کہا گیا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ مرزا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بزرگ ہادی اور نبی تو کیا مانتا بلکہ ایک شریف انسان بھی نہیں مانتا۔ کیوں کہ اس کا قرآن پر ایمان ہی نہیں، اگر وہ قرآن کو کلام الہی مانتا جس سے حضرت عیسیٰؑ کی نبوت قطعی و یقینی طور پر ثابت ہے تو وہ حضرت عیسیٰؑ کی شان میں گستاخانہ کلمات استعمال نہ کرتا۔

یہ تہمتیں اور گالیاں جوابی و الزامی اسلئے بھی قرار نہیں دی جا سکتی کہ ”دافع البلاء“ کے مخالف زیادہ تر علماء اسلام ہیں، اور اس میں مرزا ان کو سمجھا رہا ہے کہ یہ گندی اور غش بابتیں میرے نزدیک (نمود بالٹہ) ایسے سچے قصبے ہیں کہ انہی کی وجہ سے حضرت عیسیٰؑ کو قصور کے عطا سے محرومی رہی۔ اس بارے میں اس کی عبارت اور نقل کی جا چکی ہے۔ پھر پڑھیے

نیز اس نے تحریر ۵ میں معجزات حضرت عیسیٰ کا انکار "حق بات یہ ہے کہ کبھی کیا ہے۔ اسی سے سمجھا جاسکتا ہے کہ جہاں بھی مرزا نے حضرت عیسیٰ کے بارے میں غش گوئی کی ہے۔ وہ الزامی جواب کے طور پر نہیں ہے بلکہ اس کا اپنا خیال بھی یہی ہے۔ لہذا یقینی طور پر مرزا تو ہین عیسیٰ کا مرتکب ہوا ہے۔ اور نبی کی توہین کفر ہے۔

قادیانیوں کی فریب کاری | جب مسیح موعود (مرزا غلام احمد) اپنے آپ کو مثیل کہتے ہیں تو حضرت مسیح کی توہین کیسے کر سکتے تھے۔

پکردہ چاک | جذبہ رقابت کے تحت توہین عیسیٰ کی گئی ہے۔

قادیانیوں کی فریب کاری ۲ | حضرت مسیح موعود (مرزا) نے اپنی متعدد کتب و تحریرات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف کی ہے اور انہیں نبی تسلیم کیا ہے، اسلئے مرزا پر توہین عیسیٰ کا الزام نہیں لگایا جاسکتا۔

پکردہ چاک | اول تو مرزا قادیانی متضاد بیانات و تحریرات میں مشہور و معروف ہے۔ دوسرا اس نے حضرت عیسیٰ کی تعریف تین وجوہ سے کی ہے۔

۱۔ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے۔
۲۔ ملکہ و کٹوریہ قیصر ہند اور برطانوی حکومت کو خوش کرنے کے لئے ستارہ قیصریہ، تحفہ قیصریہ میں یہ مضمون موجود ہے۔

۳۔ اپنے آپ کو منصف مزاج ثابت کرنے کے لئے، مرزا خود لکھتا ہے۔
"شریر انسانوں کا طریق یہ ہے کہ ہجو (کسی کی برائی، ناقل) کرنے کے وقت پہلے ایک تعریف کا لفظ لے آتے ہیں گویا وہ منصف مزاج ہیں۔

(حاشیہ ست بجن درختان میوہ ۱۳۵)

لعین قادیان اور اُس کے گروہ نے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے | (۱) قرآنی عقیدہ ہے کہ نجات
صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی پیروی میں ممکن ہے، اور

قادیانی عقیدہ کے مطابق اب صرف مرزا قادیانی کی تعلیم کی پیروی ہی موجب نجات
ہے۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے:-

”اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا
اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدارِ نجات ٹھہرایا، جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جبکہ
کان ہوں سُنے۔ (حاشیہ اربعین ص ۲۳۵) روحانی خزائن ص ۲۳۵“

(۲) قرآنی عقیدہ کے علی الرغم مرزا قادیانی اپنے کو خاتم الانبیاء کہتا ہے۔
”میں ہمارا بتلا چکا ہوں یہاں بموجب آیت وَالْآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَدْعُونَ بِهٖمْ بَرُّوزِي طُورِہِ
وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔ (ایک غلطی کا ازالہ روحانی خزائن ص ۲۱۲ ج ۱۸)
(۳) قادیانی ریلوہ مئی ۱۹۲۹ء میں شائع کیا گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی ناقلاً) کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے زیادہ تھا، اس زمانہ میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی ہے لہذا قادیانی مذہب
(۴) یہ بات بالکل صحیح ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ
پاسکتا ہے، حتیٰ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بڑھ سکتا ہے (ڈاکٹر ی خلیفہ قادیان،
اخبار الفضل، ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

(۵) قرآن کریم کے مطابق صاحب کوثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مگر قادیانی
عقیدہ یہ ہے کہ آیت اَنَا اعطینک الکُوثِرَ مرزا غلام احمد کے بارے میں نازل ہوئی
ہے۔ (حقیقۃ الوحی خزائن ص ۱۵۱)

(۶) مرزا قادیانی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ شق القمر کو امر خارق عادت
نہ خای کر محض کسوف و خسوف ہی قرار دیا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی
عظمت جتانے کے لئے لکھتا ہے:

لَهُ خَسَفَ الْقَمَرُ أَلْبَسَهُ
عَسَا الْقَمَرُ الْمَشْرِقَاتِ أَتُنَكِّرُ

ن (حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناقل) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا۔ اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا اب تو کیا انکار کریگا (اعجاز احمدی درخزان ص ۱۸۳) (۷) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کی اشاعت مکمل نہ ہو سکی میں نے پوری کی (حاشیہ تحفہ گو لڑویہ خزائن ص ۲۶۳)

قادیانی طریق میں اس طرح کی بہت سی تحریروں موجود ہیں بغرض اختصار ان ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

اور مرزا قادیانی کی یہ بخش گوئی دگتناخی انبیاء سے گذر کر اکابر صحابہؓ و صلحاءؓ بلکہ عام مسلمانوں تک کو اپنا نشانہ بناتی رہی ہے۔ چنانچہ مرزا نے اکابر صحابہؓ کو بلا تکلف غبی، نادان اور معمولی انسان کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ اور امت مسلمہ کے لئے ان کی پیاری میں کافر، مشرک، جہمی، کنجریوں کی اولاد سے کم درجہ کا شاید کوئی لفظ ہی نہیں تھا تفصیل کے لئے دیکھئے (رئیس قادیان ص ۲۲)

ایمان کے لغوی معنی کسی چیز کے ماننے کے ہیں اور کفر ایمان کی ضد ہے، لہذا کفر کے لغوی معنی انکار کرنے کے ہیں

کفر، نفاق، ارتداد، زندقہ کی تعریفات
واحکام اور مرزا قادیانی اور اس کی
ذرت پر ان کا انطباق۔

اور اصطلاح شرع میں ایمان کی حقیقت و ماہیت یہ ہے۔

ترجمہ:۔ تمام ان چیزوں کی تصدیق کرنا جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے آکر آئے اگرچہ وہ متواتر نہ ہوں۔ اور آپ کے احکام کو لازم پکڑنا۔ اور دین اسلام کے علاوہ ہر دین سے برات ظاہر کرنا۔

التَّصَدِيقُ بِكُلِّ مَا جَاءَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ لَوْ يَكُنْ مُتَوَاتِرًا وَالتَّزَامُ الْإِكْلَامُ وَالتَّبَرُّؤُ مِنْ كُلِّ دِينٍ سِوَاهُ -
(اقتل الملحدین ص ۵۸)

ایمان کی یہ تعریف مسلم شریف کی حدیث شریف سے ماخوذ ہے جو درج ذیل ہے:

أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى
يَشْهَدُوا أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيُؤْمِنُوا
بِي وَبِمَا جِئْتُ بِهِ فَإِذَا فَعَلُوا
ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَ
أَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا -

(مسلم شریف ج ۳ ص ۱)

ترجمہ: مجھ کو حکم دیا گیا کہ لوگوں سے قتال
کرتا رہوں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ
تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور مجھ پر
اور اس چیز پر جس کو میں لے کر آیا ایمان
لے آئیں۔ پس جب وہ اس کو اختیار کر لے
تو وہ اپنی جان اور مال میری جانب سے
محفوظ کر لیں گے مگر ان کے حق کی وجہ سے۔

نیز آیت کریمہ احادیث کے اس مضمون کی تائید و تصدیق کرتی ہے۔

ترجمہ: اور جو کوئی منکر ہو اس سے سب
فروں میں سے سود و زخ ہے ٹھکانہ اسکا
(ترجمہ شیخ الہند)

وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ
فَالنَّارُ مَوْعِدٌ لَهُ - (سورہ ہود آیت ۱۷)

بہر حال ایمان شرعی یہ ہے کہ تمام ماجارہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا جائے، بعض
کو ماننا بعض کو نہ ماننا ایمان شرعی نہیں ہے اور چونکہ کفر ایمان کی ضد ہے لہذا کفر
شرعی کا مطلب یہ ہے کہ ماجارہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سرے سے انکار کرے
یا بعض کو مانے لیکن ضروریات دین میں سے کسی ایک چیز کا بھی انکار کرے خواہ ضامناً
انکار کرے خواہ تاویل کرے کیونکہ ضروریات دین میں تاویل بھی کفر ہے۔

چنانچہ محقق وزیر ایمانی فرماتے ہیں:

ترجمہ: ہر فکر اہل الشیطان کی کتب معلوم
میں سے کسی کی تکذیب کرنا ہے جان بوجھ کر
یا اللہ کے رسولوں میں سے کسی ایک کی تکذیب
کرنا یا جن چیزوں کو وہ لے کر آئے انہیں
سے کسی چیز کی تکذیب کرنا۔

إِنَّ أَصْلَ الْكُفْرِ هُوَ التَّكْذِيبُ الْمُتَعَمَّدُ
لِشَيْءٍ مِنْ كُتُبِ اللَّهِ تَعَالَى الْمَعْلُومَةِ
أَوْ لِأَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
أَوْ لِشَيْءٍ مِمَّا جَاءَ وَابِئِهِ إِذَا كَانَ ذَلِكَ
الْأَمْرُ الْمَكْذُوبُ بِهِ مَعْلُومًا بِالْقُرْآنِ

مِنَ الَّذِينَ وَلَا خِلَافَ اِنَّ هَذَا
الْقَدَرُ كُفْرٌ، مِّنْ صَدَرٍ عَنْهُ
قَوْمٌ كَافِرٌ اِذَا كَانَ مُكَلَّفًا مَّخْتَارًا
غَيْرَ مُخْتَلٍ الْعَقْلِ وَلَا مُكْرَهٍ وَ
كَذَا اِنَّكَ لَا خِلَافَ فِي كُفْرٍ مِّنْ جَحْدٍ
فِيكَ الْمَعْلُومَ بِالضَّرُورَةِ الْجَمِيعِ
وَتَسْتَرُّ بِالتَّوْبِيلِ فَيَنَالُ لَا يَكُنْ
تَاوِيلُهُ كَالْمَلَا حِدَّةٍ -

راشدار الحق علی الخلق ص ۱۱۶ للمحقق الشہید
الحافظ محمد بن ابراہیم الوزير
الایمانی بحوالہ اقرار المحدثین ص ۱۲۰

الْكُفْرُ بِعَدَمِ الْاِيْمَانِ بِمَوَازِنَاتِ
الشَّرْعِ وَخُلُوهُ عَنْهُ جَهْلًا
كَانَ اَوْ جُحُودًا اَوْ عِيْنًا -
(حاشیہ اقرار المحدثین ص ۸۹)

جب کہ اس امر مکذب کا دین سے ہونا
یقیناً معلوم ہو۔ اور اس میں کوئی اختلاف
نہیں کہ اتنی بات کفر کی ہے جس سے یہ چیز صادر
ہو وہ کافی ہے جب کہ وہ مکلف ہو یا اختیار
ہو اسکی عقل میں خلل نہ ہو اور نہ اس پر زبردستی
کی گئی ہو۔ اور ایسے ہی اس شخص کے کفر میں
کوئی اختلاف نہیں جو اس قسم کے یقینی امر
کا انکار کرے اور ملحدوں کے طریقہ پر ناممکن
اتادیل امور میں تاویل کی آڑ لے۔

❖ ❖

(ترجمہ) کفر کا تحقق شریعت کی بالتواتر
منقول شدہ چیزوں پر ایمان نہ لانے کی وجہ
سے ہوتا ہے خواہ آدمی کی نادانی کی وجہ سے
ہو یا انکار کرنے کی وجہ سے یا عناد و مخالفت
کی وجہ سے۔

ضروریات دین کیا ہے

(ترجمہ) ضروریات دین سے مراد جیسا کہ کتب
عقائد وغیرہ میں مشہور ہے۔ وہ چیزیں ہیں جن
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے ہونا
یقیناً معلوم ہو۔ یاں طور کہ آپ سے وہ تواتر کے
ساتھ منقول ہوں اور مشہور ہوں اور عام لوگ انکو
جانتے ہوں۔

وَالْمُرَادُ بِالضَّرُورِيَّاتِ عَلَى مَا
اشْتَهَرَ فِي الْكُتُبِ مَا عَلِمَ كَوْنُهُ مِنْ
دِينِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالضَّرُورَةِ بِأَن تَوَاتَرَتْ عَنْهُ وَاسْتَفَاضَتْ
وَعِلْمَتُهُ الْعَامَّةُ (اقرار المحدثین ص ۱۲۰)

❖

یعنی اس کا دینی امر ہونا اس قدر مشہور ہو کہ بہت سے عوام بھی جانتے ہوں کہ یہ دینی امر ہے یہ مطلب نہیں کہ عوام کا ایک ایک فرد جانتا ہو۔ خواہ وہ دینی تعلیم کی طفرہ بالکل متوجہ نہ ہوا ہو، بلکہ جس چیز کا امر دینی ہونا عوام کا ایک بڑا طبقہ جانتا ہو اور ایک بڑا طبقہ نہ جانتا ہو، وہ بھی ضروریاتِ دین میں شمار ہوگا۔

مثلاً وحدانیت، نبوت و رسالت، ختمِ نبوت بعثت و جزاء، نماز و زکوٰۃ کی فرضیت شراب کی حرمت وغیرہ۔

ضروری کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا عمل میں لانا ضروری ہے، کیوں کہ بہت مباحات و مستحبات بھی ضروریاتِ دین میں شامل ہیں جنکو ماننا تو ضروری ہے۔ لیکن عمل میں لانا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ ضروری کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ثبوت قطعی و یقینی ہے۔

ضروریاتِ دین کی دو قسمیں ہیں

۱۔ بعض ضروریاتِ دین وہ ہیں کہ جن کے سمجھنے میں امت کے تینوں طبقے (خواص و اوساط اور عوام) شریک ہیں اور ان کے دلائل میں کوئی ظاہری تعارض بھی نہیں، ان کی مراد بالکل واضح ہے مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کے سلسلہ کا ختم ہو جانا۔ اور قربِ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اس قسم کے ضروریاتِ دین پر ایمان لانا بلا کسی تصرف و تغیر کے لازم ہے۔

۲۔ بعض ضروریاتِ دین اس قسم کے ہیں کہ سمجھنا اور سمجھانا ایک مشکل کام ہے۔ مثلاً مسئلہ تقدیر، عذابِ قبر، استوار علی العرش، نزول الی اسہار الدنیا۔ یہ امور بھی تو اتر اور شہرت سے ثابت ہیں۔ ان کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص سرے سے مسئلہ تقدیر وغیرہ کا انکار کرتا ہے تو وہ کافر قرار دیا جائے گا۔ لیکن اگر کوئی شخص ان امور کو اصالۃً مانتا ہے مگر انکی کیفیات کی تعین میں غلطی کرتا ہے تو اس کو کافر نہیں کہا جائے گا۔ زیادہ سے زیادہ اس پر ضلال کا علم لگایا جائے گا۔ ان فرض کفر شرعی کے تحقق کے لئے ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک چیز کا انکار ملے

یا تاویل بھی کافی ہے جب کہ ایمان شرعی کے ثبوت کیلئے ما جابرہ الرسول کے ایک ایک فرد پر ایمان لانا ضروری ہے، خواہ متواتر ہو یا غیر متواتر، کیوں کہ مومن بہ صرف قطعیات نہیں ہیں البتہ کفر کا حکم کسی امر قطعی انکار ہی کی وجہ سے آئے گا۔
حضرت علامہ اور شاہ کشمیری "ایمان کی مذکورہ بالا تعریف لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔

ترجمہ جن متکلمین نے ایمان کی تعریف میں صرف "ضروریات" کو ذکر فرمایا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے فن کا موضوع قطعیات ہیں یہ وجہ نہیں کہ مومن بہ صرف امر قطعی ہوتا ہے البتہ تکفیر امر قطعی کے انکار ہی کی وجہ سے ہوگی۔

وَمَنْ قَصَرَهُ مِنَ الْمُتَكَلِّمِينَ عَلَى الضَّرُورِيَّاتِ فَلَا فَنَ مَوْضِعَ نَهْمٍ هُوَ الْقَطْعِيُّ لَا أَنَّ الْمُؤْمِنَ بِهِ هُوَ الْقَطْعِيُّ نَقَطٌ، لَنَحْمُ التَّكْفِيرَ إِنَّمَا يَكُونُ بِمَحْدُودَةٍ فَقَطْ (الغفار المحدثین ص ۴۴)

اہل قبلہ کس کو کہتے ہیں | ایمان کے مفہوم شرعی سے متصف افراد کو جس طرح مومنین کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے، اسی طرح ان میں ایمان کی علامت

پائے جانے کی وجہ سے اہل قبلہ بھی کہا جاتا ہے جو مندرجہ ذیل حدیث سے ماخوذ ہے۔

ترجمہ جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کا استقبال کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے، پس وہ ایسا مسلمان ہے، جسکے لئے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے۔

مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَآكَلَ ذَبِيحَتَنَا فَذَلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِي لَهُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۱۵)

اس کا مطلب یہ ہے کہ بس نماز میں استقبال خانہ کعبہ کا قائل ہونے سے کوئی شخص مسلمان ہو جائے گا، خواہ دیگر ضروریات دین کا انکار کرتا ہو، بلکہ اہل قبلہ مومن شرعی کو کہا جاتا ہے جسکے لئے تمام ضروریات دین ما جابرہ الرسول پر ایمان لانا ضروری ہے۔
چنانچہ شرح فقہ اکبر میں ہے۔

ترجمہ جانا چاہیے کہ اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان چیزوں پر متفق ہوں جو ضروریات دین

اعْلَمَ الْمُؤَادُّ يَا هَلِي الْقِبْلَةَ الَّذِينَ اتَّفَقُوا عَلَى مَا هُوَ مِنْ ضُرُورَاتِ

الدِّينِ كَحُدُوثِ الْعَالَمِ وَحَشْرِ
الْأَجْسَادِ. وَعَلِمَ اللَّهُ تَعَالَى بِالْكَلِمَاتِ
وَالْجُزْئِيَّاتِ وَمَا اسْتَبْهَتْ ذَلِكَ مِنْ
الْمَسَائِلِ الْمُهِمَّاتِ فَمَنْ وَاطَبَ
طَوْلَ عُمْرِهِ عَلَى الطَّاعَاتِ وَالْعِبَادَاتِ
مَعَ اعْتِقَادِ قَدَمِ الْعَالَمِ وَنَفْيِ الْحَشْرِ
أَوْ نَفْيِ عِلْمِهِ سُبْحَانَهُ بِالْجُزْئِيَّاتِ
لَا يَكُونُ مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ، وَإِنْ
الْمُرَادُ بَعْدَ تَكْفِيرِ أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ
الْقِبْلَةِ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ: أَنَّ
لَا يَكْفُرُ مَا لَمْ يُوجَدْ شَيْءٌ مِنْ أَمَارَاتِ
الْكُفْرِ وَعَلَامَاتِهِ وَلَمْ يَصُدُّ رُغْبُهُ
شَيْءٌ مِنْ مُوجِبَاتِهِ.

(شرح فقہ اکبر ص ۱۸۹)

اور نہر اس میں مسئلہ پر ہے:

وَمَعْنَى عَدَمِ تَكْفِيرِ أَهْلِ الْقِبْلَةِ
أَنْ لَا يَكْفُرَ بِإِدَّتِكَابِ الْمَعَاصِي
وَلَا بِإِكْثَارِ الْأُمُورِ الْخَفِيَّةِ غَيْرِ الْمَشْهُورَةِ
هَذَا مَا حَقَّقَهُ الْمُحَقِّقُونَ. فَاحْفَظْهُ

کفر کی اقسام

کفر کا مذکورہ مفہوم شرعی جس شخص میں پایا جائے گا اس کو کافر کہا جائے گا، یعنی جس کے اندر ایمان نہ ہو۔

اب اس کی پہلی قسم نزول میں ایمان ہے اور نہ ظاہر میں اس کو اختیار کرتا ہے اس کو اعلانیہ کافر کہیں گے۔

سے ہوں مثلاً عالم کا حدوث، اور حشر اجساد اور اللہ تعالیٰ کا کلیات و جزئیات کو جانتا اور تمام وہ مسائل ہمہ جہان کے مشابہ ہوں پس جو شخص عمر بھر طاعات و عبادات پر مواظبت کرے ساتھ ساتھ اس بات کے اعتقاد کے کہ عالم قدیم ہے، اور حشر اجساد نہیں ہوگا، اور اللہ تعالیٰ جزئیات کو نہیں جانتا، تو وہ شخص اہل قبلہ میں سے نہیں ہوگا، اور اہل سنت و الجماعت کے نزدیک اہل قبلہ میں سے کسی کی عدم تکفیر سے مراد یہ ہے کہ اس وقت تک تکفیر نہیں کی جائے گی۔ جب تک کہ کفر کی علامات میں سے کوئی علامت نہ پائی جائے، نیز موجب کفر میں سے کوئی بات اس سے صادر نہ ہو۔

• •

(ترجمہ) اور اہل قبلہ کی عدم تکفیر کے معنی یہ ہیں کہ معاصی کے ارتکاب سے نیز امور خفیہ غیر مشہورہ کے انکار سے تکفیر نہیں کی جائے گی محققین کی یہی تحقیق ہے۔ اس کو یاد رکھنا چاہیے۔

کفر کا مذکورہ مفہوم شرعی جس شخص میں پایا جائے گا اس کو کافر کہا جائے گا، یعنی جس کے اندر ایمان نہ ہو۔

۲۱ دل میں ایمان نہیں لیکن زبان وغیرہ سے اظہار کرتا ہے اسکو منافق کہیں گے
۲۲ دولت ایمان حاصل تھی اس کو ترک کر کے کفر اختیار کر لیا وہ مرتد کہلائے گا کیوں کہ اس
نے اسلام سے رجوع کر لیا۔

۲۳ اگر دو خدا یا زیادہ کا قائل ہو تو مشرک کہلائے گا۔

۲۴ اور سابقہ منسوخ شدہ ادیان سادیہ میں سے کسی دین کو اختیار کرتا ہے تو کتبی
کہلائے گا جیسے یہودی و نصرانی۔

۲۵ زمانہ کے قدیم ہونے اور حوادث کو زمانہ کی جانب منسوب کرنے کا قائل ہو تو دھری
کہلائے گا۔

۲۶ ایک اور اگر باری تعالیٰ کے وجود کا قائل نہ ہو تو معطل کہلائے گا۔

۲۷ اور اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کو تسلیم کرتا ہو اور شعائر
اسلام نماز وغیرہ بھی اپنائے ہوئے ہو، لیکن ساتھ ہی ایسے عقائد، اسلامی لہجہ میں چھپائے
ہوئے ہو جو بالاتفاق کفر یہ ہیں ایسے کافر شخص کو زندیق کہا جائے گا۔

زندیق :- زند کی طرف منسوب ہے جسکو قباد کے زمانہ میں مزدک نے پیش کر کے لوگوں کے
سامنے یہ دعویٰ کیا کہ یہ مجوسیوں کی کتاب آسمانی کی تفسیر و تاویل ہے جو ان کے خیال کے
مطابق زردشت بنی لے کر آئے تھے۔

بہر حال زندیق کی تعریف یہ ہے۔

ترجمہ زندیق وہ شخص ہے جو متفقہ عقائد
کفر کو چھپائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت
کا افسار کرنے کے ساتھ ساتھ نیز شعائر اسلام کو
بھی ظاہر کرتا ہو۔

مَنْ يَبْطِنُ عَقَائِدَهُ فِي حَقِّهِ بِالْإِتِّفَاقِ
مَعَ أَغْتَرَا فِيهِ بِبُيُوتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَظَهَرَ شَعَائِرُ
الْإِسْلَامِ (شرح مقاصد ۳۲)

یہاں ابطان کفر کا یہ مطلب نہیں کہ لوگوں سے وہ اپنے عقیدہ کفریہ کو چھپاتا ہے
جیسا کہ بظاہر مفہوم ہوتا ہے، کیوں کہ زندیق کا کام ہی ہے کہ ملیع سازی کر کے اپنے عقیدہ
فاسدہ کو لوگوں میں رواج دینے کی کوشش کرتا ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ اسلام کا دعویٰ کرنے

کے باوجود جبل و تبلیس سے مخالف اسلام عقائد اپناتا ہے چنانچہ فتح الباری میں ص ۲۲۲ پر
 ﴿لَا تُدْعَىٰ إِلَىٰ الْكُفْرِ﴾ کے معنی غلط بیان فرمائے ہیں۔ زندیقانہ تاویل کی مثالیں بیان فرماتے ہوئے
 حضرت شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

أَوْ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَلَكِنَّ مَعْنَى
 هَذَا الْكَلَامِ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ أَنْ
 يُسَمَّى بِحَدِّكَ أَحَدٌ بِالنَّبِيِّ وَأَمَّا
 مَعْنَى النَّبُوءَةِ وَهُوَ كَوْنُ الْإِنْسَانِ
 مَبْعُوثًا مِنَ اللَّهِ تَعَالَى إِلَى الْخَلْقِ
 مُفْتَرَضِ الطَّاعَةِ مَعْصُومًا مِنَ
 الدُّنُوبِ وَمِنَ الْبِقَاءِ عَلَى الْخَطَا
 فَيُنَايِرُ فِيهِمْ هُوَ مَوْجُودٌ فِي الْأُمَمِ
 بَعْدَكَ فَهُوَ الَّذِي يُدْعَىٰ

(مستویٰ شرح موطا)

(ترجمہ) یادہ شخص کہے کہ نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ لیکن اس کلام
 کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی نبی نام
 رکھا جانا درست نہیں، رہا نبوت کا مفہوم
 (یعنی کسی انسان کا اللہ کی طرف سے مخلوق
 کی جانب مبعوث ہونا جسکی اطاعت فرض ہوتی
 ہے اور جو گناہوں سے اور اجتہادی معاملہ
 میں غلطی پر باقی رہنے سے محفوظ ہوتا ہے) تو
 وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ائمہ میں پایا
 جاتا ہے تو ایسا آدمی زندیق ہے۔

ۛ

بہر حال زندیق کی ایک قسم تو یہ ہے جو عموماً معروف ہے، اور زندیق کی ایک قسم اور ہے
 جیسا کہ حافظ ابن قدامہ حنبلیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

وَالَّذِي يُدْعَىٰ الَّذِي يُظْهِرُ
 الْإِسْلَامَ وَيَسْتَبِرُّ الْكُفْرَ وَهُوَ
 الَّذِي كَانَ يُسَمَّى مِنَّا فِتْقًا فِي عَصْرِ
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُسَمَّى
 الْيَوْمَ زَنْدِيقًا (المعنی مجاہد)

ۛ

ۛ

یعنی جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
 زمانہ کے منافقین کا حال تھا کہ زبان سے
 اسلام کا اظہار کرنے کے ساتھ دل میں عقائد
 کفریہ رکھتے تھے (جن کا اظہار کبھی بے ساختہ
 ہو جاتا تھا) اسی طرح آج بھی اگر کوئی بظاہر
 مسلمان در پردہ کفریہ عقائد رکھتا ہو اور
 کسی ذریعہ سے اسکے نفاق کا علم ہو جائے
 اسکو بھی زندیق کہا جائے گا۔

ۛ

زندیق کے بارے میں حکم شرعی مرتد سے زیادہ سخت ہے

اگر کوئی مسلمان (نحوہ باللہ) مرتد ہو جائے تو امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ اس کو توبہ کی تلقین کی جاتی ہے اور تین دن کی مہلت دی جاتی ہے جس میں وہ اپنے شبہات دور کرے اگر وہ دوبارہ اسلام قبول کر لے تو بہت اچھا ورنہ اسکو قتل کر دیا جائے گا لیکن زندیق اگر خود آکر توبہ کر لے تب بھی اسکے قبول کئے جانے میں فقہاء امت کا اختلاف ہے۔ حضرت امام شافعیؒ کا مسلک اور امام احمدؒ کی مشہور روایت تو یہ ہے کہ زندیق کی توبہ اگر سچے دل سے ہو تو قبول کر لی جائے گی، اور اس سے قتل ماقط ہو جائے گا۔ یعنی زندیق کا حکم مرتد جیسا ہے۔

اور اخاف کے یہاں تفصیل ہے کہ اگر کوئی زندیق اپنے عقائد فاسدہ کی دعوت دیتا ہو تو اگر وہ پکڑا جائے تو اسکی توبہ ناقابل اعتبار ہے (درمختار ص ۲۲۳) لیکن اگر پکڑے جانے سے پہلے زندیق خود آکر توبہ کر لے تو اسکی توبہ مقبول ہوگی اور وہ قتل کی سزا سے بچ جائے گا۔

اور حضرت امام مالکؒ کا مسلک اور حضرت امام احمدؒ کی ایک روایت یہ ہے کہ کسی حال میں زندیق کی توبہ قبول نہیں ہوگی اسکی سزا بہر صورت قتل ہے۔

کفر زندقہ میں مبتلا قادیانی گروہ اور اسکا حکم

آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں قادیانی تحریفات و تاویلات زائغہ اور اس گروہ کے مخالف اسلام عقائد فاسدہ سامنے آجانے کے بعد امت مسلمہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ یہ زندیقوں کا گروہ ہے جو اپنے عقائد کفریہ پر اسلام کا لیل لگا کر دنیا بھر میں نام نہاد "حقیقی اسلام" کے نام سے انکی ترویج و اشاعت

میں سرگرواں ہے اور جو واقعی حقیقی اسلام ہے اور جسکو امت مسلمہ چودہ سو سال سے اپنائے ہوئے ہے اسکو کفر کا نام دینے کی بے جا جسارت کرتا ہے، لہذا اگر اسلامی حکومت ہو اور یہ گروہ اور اسکے افراد حکومت کی گرفت میں آجائیں تو احناف، مالکیہ کے نزدیک اور امام احمدؒ کی ایک روایت کے مطابق انکی توبہ قبول نہیں کی جائیگی اور وہ قتل کی سزا سے نہیں بچ سکیں گے۔

مرتدین اور قادیانی زندیقیوں کی اولاد کا حکم

قادیانیت کے علاوہ کسی اور دھرم کی طرف مرتد ہونے والے اگر کسی وجہ سے قتل سے بچ جائیں اور انکی نسل چلے تو انکی صلیبی اولاد کا حکم یہ ہے کہ آباء و اجداد کے تابع قرار دے کر انکو بھی مرتد سمجھا جائے گا۔ مگر اصالتہ نہیں، لہذا بلوغ کے بعد ان کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کرنے کیلئے حبس و ضرب کی شکل تو اختیار کی جائے گی لیکن ان کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ اور مرتد کی اولاد کی اولاد کسی طرح مرتد کے حکم میں نہیں، نہ اصالتہً تبعاً بلکہ وہ کافر اصلی شمار ہوگی۔ (شامی ص ۲۵۷)

اسی طرح صحیح اسلام ترک کر کے قادیانیت کی طرف مرتد ہونے والے کی صلیبی اولاد اپنے والدین کے تابع ہو کر مرتد و زندیق کہلائے گی، اور اولاد کی اولاد مرتد نہیں بلکہ خالص زندیق کہلائے گی، اور زندیق کا حکم اس پر لاگو ہوگا۔ نہ کہ کافر اصلی کا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص شروع ہی سے قادیانی زندیق بنا ہوا یا قادیانیوں کے گھر پیدا ہوا ہو اس کی سینکڑوں نسلیں بھی بدل جائیں تب بھی انپر سادہ کافر کا حکم نہیں لگے گا بلکہ ان کا حکم ہمیشہ زندیق کا رہے گا۔ کیونکہ جس جرم کی وجہ سے ان کو زندیق کہا گیا ہے (یعنی کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر کہنا) انکی نسلوں میں بھی پایا جاتا ہے۔

قادیانیوں سے کسی قسم کے تعلقات رکھنا حرام اور قطعی حرام ہے

جب یہ معلوم ہو گیا کہ قادیانی مرتد و زندیق ہیں، اور زندیق پھیلانے میں مصروف ہیں تو ان کے ساتھ، تجارت وغیرہ میں شریک ہونا، انکی تقریبات میں شرکت کرنا یا ان کو اپنی تقریبات میں شرکت کی دعوت دینا۔ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، کھانا، پینا، انکے گھر آنا جانا، دوستانہ تعلقات رکھنا اور مسلمانوں جیسا سلوک ان کے ساتھ روا رکھنا قطعی حرام ہے اور ایمانی غیرت کے خلاف ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ
إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ، أُولَئِكَ كَتَبَ
فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ
مِّنْهُ، وَبَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا، رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَئِكَ
حِزْبُ اللَّهِ، أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ
الْمُفْلِحُونَ۔

(سورہ المجادلہ ۲۲)

(ترجمہ) جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر
(پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں ان کو آپ دیکھیں
گے کہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھتے ہیں جو اللہ
اور رسول کے برخلاف ہیں، گو وہ انکے باپ،
بیٹے یا بھائی ہی کیوں نہ ہوں، ان لوگوں کے
دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان ثبت کر دیا
ہے اور (ان) کے قلوب کو اپنے فیض سے
قوت دی ہے (فیض سے مراد نور ہے) اور ان
کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جنکے نیچے
سے نہریں جاری ہوں گی۔ جن میں وہ ہمیشہ
رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا۔ اور
وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔ یہ اللہ کا
گروہ ہے، خوب سنو کہ اللہ ہی کا گروہ فلاح
پانے والا ہے۔ (رحفرت تھانویؒ)

قادیانی خدا اور رسول کے دشمن ہیں۔ ان زندیقوں کا اصل شرعی حکم تو اوپر معلوم ہو چکا

ہندوستان کے مسلمان بحالت موجودہ اس پر عمل نہیں کر سکتے لیکن اتنا تو کر سکتے ہیں کہ ان کا مکمل بائیکاٹ کریں اور کسی قسم کا میل جول نہ رکھیں

مسلمان عورت سے قادیانی مرد کا نکاح حرام ہے

قادیانیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، اسلئے قادیانی مرد کے ساتھ کسی مسلمان عورت کا نکاح ایسے ہی حرام ہے جیسے کسی اور غیر مسلم سے حرام ہے، اسکی اولاد ولد الحرام کہلائے گی۔ اور اگر پہلے سے میاں بیوی مسلمان تھے اور (العیاذ باللہ) شوہر قادیانی ہو گیا تو نکاح فسخ ہو جائے گا، اسکی مسلمان بیوی کو جائز نہیں ہوگا کہ اسکے گھر رہے اور میاں بیوی کا تعلق اس سے رکھے۔

قادیانی عورت سے مسلمان مرد کا نکاح حرام ہے

ملاوہ کتابیہ کے کسی غیر مسلم عورت سے مسلمان کا رشتہ ازدواج قائم کرنا حرام ہے لہذا کوئی مسلمان قادیانی عورت سے نکاح کرتا ہے تو یہ نکاح باطل ہے۔

دیدہ و دانستہ قادیانی عورت سے نکاح کر نیا الے مسلمان
پراپنے ایمان کی تجدید لازم ہے

اگر کوئی شخص یہ جانتے ہوئے کہ مرزا غلام احمد کے عقائد کفریہ ہیں۔ اور قادیانی سے مرتدوں و زندیقوں کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا۔ کسی قادیانی عورت کو مسلمان سمجھ کر اس سے شادی کرتا ہے تو وہ ایمان سے خارج اور کافر قرار پائے گا۔ اور اس پر لازم ہوگا کہ اپنے ایمان کی تجدید کرے۔ کیوں کہ عقائد کفریہ کو اسلام سمجھنے سے کفر کا حکم لاگو ہوتا ہے اور اگر ناواقفیت میں مسلمان نے کسی قادیانی عورت سے شادی کر لی ہے تو مسئلہ معلوم ہو جانے کے بعد مشورہ پر لازم ہے کہ اس قادیانی عورت کو مسلمان کرے، بصورت دیگر اس سے فوراً علیحدگی

اختیار کر لے اور اپنے اس فعل پر توبہ کر لے۔

قادیانیوں کو مسلمان سمجھ کر انکی شادی میں شرکت کا حکم

جو مسلمان یہ جانتے ہوئے کہ قادیانیوں کے عقائد کفریہ ہیں ان کو مسلمان سمجھ کر ان کی شادی میں شرکت کریں گے وہ ایمان سے خارج ہو جائیں گے ان پر تجدید ایمان کے بعد تجدید نکاح بھی لازم ہوگا۔ ہاں اگر یہ مسئلہ معلوم نہ رہا ہو کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کا آپسی نکاح نہیں ہو سکتا۔ تو تجدید ایمان لازم نہیں البتہ کنگہار ہونگے انکو توبہ کرنی چاہیئے۔

قادیانی ذبیحہ حرام ہے

قادیانیوں کے ارتداد و زندہ کی وجہ سے ان کا ذبیحہ مسلمان کیلئے حرام ہے ان کی تیسری پشت کی اولاد بھی خالص زندیق ہی رہتی ہے اس لئے ان کا ذبیحہ بھی ناجائز ہے اور اہل کتاب کا حکم قادیانیوں پر ہرگز جاری نہ ہوگا۔

کسی قادیانی میت کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں

قادیانیوں کے لحدانہ عقائد معلوم ہو جانے کے بعد انکے کافر و غیر مسلم ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا، اور امت کے تمام فقہاء اس پر متفق ہیں کہ جنازہ کے جائز ہونے کیلئے میت کا مسلمان ہونا شرط ہے۔ کسی غیر مسلم کا جنازہ بالاجماع ناجائز ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے اور ان میں کوئی مر جائے تو اس کے جنازہ پر کبھی نماز نہ پڑھ اور نہ (دفن کیلئے) اسکی قبر پر کھڑے ہو جائے، کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ حالت کفر ہی میں مرے ہیں۔

وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ
أَيَّدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهٖ ۚ إِنَّهُمْ
كُفَرُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَضَاعُوا
لَهُمْ نَاسِقُونَ (التوبہ ۸۴)

قادیانی میت کے عقائد معلوم ہونے کے باوجود اس کی نماز جنازہ پڑھنے کا حکم

اگر مسلمانوں کو یہ معلوم رہا ہو کہ یہ میت مرزا غلام احمد قادیانی کو بنی مانتا تھا، اور اس کی وحی پر ایمان رکھتا تھا، اور عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا منکر تھا۔ پھر بھی وہ مسلمان سمجھ کر اس کی نماز جنازہ پڑھیں تو ان سب پر لازم ہے کہ اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کریں کیونکہ ایک مرتد کے عقائد کو اسلام سمجھنے کی وجہ سے ان کا ایمان بھی ختم ہو گیا اور نکاح بھی نہیں رہا۔ اور ان میں سے پہلے کسی مسلمان نے حج کر رکھا ہو تو وہ بھی باطل ہو جائے گا۔ دوبارہ حج کرنا لازم ہو گا۔

البتہ اگر مسلمانوں کو اسکے عقائد معلوم نہ رہے ہوں اور اس کے جنازہ میں انہوں نے شرکت کر لی ہو، تو معلوم ہو جانے کے بعد ان کو استغفار کرنا چاہئے کیوں کہ ایک قادیانی مرتد کا جنازہ پڑھنے کی وجہ سے اسے ایک ناجائز فعل کا ارتکاب ہوا ہے۔

قادیانی مردہ کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں

مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جانا کسی مسلمان کے اسلامی حقوق میں سے ایک حق ہے کسی غیر مسلم کا یہ حق نہیں جیسا کہ آیت مذکورہ بالا ولا تقم علی قبورہ سے مفہوم ہوتا ہے اسلئے اسلامی تاریخ بتاتی ہے کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے قبرستان ہمیشہ الگ الگ رہے ہیں۔ اور یہ مسلمہ امت کے متفق علیہا اور مسلمہ مسائل میں ہے، حتیٰ کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اپنی تحریروں میں اس کا حوالہ دیا ہے۔ مثلاً مرزا نے لکھا ہے۔

» حافظ صاحب یاد رکھیں کہ جو کچھ رسالہ قطع الوتین میں جھوٹے مدعیان نبوت کی نسبت بے سرو پا حکایتیں لکھی گئی ہیں۔ وہ حکایتیں اس وقت تک ایک ذرہ قابل اعتبار نہیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ مفتری لوگوں نے اپنے اس دعویٰ پر اصرار کیا اور توبہ نہ کی۔ اور یہ اصرار کیوں کہ ثابت ہو سکتا ہے۔ جب تک اسی ناز کی کسی خریہ کے ذریعہ یہ امر ثابت

نہ ہو کہ وہ لوگ اس افتراء اور جھوٹے دعویٰ نبوت پر مرے۔ اور ان کا کسی اسوقت کے مولوی نے جنازہ نہ پڑھا۔ اور نہ وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔

(تحفۃ الندوة ص ۹۵ خزائن ۱۹۶۶ء)

لہذا جس طرح پچھلے زمانہ کے مدعیان نبوت کسی اسلامی سلوک کے مستحق نہیں تھے نہ انکی نماز جنازہ پڑھی گئی نہ مسلمانوں کے قبرستان میں انکو دفن کیا گیا۔ اسی طرح اس دور کا مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکے ماننے والے بھی کسی اسلامی سلوک کے مستحق نہیں ہیں۔

بلکہ انکے مردوں کے ساتھ مرتدوں و زندیقیوں کا معاملہ کیا جائے گا۔ جیسا کہ "الاشباہ میں ہے۔

اور جب مرتد مر جائے یا ارتداد کی حالت میں قتل کر دیا جائے تو اس کو نہ مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کیا جائے نہ کسی اور ملت کے قبرستان میں بلکہ اسے کتے کی طرح گڈھے میں ڈال دیا جائے۔

واذا مات او قتل علی رد تمہ لم یدفن فی مقابر المسلمین ولا اهل ملۃ وانما یکفی فی حفرة مکانکلب

(الاشباہ فن ثانی، کتاب السیر (۱)۔ (۲۹۱)

علامہ شامی لکھتے ہیں:

نہ اسے غسل دیا جائے نہ کفن دیا جائے نہ اسے ان لوگوں کے سپرد کیا جائے جن کا مذہب اس مرتد نے اختیار کیا ہے۔

ولا یغسل ولا یکفن ولا یدفع الی من انتقل الی دینہم بحر عن الفتح،

(رد المحتار (۲)۔ (۲۳۰) مطبوعہ کراچی)

مسلمانوں کے قبرستان سے قادیانیوں کی لاش اکھاڑنا واجب ہے

اگر کسی جگہ مسلمانوں کی لاشیں قادیانیوں نے اپنا مردہ مسلمان قبرستان میں گاڑ دیا تو حق الامکان اسکو اکھاڑنے کی حکمت عملی اختیار کرنا مسلمانوں پر واجب ہے

(۱) اسکی پہلی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کیلئے موقوفہ قبرستان میں کسی غیر مسلم کو دفن کرنا اس جگہ کا غضب ہے جو ایک ناجائز تصرف ہے، وقف شدہ زمین میں ناجائز تصرف کی اجازت دینے کا اختیار تو کسی کو بھی حاصل نہیں۔ ہاں اس ناجائز تصرف کو ختم کرنے کی کوشش کرنا تمام مسلمانوں پر لازم ہے۔ اگر اس ناجائز تصرف پر سب لوگ خاموشی اختیار کریں گے اور اس کے ازالہ کی جدوجہد نہیں کریں گے تو سب گنہگار ہوں گے جیسے کسی مسجد کیلئے کوئی غیر مسلم موقوفہ زمین پر مندرگرجا وغیرہ بنانے لگے تو اسکو حتی الامکان روکنا لازم ہے۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ کافر اپنی قبر میں مذب ہوتا ہے اور اسکی قبر محل لعنت و غضب ہے اسکے عذاب سے مسلمان مردوں کو ایذا ہوگی اسلئے اولاً تو قادیانی کافر مرتد کو وہاں دفن نہ ہونے دیا جائے اور اگر دفن کر دیا گیا ہو تو مسلمان مردوں کو ایذا سے بچانے کیلئے قادیانی مردہ کو اکھاڑ پھینکنا ضروری ہے اسکی لاش شریعت کی نظر میں کوئی حرمت نہیں رکھتی ہاں مسلمان مردوں کی حرمت ہے اور اسکا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

(۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو حکم ہے کہ قبرستان جائیں اور مردوں کیلئے دعاء و استغفار کریں جب کہ کسی کافر کیلئے دعاء و استغفار و ایصال ثواب جائز نہیں لہذا وہاں کسی غیر مسلم خصوصاً قادیانی مرتد کی قبر نہ رہنے دی جائے تاکہ زائرین دھوکہ سے غیر مسلم کی قبر پر دعاء وغیرہ نہ پڑھنے لگیں۔

کوئی کافر تعمیر مسجد کا اہل نہیں ہے

بچہ بچہ جانتا ہے کہ مسجد اسلام کا شعار ہے، جو مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے اور اسکی تعمیر عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔ لہذا کوئی کافر مسجد کی تعمیر کا اہل نہیں ہے اور اسکی تعمیر کردہ عمارت مسجد نہیں ہو سکتی۔
باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا
مَسَاجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ
بِالْكُفْرِ، أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ
فِي السَّارِهِمْ خَالِدُونَ
(سورہ التوبہ ۱۷)

مشرکین کو حق نہیں کہ وہ ... اللہ کے
مسجدوں کو تعمیر کریں دراصل انہیں وہ اپنی
ذات پر کفر کی گواہی دے رہے ہیں ان
لوگوں کے عمل اکارت ہو چکے اور وہ
دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس کے بعد والی آیت کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ تعمیر مسجد کا حق صرف مسلمانوں کو حاصل
ہے۔ ارشاد ہے:

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى
الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ، تَعَسَى
أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ
(التوبہ ۱۸)

اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا تو اس شخص کا
کام ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر
ایمان رکھتا ہو، نماز ادا کرتا ہو، زکوٰۃ دیتا
ہو اور اسکے سوا کسی سے نہ ڈرے پس ایسے
لوگ امید ہے کہ ہدایت یافتہ ہوں گے۔

قادیانی منافقوں کی تعمیر کردہ نام نہاد مسجدیں، مسجد ”ضرار“ ہیں

اسلامی تاریخ کا مشہور واقعہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض غیر
مسلموں نے اسلام کا لبادہ اڑھتے ہوئے اپنے کو مسلمان ظاہر کیا۔ اور مسلمانوں کو نقصان پہونچانے
کیلئے مسجد کے نام سے ایک عمارت بنائی، جس کے متعلق آیات ذیل نازل ہوئیں، اور منافقوں
کے ناپاک ارادوں کی تلقین کھولی گئی۔

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا
وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَ
إِرْصَادًا لِلْمُنَافِقِينَ حَارَتِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
مِنْ قَبْلِ أَنْ يَبْلُغَ أَشُدَّهُمْ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ

اور جن لوگوں نے مسجد بنائی کہ اسلام اور
مسلمانوں کو نقصان پہونچائیں اور کفر کریں
اور اہل ایمان کے درمیان تفرقہ ڈالیں
اور اللہ و رسول کے دشمن کیلئے ایک کینہ گاہ

الْحُسْنٰی، وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اَنَّهُمْ كَاذِبُونَ
لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا۔ اِنِّیْ قَوْلِیْ تَعَالٰی
لَا یَزَالُ بُنِیَانُهُمُ الَّذِیْ یُبْغَوْنَ رِیْبَتَیْ
فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّا اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ وَاللّٰهُ
عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ

(سورہ التوبہ آیت ۱۰۷ اور ۱۰۸)

بنائیں اور یہ لوگ زور کی قسیں کھائیں گے
کہ ہم نے بھلائی کے سوا کسی چیز کا ارادہ نہیں
کیا اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ قطعاً جھوٹے
ہیں۔ آپ اسیں کبھی قیام نہ کیجئے۔ ان کی
عمارت جو انہوں نے بنائی ہے ہمیشہ انکے
دل کا کاٹا بنی رہے گی مگر یہ کہ ان کے دل کے
مکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ اور اللہ عظیم و حکیم ہے۔

قادیانی منافقین بھی آج وہی کردار ادا کر رہے ہیں ان کی طفر سے آلِ نڈیا تعمیر
مسجد کے نام سے فنڈ کھولا گیا ہے اور ہر قادیانی جماعت کو تاکید کی جا رہی ہے کہ وہ اپنی نام
نہاد (مسجد) بنائے جا ہے چھپر کی ہو۔ مسلمان آگاہ رہیں کہ یہ مسجدیں نہیں ہیں بلکہ انکے
ذریعہ قادیانی زندیقوں و منافقوں کے خفیہ ناپاک منصوبے وہی ہیں جو منافقوں کے
تھے۔ اور مذکورہ بالا آیت کریمہ سے واضح ہیں، یعنی

(۱) اسلام اور مسلمانوں کو ضرر پہونچانا۔

(۲) عقائد کفر کی اشاعت کرنا۔

(۳) مسلمانوں کی جماعت میں انتشار پھیلانا اور تفرقہ پیدا کرنا۔

(۴) خدا اور رسول کے دشمنوں کیلئے ایک اڈا بنانا۔

تمام مفسرین و اہل سیر نے لکھا ہے کہ منافقوں کی تعمیر کردہ مسجد نما عمارت
"مسجد ضرار" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے منہدم کر دی گئی اور اس کو جلا دیا
گیا۔